عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

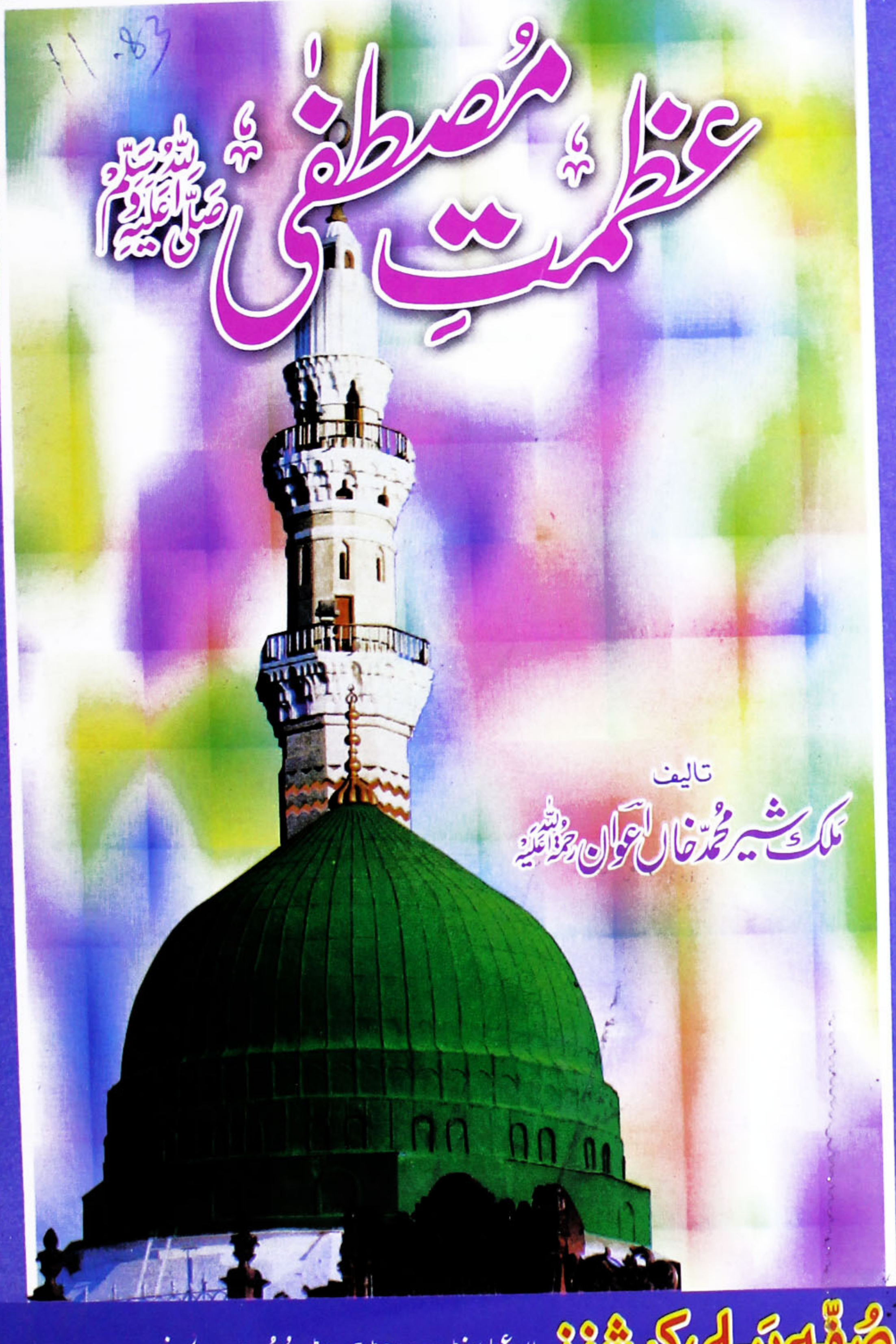

تالیف

ملک شیر محمد خاں اعوان رحمۃ اللہ علیہ

صفہ پبلی کیشنز
اسماعیل سنٹر 109- چیٹرجی روڈ - اُردو بازار - لاہور فون: 7324210

عظمتِ مصطفیٰ ﷺ

ملک شیر محمد خاں اعوان
کالاباغ

صُفّہ پبلی کیشنز

اسماعیل سنٹر109-چیٹرجی روڈ - اردو بازار - لاہور فون :7324210

Marfat.com

98156

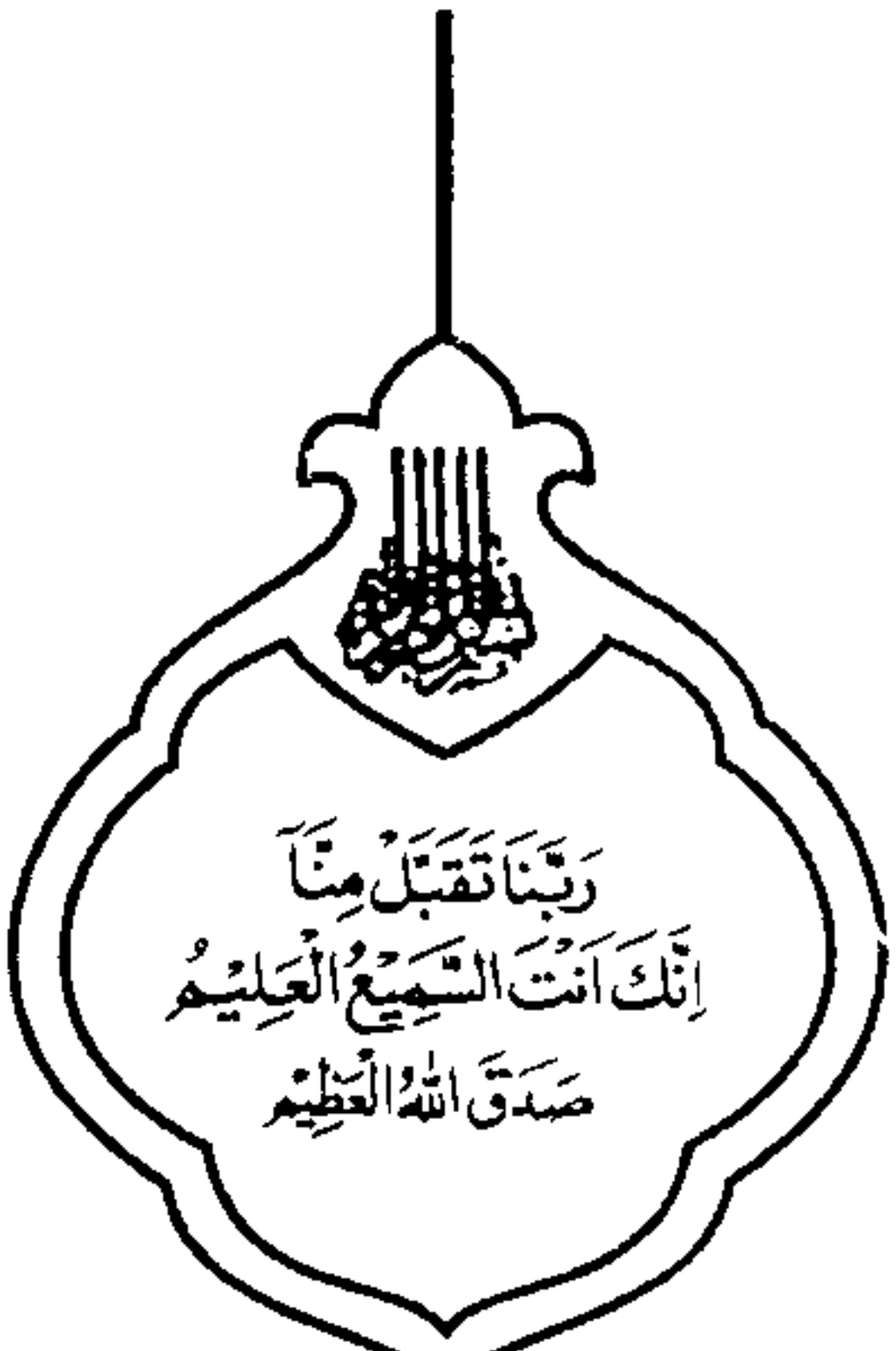

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ——— عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف ——— ملک شیر محمد خاں اعوان رحمۃ اللہ علیہ

تعارف ——— مولانا عنایت اللہ چشتی (میانوالی)

نظرثانی ونوائے خامہ ——— مولانا عبدالحکیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ

باہتمام ——— عمر حیات قادری

صفحات ——— ۴۰۰

قیمت ——— 135 روپے

ناشر ——— صفہ پبلی کیشنز۔ لاہور

ملنے کے پتے

○ صفہ پبلی کیشنز - اسماعیل سنٹر 109- چیٹرجی روڈ۔ اردو بازار ○ لاہور
فون :- 7246101 - 7324210 (042)

○ مکتبہ قادریہ ۔ داتا دربار مارکیٹ ۔ لاہور

○ گلیکسی بک سنٹر۔ 491 طفیل روڈ صدر ○ لاہور کینٹ

Marfat.com

ترتیب

پیش لفظ ——— محمد عبدالحکیم شرف قادری ۱۵

تعارف ——— مولانا عنایت اللہ چشتی ۱۷

مقدمہ ——— از مؤلف ۳۱

ابواب	تفصیل مضامین	صفحہ
باب اوّل : نبیِّ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم		۴۳
باب دوم : مکمل زندگی، مکمل نمونہ	سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت تاجر، بحیثیت مزکی و مربی، بحیثیت داعیٔ انقلاب بحیثیت مقنن، قانون پر عمل پیرا شہری کی حیثیت سے، بحیثیت منصف، بحیثیت سپہ سالار، نظریۂ جنگ میں انقلاب، آزادیٔ رائے کے پہلے پیامبر کی حیثیت سے، علمبردار مساوات کی حیثیت سے، حکمران کی حیثیت سے، معلّم کی حیثیت سے، غلاموں کے مولیٰ کی حیثیت سے، ایک منتظم اعلیٰ کی حیثیت سے، ایک معلّم اخلاق کی حیثیت سے، معراجِ عظمت کی حیثیت سے، رحمتِ عالم کی حیثیت سے، ایک مبلغ کی حیثیت سے ایک سربراہِ بیت کی حیثیت سے، امام اقتصادیات کی حیثیت سے	۶۹

Marfat.com

ابواب	تفصیل مضامین	صفحہ
	انسانِ کامل بحیثیت خاتم الانبیاء	
باب سوم: جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (قرآن کے آئینے میں)	دنیا کی حالت قبل از اسلام، سلسلۂ نسب و پیدائش، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی بشارتیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا انتقال، شقِ صدر، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات قبل از بعثت، وحی کی ابتداء، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور، دعوت اسلام، پہلے ایمان لانے والے، کفار کی ایذا رسانی، ہجرتِ حبشہ، مکہ کے آخری ایام، معراج، فرضیتِ نماز، قبائل کو دعوتِ اسلام، ہجرتِ مدینہ، قریش کا مشورہ، غارِ ثور، مدینہ میں استقبال، قبا و مسجدِ قبا، فقرِ یہود، فریضۂ جہاد، مدینہ کے ابتدائی ایام، غزوۂ بدر، غزوۂ بنی قینقاع اور غزوۂ بنی نضیر، غزوۂ اُحد، غزوۂ خندق یا احزاب، غزوۂ بنی قریظہ، صلح حدیبیہ، بیعت رضوان، فتح مکہ، غزوۂ خیبر، غزوۂ عمرۃ القضا یا عمرۃ القضیہ یا عمرۃ الصلح، غزوۂ حنین، غزوۂ تبوک یا جیش العسرت، بادشاہوں کو دعوت اسلام، حجۃ الوداع وصال النبی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ، خوارق عادات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بسائط عالم میں تصرف کرنا، اخبارِ غیب فتح خیبر کے باب میں، عمرۃ القضا کے باب میں، فتح فارس و روم کے باب میں، غلبۂ روم کے باب میں، مراجعتِ وطن کی پیشین گوئی، مسلمانوں کے عروج کی پیشین گوئی، شرِ مرتدین کے موقع کے باب میں، یہود تمنائے موت نہ کریں گے، خلفائے راشدین کے باب میں، جمیع ادیان پر غلبۂ اسلام کے	۱۰۱

Marfat.com

ابواب	تفصیل مضامین	صفحہ
	باب میں، شرِّ اعدا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے محفوظ ہونے کے باب میں، حفاظتِ قرآن کے باب میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی تبلیغ اور اس کا نتیجہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے نبیؐ برحق ہونے کا ثبوت، اہلِ کتاب، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا نبیؐ برحق ہونا جانتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت پر اللہ تعالیٰ کی شہادت، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر اسی طرح وحی ہوئی جس طرح دوسرے انبیاءؑ پر ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی اور دوسرے انبیاءؑ کی تعلیم ایک تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مانند تھے، توریت میں حضور کا ذکر، اہلِ کتاب جو باتیں چھپاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں ظاہر فرما دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت میں شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے لکھنا پڑھنا کسی انسان سے نہ سیکھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم شاعر نہ تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کاہن نہ تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لانے میں قریش کفّار کے فضول عذر، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم دینِ حق لائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم حق پر تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے رسولوں کی تصدیق کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو خدا نے اپنے بندوں پر حجت پورا کرنے کے لئے بھیجا، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم راہ راست پر تھے اور لوگوں کو سیدھی راہ	

Marfat.com

ابواب	تفصیل مضامین	صفحہ

کی طرف بلاتے تھے، حضورِ صلی اللہ علیہ وسلّم سے بیعت خدا سے بیعت، بعثتِ نبوی کی حکمت، خصائص النبی، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے خطاب ربانی، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نور ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم حاضر و ناظر ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا ادب رکنِ ایمان ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی گستاخی کفر ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی محبت و اتباع، فرض ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم بحیثیت حاکم و فرمانروا، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اُمّت کے تمام معاملات اور فیصلوں میں قاضی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم معلمِ کتاب و حکمت ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سارے جہان کے نبی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو علمِ غیب دیا گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا اللہ تعالیٰ کی محبت میں محو ہونا، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات قدسی صفات ہر مسلمان کے لئے اُسوۂ حسنہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے مقامِ محمود، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ عزیز ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے اعلیٰ اخلاق کی تعریف اور بے انتہا اجر، دعائے خلیل و نوید مسیحا، مسلمانوں کی تکلیف حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر شاق گزرتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر کتاب اور حکمت نازل کی گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم مرادِ الٰہی کے مبیّن (بیان کرنے والے ہیں)، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا عذاب الٰہی سے روک ہونا،

Marfat.com

ابواب	تفصیل مضامین	صفحہ
	حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نہ بھولے ہیں نہ بھٹکے ہیں، تحلیل و تحریم (اشیاء کو حلال و حرام کرنا) حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے منصب میں داخل تھا، اہل کتاب کو حضور پر ایمان لانے کا حکم، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی نبوت کا ثبوت و استدلال، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان نہ لانے والوں کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لانے والوں کے درجات اور ان کا صلہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے وطن کی عظمت، اللہ تعالیٰ نے روز میثاق تمام پیغمبروں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لانے کا عہد لیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو سبع مثانی عطا ہونے کا انعام، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ازواج مسلمانوں کی مائیں ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد ازواج سے کوئی نکاح نہیں کر سکتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے مزاج اور نرم دلی کی تعریف، اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا سینہ کھول دیا اور ہلکا کر دیا، اللہ نے حضور کا ذکر دنیا میں بلند کر دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر اللہ تعالیٰ اور فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ مسلمانوں کو بھی حکم، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی دعا لوگوں کے لئے قربِ خدا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر خدا کا خاص فضل، اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو کبھی نہیں چھوڑا، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا اخیر اوّل سے بہتر ہے، خدا چاہتا ہے رضا محمد،	

Marfat.com

ابواب	تفصیل مضامین	صفحہ
	اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو یتیمی میں پناہ دی، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو خدا نے غنی کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے متبعین سے خدا کی محبّت، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اہلِ قبلہ کے تابع نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت سب اُمّتوں سے افضل ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے متبعین کے لئے فلاح، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے اخلاقِ ستودہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی شفقت و رحمت، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا لوگوں سے بے غرض اور مستغنی رہنا، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم آخری نبی ہیں، اسمائے نبوی کا تذکرہ قرآن میں، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا صفاتِ الٰہیہ سے متصف ہونا۔	
باب چہارم: نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم	حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی نورانیّت، نورِ محمدی کی تعریف، حرفِ آخر، غیب کی تعریف، خاصۂ نبوّت، لفظ نبی کا مفہوم، قرآن میں علم، غیب الرسل کے شواہد، علم غیب عطائی،	۱۸۳
باب پنجم: درنگاہِ او غیوب کائنات	ایک اشکال اور اس کا حل، علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلّم اور ایک حدیث کی شرح، مسئلہ علمِ غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کی عارفانہ تشریح، علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ درباره علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلّم۔	۱۹۷
باب ششم: معراجِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم	واقعۂ اسریٰ، واقعۂ معراج، قرآن حکیم اور واقعۂ معراج، واقعۂ اسریٰ، واقعۂ معراج اور اہلِ مکہ، معراجِ جسمانی و	۲۱۷

Marfat.com

ابواب	تفصیل مضامین	صفحہ
	معراجِ روحانی، حرفِ آخر،	
باب ہفتم معجزاتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم		۲۳۵
باب ہشتم ارشاداتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاقی تعلیمات		۲۷۷
باب نہم: اعترافِ عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم غیر مسلموں کی زبان و قلم سے		۳۰۵
باب دہم ختمِ نبوّت	ارسالِ انبیاء کی حکمت، قرآن حکیم اور عقیدۂ ختمِ نبوّت، خاتم النبیّین، شانِ نزول، سیاق و سباق، ایک ضمنی بحث، لیکن کی وضاحت، رسول اللہ، خاتم النبیّین، لفظ خاتم لغت کی روشنی میں، ختمِ نبوّت اور احادیث، عقل کی عدالت میں،	۳۲۷

Marfat.com

ابواب	تفصیل مضامین	صفحہ
باب یازدہم: محبّتِ مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم (دینِ حق کی شرط اوّل ہے)		۲۴۵
باب دوازدہم اصحابِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم اور قرآن حکیم، صحابہ رضی اللہ عنہم اور احادیث، مہاجرین اور قرآن، مہاجرین اوّلین، مقامِ مہاجرین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں۔	۲۶۵

Marfat.com

نذرِ عقیدت

میں ملّتِ اسلامیہ کا ایک پُر معاصی فرد ہوں۔ میرا سرمایۂ اعمال، اشکِ ندامت اور عرقِ انفعال کے سوا کچھ نہیں۔ جب یہ خیال آتا ہے تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہِ معلّٰی میں اپنے اس ارمغانِ عقیدت کو پیش کرنے کی جسارت پر لرز لرز جاتا ہوں مگر پھر کوئی انتہائی شیریں آواز نہاں خانۂ قلب و جاں میں رس گھولنے لگتی ہے کہ حضور تو رحمۃٌ للعالمین ہیں، رَءُوْفٌ رَّحِیْم ہیں۔ اُن کے دربار میں تو خطاکاروں کو کار بھی حاضر ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ وہاں کبھی کسی کو دھتکارا نہیں گیا۔ اُن کا دروازہ تو ہے ہی اسی لئے کہ عصیاں شعار آئیں تو اُن پر نوازشوں کی بارانِ نور ہو جائے اور نکوکار آئیں تو درجاتِ بلند سے نوازے جائیں۔ یہی صدائے دلنواز تھی جس نے مجھے یہ ہمت عطا کی کہ اپنے اس آبگینہ کو جس میں میری عقیدت کے آنسو فروزاں ہیں حضورِ رسالت مآب میں پیش کر دوں۔ کیا عجب کہ حضور میرے اس ناچیز ہدیۂ عقیدت کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں۔

ع شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

یوں میری یہ سعیِ حقیر میرے نامۂ اعمال کو زرتاب کر دے اور حضور روزِ محشر اپنی آغوشِ رحمت میں پناہ دے دیں۔

طالبِ شفاعت و غفران

تنویر محمد خان اعوان

Marfat.com

Marfat.com

۱

حمد بے حد مر رسُولِ پاک را

آنکہ ایمان داد مُشتِ خاک را

۲

سیّدِ کل، صاحبِ اُمّ الکتاب

پردگیہا بر ضمیرش بے حجاب

۳

اے فروغت صبحِ اعصار و دُہُور

چشمِ تو بیتدہٗ ما فی الصُّدُور

۴

باخدا در پردہ گویم، باتو گویم آشکار

یارسول اللہ! او پنہان و تو پیدائے من

(علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

۱۔ خواجہ عطار بہ تغیر لفظی مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق صفحہ ۵۲

۲۔ پیام مشرق صفحہ ۱۹۔ ۳۔ اسرار و رموز صفحہ ۱۹۵۔ ۴۔ پیام مشرق صفحہ ۱۸۳

Marfat.com

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سُنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا
فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسّس میں ہے دریا تیرا
فرش والے تیری شوکت کا عُلُوّ کیا جانیں
خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا

(اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی)

Marfat.com

نوائے خامہ

کائنات کے محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ ایسی رشکِ فردوس اور غیرتِ جنت ہے جس میں کبھی نہ مرجھانے والے، ان گنت رنگا رنگ پھول ہیں، کوئی بھی عالم و فاضل ان سدا بہار پھولوں کو مکمل طور پر اپنے دامن میں سمیٹ نہیں سکتا۔

ع حافظ وظیفہ تو ثناء گفتن است و بس

ملک شیر محمد خاں اعوان، نواب آف کالا باغ کے خاندان کے بڑے ہونہار فرد تھے، وہ صوم و صلوۃ کے پابند اور اعلیٰ علمی و ادبی ذوق رکھتے تھے ان کے علمی و تحقیقی مقالات بلند پایہ جرائد میں شائع ہوتے تھے اور قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے، ان کی تحریریں فصاحت و سلاست اور ادبی چاشنی سے لبریز ہوتی تھیں، قدرت نے انہیں اپنا مافی الضمیر معقول اور مؤثر انداز میں بیان کرنے کی بے پناہ صلاحیت عطا فرمائی تھی۔ ان کی تالیفات میں سے محاسن کنز الایمان کو سب سے زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہ مقالہ لاہور سے چالیس ہزار سے زیادہ تعداد میں چھپ کر مفت تقسیم ہوا، اس کے علاوہ پاک و ہند کے کئی اداروں نے بھی شائع کیا۔ ملک صاحب نے اس مقالہ میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کے ترجمۂ قرآن کنز الایمان اور دیگر معروف تراجم کے درمیان تقابلی مطالعہ پیش کیا اور اس ترجمہ کے اعتقادی اور ادبی محاسن پر پہلی بار تفصیل اور سلیقے سے گفتگو کی، یہ مقالہ دیگر ارباب علم و قلم کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوا۔

ملک صاحب کا ذاتی کتب خانہ بڑا وسیع اور قابلِ دید ہے، ان کا مطالعہ اور حافظہ بھی بڑا وسیع تھا، سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ان کے رگ و پے میں سمائی ہوئی تھی، یہی وجہ تھی کہ وہ ہمیشہ سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرتے تھے

Marfat.com

اور صرف یہی نہیں بلکہ اس دریا کی غواصی سے حاصل ہونے والے تابدار موتیوں کو صفحۂ قرطاس پر محفوظ بھی کرتے جاتے تھے۔

۱۹۶۸ء میں ان کی قابلِ قدر کتاب مقامِ مصطفٰے، ملک دین محمد، لاہور نے شائع کی جس پر ملک کے جادو بیان خطیب، حضرت صاحبزادہ سیّد فیض الحسن شاہ آلومہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے پیش لفظ لکھا اور مؤلف کی کاوش کو دل کھول کر داد دی، اس کے بعد ملک صاحب نے پیش نظر کتاب عظمتِ مصطفٰے لکھی جو سیرتِ طیبہ کے موضوع پر عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق جدید ترین اور بہترین کوشش ہے، یہ کتاب گیارہ ابواب پر مشتمل ہے، اس کی ابتدا میں ملک کے مشہور محقق، ملک صاحب کے استاد اور دیرینہ رفیق مولانا عنایت اللہ حشتی مدظلہ (چکڑالہ، میانوالی) نے تعارف لکھ کر قارئین کو مؤلف کی شخصیت اور ان کے دینی، ملی، علمی اور ادبی خدمات سے روشناس کرایا ہے۔

۱۹۸۰ء سے کچھ پہلے اور اس کے بعد کئی مرتبہ راقم کی ملک شیر محمد خاں اعوان سے ملاقات ہوئی ایک دو بار مکتبہ قادریہ، لاہور میں بھی تشریف لائے۔ ان کی شخصیت پر علم و ادب اور تصوف کی گہری چھاپ تھی۔ ۱۹۸۴ء میں انہوں نے پیشِ نظر کتاب میاں زبیر احمد قادری، رضا پبلی کیشنز، لاہور کو شائع کرنے کے لیے دی اور ساتھ ہی راقم کے بارے میں فرمایش کی کہ وہ اس پر نظرِ ثانی کرے اور پیش لفظ بھی لکھے، ان کی بڑی آرزو تھی کہ یہ کتاب چھپی ہوئی دیکھ لیں۔ مگر افسوس کہ نظرِ ثانی اور کتابت میں غیر معمولی تاخیر ہوگئی اور اچانک اطلاع ملی کہ ۱۳ جمادی الثانیہ ۲۲ فروری ۱۴۰۶ ہجری / ۱۹۸۶ عیسوی کو ملک شیر محمد خاں اعوان انتقال کر گئے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون، مولی کریم جل شانہ، انہیں فردوس بریں میں جگہ عطا فرمائے۔ یہ کتاب ان کے لیے توشۂ آخرت بنائے اور ان کے صاحبزادوں کو ان کا مشن جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

۱۳ ذی الحجہ ۱۴۰۹ ہجری
۱۷ جولائی ۱۹۸۹ عیسوی

محمد عبد الحکیم شرف قادری نقشبندی

Marfat.com

تعارف

از جناب مولانا عنایت اللہ صاحب چشتی

؎ جن سے مل کر زندگی سے عشق ہو جائے وہ لوگ آپ نے شاید نہ دیکھے ہوں مگر ایسے بھی ہیں

آج برصغیر میں ملک شیر محمد خان اعوان کا اسمِ گرامی اہل سنت کے مایۂ ناز ادیب اور علمی و دینی موضوعات پر قلم اٹھانے والے نامور مصنف کی حیثیت سے شہرت کے جس مقامِ رفیع پر جلوہ گر ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ لوگ ان کے نام اور علمی کام سے تو واقف ہیں مگر ان میں سے اکثر کو اُن کے حالاتِ زندگی سے واقفیت نہیں ہر بڑے مصنف کے قاری کے ذہن میں مصنف کو دیکھ لینے، اُس سے گفتگو کرنے اور اُس کے پاس بیٹھنے کا تجسّس ہوتا ہے اور اگر یہ چیزیں میسّر نہ ہوں تو اُس کی شدید خواہش ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اُس کے حالاتِ زندگی اور معمولات و مشاغل سے آشنا ہو جائے۔ ملک صاحب کے قاری بھی اسی امر سے دوچار ہیں۔ میں کتاب سے پہلے صاحبِ کتاب کی مختصر داستانِ حیات پر اسی احساس کے پیشِ نظر قلم اٹھا رہا ہوں۔ شاید میری تحریر کردہ چند سطور مستقبل میں ملک صاحب کے علمی کارناموں پر کام کرنے والے اہلِ قلم کے لئے نشانِ راہ ثابت ہوں۔

ملک صاحب کا وطنِ مالوف کالا باغ ہے ضلع میانوالی کے اس قصبہ کو اپنی گوناگوں صفات کے باعث پاکستان میں بڑی شہرت حاصل ہے۔ ملک شیر محمد خان کالا باغ کے معروف اعوان خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ ملک صاحب ۱۹۲۴ء میں پیدا ہوئے۔ والد بزرگوار کا نام ملک سلطان محمد خان تھا۔ ملک صاحب کو بچپن میں قرآنِ حکیم کی تعلیم دی گئی۔ اس کے بعد مولوی غلام حسین اُترخیل کے مشہور مکتب میں داخل کیا گیا۔ مولوی غلام حسین

Marfat.com

ایک مشاق اور نامور استاد تھے ان کی محنت سے تیسری جماعت کے طلباء میں خط لکھنے کی اچھی خاصی اہلیّت پیدا ہو جاتی تھی۔ مکتوب نگاری سکھانے کے لیے "انشائے اُردو" نامی کتاب پڑھاتے تھے۔ جو خطِ شکستہ میں تھی۔ مولوی غلام حسین صاحب خود بھی خوش خط تھے اور طلبا کو بھی خوش خطی کی بہت زیادہ مشق کراتے تھے۔ ان کے مکتب میں جو طالب علم چند سال پڑھ لیتا وہ اُردو اور فارسی میں اچھی خاصی قابلیت پیدا کر لیتا تھا۔ اس مکتب میں پڑھے ہوئے طلبا کا مقابلہ اردو اور فارسی میں میٹرک پاس طلبا بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ہاں تو ملک صاحب کچھ عرصہ اس مکتب میں زیرِ تعلیم رہنے کے بعد مقامی ہائی سکول میں داخل ہو گئے۔ یہیں سے میٹرک کیا۔ اس تعلیم کے دوران میں انہوں نے اپنی ذات کو صرف نصابی کتب کے مطالعہ تک محدود نہ رکھا ان کا مطالعہ وسیع الجہات رہا۔ ملک صاحب کے تایا ملک حیات محمد خان (مرحوم)، اعلیٰ علمی و ادبی ذوق کے حامل تھے۔ صاحبِ تصنیف تو نہ تھے لیکن اردو اور فارسی میں دستگاہِ کامل رکھتے تھے انہیں کتب بینی کا بے پناہ شوق تھا۔ وسیع المطالعہ تھے۔ انہوں نے ذوقِ مطالعہ کی تسکین کے لیے اپنے پاس اچھا خاصہ علمی، ادبی اور تاریخی لٹریچر جمع کر رکھا تھا۔ ان کے ہاں روزنامہ زمیندار لاہور، ماہنامہ صوفی (منڈی بہاؤ الدین)، ماہنامہ نظام المشائخ (دہلی)، ماہنامہ پیشوا (دہلی) اور ماہنامہ مولوی (دہلی)، باقاعدگی سے آتے تھے۔ ملک صاحب تایا مرحوم کی کتب اور رسائل کا مطالعہ بھی کرتے رہتے تھے۔ ملک صاحب کے لڑکپن اور آغازِ شباب میں دوسرے بزرگ حضرت پیر سید صدر عالم گیلانی لکھنوی المعروف پیر چن چراغ علیہ الرحمہ تھے جنہوں نے ملک صاحب کی شخصیت کی تعمیر میں بڑا کردار ادا کیا۔ ملک صاحب کو بچپن سے ہی مسجدوں میں عالموں کے پاس بیٹھنے اور ان کا وعظ سننے کا شوق تھا۔ یہی شوق انہیں کشاں کشاں پیر چن چراغ صاحب خطیب جامع مسجد غوثیہ کالا باغ کی خدمت میں لے گیا اور اُن سے اس قدر متاثر ہوئے کہ روزانہ عصر کے وقت پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کو اپنا معمول بنا لیا اور یہ معمول پیر صاحب کی زندگی تک رہا۔ پیر صاحب ایک روشن دماغ عالم ایک حق گو مبلغ اور ایک پُرکشش روحانی رہنما تھے۔ ان کے پاس برصغیر کے متعدد مذہبی اور سیاسی

Marfat.com

اخبارات ورسائل آتے تھے۔ ملک صاحب کو ان کے مطالعہ کا موقع بھی مل جاتا تھا ۔ پیر صاحب کی محفل میں ہر وقت قال اللہ اور قال رسول کی خوبصورت آوازیں فضا میں پُر تقدس تموج پیدا کرتی رہتی تھیں۔ ملک صاحب کو پیر صاحب کی صحبت میں مذہبی کتب کے مطالعہ اور صوم وصلوٰۃ کی پابندی کی عادت راسخ ہوگئی اور آج تک یہی چیزیں ان کا معمولِ حیات ہیں۔ پیر صاحب موصوف منکرینِ صحابہ واہل بیت کے خلاف ننگی تلوار تھے۔ وہ اس معاملہ میں کسی مداہنت کے قائل نہیں تھے۔ یہ انہی کا فیض صحبت ہے کہ ملک صاحب صحابہ واہل بیت سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں اور ان کا قلم ان کے ناموس کے تحفّظ میں ہر وقت سرگرم رہتا ہے پیر صاحب نے ملک صاحب کے عالم طفولیت میں ان کے ذوقِ مطالعہ سے یہ اندازہ کر لیا تھا کہ وہ اہلِ قلم بن جائیں گے اس لیے جب بھی وہ انہیں کوئی دینی رسالہ دیتے تو کہہ دیا کرتے کہ "وہ دن ضرور آئے گا۔ جب تم خود ایسے رسائل لکھا کرو گے"۔ یہ پیر صاحب ہی کی دعاؤں کا اثر ہے کہ آج ملک صاحب کا شمار ملک کے ممتاز اہلِ قلم میں ہوتا ہے۔ افسوس ہے کہ پیر صاحب اپنی دعائے پُر خلوص کا نتیجہ اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکے اور ملک صاحب کے اس مقام تک پہنچنے سے پہلے ہی راہیٔ عالم بقا ہوگئے۔ آج وہ زندہ ہوتے تو ملک صاحب کی تصانیف دیکھ کر بیحد مسرور ہوتے مگر مجھے یقین ہے کہ وہ مادی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھ رہے ہوں گے اور مسرور ہو رہے ہوں گے۔ ملک صاحب، پیر صاحب کے فیضِ صحبت اور فیضانِ نظر کے آج بھی معترف ہیں اور ہر محفل میں کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ انہی کی نگاہِ کرم اور خدائے بزرگ و برتر کی گرم گستریوں کا نتیجہ ہے وگرنہ من آنم کہ من دانم۔ ملک صاحب کی محفل میں جب بھی پیر صاحب کا ذکر آیا ہے انہوں نے سرد آہوں اور پرنم آنکھوں انہیں یاد کیا ہے اور کہا ہے ہم نے پیر صاحب کی صحبت میں جو کچھ دیکھا وہ آج کہیں دکھائی نہیں دیتا وہ صحبتیں ایسی برہم ہوئیں کہ انہیں دیکھنے کو برسوں سے آنکھیں ترس رہی ہیں وہ ہمیشہ یہ شعر پڑھتے ہیں ؎

وے صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں ۔۔۔ اب دیکھنے کو جنکے آنکھیں ترستیاں ہیں

ان تفاصیل کا مقصد یہ تھا کہ ملک صاحب بچپن سے ہی اسلام پرست تھے۔ بچپن سے

Marfat.com

لڑکپن، جوانی اور بڑھاپے تک اس تسلسل میں کہیں شکست نہیں آئی۔ وہ ایک کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور اپنے والد کے اکلوتے بیٹے تھے۔ ہمارے ہاں عام طور پر ایسے گھرانوں کے اتنی اللہ آمین سے پالے ہوئے لڑکے اکثر عیش و عشرت اور فضول مشغلوں میں پڑ جاتے ہیں۔ کتے، بٹیر، تیتر اور مرغ پالتے ہیں روز روز کے شکاروں میں اپنے وقت برباد کرتے ہیں مگر ملک صاحب نابغہ تھے جینئس تھے اس لئے وہ زمانہ اور زمانہ کے اثرات سے الگ اپنی دنیا میں مگن ہو گئے۔ ہاں تو ذکر یہ ہو رہا تھا کہ سکول کی تعلیم کے ایام میں انہوں نے اپنی ذات کو نصابی کتب کے حصار میں محصور نہیں رکھا اور وسیع الجہات مطالعہ کرتے رہے۔ جنون کی حد تک کا ذوقِ مطالعہ اور اس عمرِ ناپختہ میں، آخر کچھ اثر تو دکھاتا۔ ہوا یہ کہ میٹرک تک پہنچتے پہنچتے ان کی صحت بہت خراب ہو گئی اور وہ میٹرک سے آگے تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔ کچھ عرصہ تک علاج معالجہ اور ورزش کرتے رہے اور جب صحت ٹھیک ہوئی تو راقم السطور سے عربی اور فارسی کی مزید تعلیم حاصل کی اور قلیل عرصہ کی تیاری کے بعد امتحانات السنۂ شرقیہ میں امتیازی طور پر کامیابی حاصل کر لی۔ اس کے بعد انہوں نے انگریزی امتحانات کی تیاریاں شروع کر دی مگر والد صاحب کی بے وقت موت کے باعث گھریلو ذمہ داریوں کی گرانباریاں سدِ راہ ہو گئیں۔ ملک صاحب نے کچھ عرصہ تک قاری محمد سلیمان رہتکی کو اپنے ہاں ٹھہرائے رکھا اور اُن سے قراءت کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔

ملک صاحب کی ذات جامع حیثیات ہے وہ ادب اور مذہب کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ میدانِ سیاست میں بھی سرگرم رہے۔ انہوں نے قیامِ پاکستان کی جدوجہد میں بھرپور حصہ لیا۔ انہوں نے نظریہ پاکستان کے حق میں اور نیشنلسٹ مسلمانوں کے نظریہ متحدہ قومیت کی تردید میں انتہائی زوردار مضامین لکھے جو وقتاً فوقتاً روزنامہ زمیندار لاہور میں شائع ہوتے رہے۔ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں جنہیں بجا طور پر معرکۂ حق و باطل کہا جاتا ہے ملک صاحب نے مسلم لیگ کے نامزد کردہ امیدوار صوبائی اسمبلی کی حمایت میں نمایاں کردار سرانجام دیا۔

Marfat.com

۱۔ ۱۹۵۳ء میں ملک صاحب میونسپل کمیٹی کے غیر سرکاری چیئرمین منتخب ہوئے تو انہوں نے چارج لیتے ہی شہر کی حالت بدل ڈالنے کے لئے ایک جامع منصوبہ ترتیب دیا سب سے پہلے انہوں نے کمیٹی کی آمدنی میں اضافہ کرنے کے لئے چونگی محرروں پر کڑی نگرانی شروع کرا دی کیونکہ کمیٹی کی آمدنی کا واحد ذریعہ محصول چونگی تھا اور اس سے پہلے اس میں وسیع پیمانے پر غبن ہو رہا تھا۔ ملک صاحب کے اقدام سے ایک ہی سال کے اندر محصول چونگی میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔

۲۔ صفائی کا نظام بہتر بنانے کے لیے خاکروبوں کے عملہ میں اضافہ کر دیا اور شہر سے گندگی منتقل کرنے کے لیے شہر سے باہر گندگی کے مراکز قائم کر دیئے۔ ہر وارڈ کے ممبر کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ اپنے وارڈ کی صفائی کے متعلق رپورٹ پیش کیا کرے۔

۳۔ شہر کی گلیوں کو مرحلہ وار پختہ کرانے کا پروگرام منظم طریقہ سے مرتب کیا گیا۔

۴۔ بازار کے پرانے فرش کو اکھڑوا کر نیا سیمنٹڈ فرش بنوایا گیا۔

۵۔ پرائمری سکول کو ہائی سکول سے الگ کر دیا اور پرائمری سکول کے لیے شہر میں ایک نہایت ہی شاندار عمارت حاصل کی آجکل شہر میں گورنمنٹ پرائمری سکول اسی عمارت میں چل رہا ہے۔

۶۔ ہائی سکول کی بوسیدہ عمارت کو منہدم کرا کے اس کی جگہ ایک پرشکوہ عمارت تعمیر کرا دی۔ اس عمارت پر باہر سے نظر ڈالی جائے تو کالج کی عمارت کا گمان ہوتا ہے۔ آجکل ہائی سکول اسی عمارت میں چل رہا ہے۔ بعض تنگ نظر حاسدوں نے ملک صاحب کے ان رفاہی کاموں کے راستے میں گوناگوں رکاوٹیں پیدا کر دیں اور ملک صاحب کو قدم قدم پر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن انہوں نے نامساعد حالات کے سامنے سپر انداز ہونا سیکھا ہی نہ تھا۔ آخر اپنے منصوبوں کو ہمکنار عمل کر کے دم لیا ؎

حوادث کے تھپیڑے کھا کے اہلِ دل سنبھلتے ہیں عزائم کے دیئے طوفان کی زد پہ بھی جلتے ہیں

ملک صاحب نے تین سال کے مختصر عرصہ میں وہ کچھ کر دکھایا جو نصف صدی میں کسی سے نہ ہو سکا تھا۔

Marfat.com

ملک صاحب نے سماجی خدمات کے ساتھ ساتھ دینی خدمات کے لیے بھی اپنے آپ کو وقف کیے رکھا۔ وقتاً فوقتاً مذہبی جلسے منعقد کرائے اور ملک کے معروف علماً کو بلا کر عوام کو دینی شعور اور ملی جذبات بیدار کرنے کے مواقع فراہم کیے۔ انتہائی ناخوشگوار حالات میں وہ یہ فریضہ بے خوف و خطر سرانجام دیتے رہے۔ حُبِ صحابہ و اہل بیت ان کی گھٹی میں پڑی ہے۔ وہ تحفظِ ناموس صحابہ و اہل بیت کے مقدس مشن کی تکمیل کے لیے سالہا سال تک عظیم الشان جلسے منعقد کراتے رہے ہیں۔ یہ جلسے نہ صرف کالا باغ بلکہ پورے ضلع میانوالی کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہیں گے۔ ملک صاحب کو کالا باغ میں جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں خوبصورت تقریبات کے انعقاد کا بانی ہونے کی سعادت حاصل ہے۔

ملک صاحب اپنے دینی مسلک کے معاملہ میں سود و زیاں کے بکھیڑوں سے ہمیشہ بے نیاز رہے ہیں۔ وہ بچپن سے ہی پابند صوم و صلوٰۃ ہیں۔ ۱۹۷۷ء میں حج بیت اللہ کی سعادت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ سفرِ حجاز پر اپنے تاثرات کو انہوں نے اپنی پُر اثر کتاب شمیمِ حجاز میں قلمبند کیا ہے جو عنقریب زیورِ طبع سے آراستہ ہو جائے گی۔ وہ علمی اور دینی ذہن رکھتے ہیں اس لیے ملک کے اکثر نامور عالموں، صوفیوں اور ادیبوں سے ان کے گہرے مراسم ہیں۔

ان کی زندگی ایک سچے کھرے اور مخلص مسلمان کی زندگی ہے وہ خود دار اور غیور ہیں۔ خوشامد سے انہیں طبعی نفرت ہے ان کا قلم آج تک حکمرانوں کی تعریف سے آلودہ نہیں ہوا۔ وہ اپنے مسلک پر شدت سے قائم ہیں اور بیانِ حق کے سلسلہ میں انہوں نے کبھی کسی کی جبین پر شکن کی پرواہ نہیں کی۔ اسی سلسلہ میں ایک واقعہ یاد آگیا۔ ملک صاحب ہر باطل تحریک کے کھلے مخالف ہونے کے ناطے سے مرزائیت کے سخت خلاف ہیں۔ اور ختمِ نبوت کے موضوع پر ان کے کئی تحقیقی مقالات شائع ہو چکے ہیں اس طرح کا ایک مقالہ زمیندار لاہور میں شائع ہوا ان دنوں ایم ایم احمد میانوالی میں ڈپٹی کمشنر تھا وہ بوکھلا گیا اُس نے فوراً نواب ملک امیر محمد خان (سابق گورنر مغربی پاکستان) سے شکایت

98156

Marfat.com

کی کہ "آپ کے خاندان کے ایک فرد اور آپ کے قریبی رشتہ دار نے ہمارے خلاف قلمی جہاد شروع کر رکھا ہے کم از کم اُسے تو روک دیجئے" نواب صاحب نے کہا" ملک شیر محمد سخت مذہبی ذہن کا آدمی ہے۔ وہ اس معاملہ میں کسی کا پابند نہیں اس پر ایم ایم احمد کھسیانا ہو کر خاموش ہو گیا۔ اس واقعہ کی تفاصیل ملک صاحب کی زیرِ طبع کتاب "فتنۂ ملتِ بیضا" میں ہے۔ یہ کتاب تردید مرزائیت میں صمصام بے نیام ہے۔

ملک صاحب کا ذاتی کتب خانہ انتہائی وقیع ہے ہر کتاب اُن کے حُسنِ شعور و نظر اور حُسنِ انتخاب کا بیّن ثبوت ہے۔ اس کتب خانہ کی بیشتر کتب کو بجا طور پر نادر و نایاب کہا جا سکتا ہے اور بعض کتابیں تو ایسی ہیں کہ ہزاروں روپوں پر بھی مارکیٹ میں دستیاب نہیں ہو سکتیں۔ ان کے علاوہ پرانے اخبارات و رسائل کی فائلیں ہیں۔ ان کے ساتھ ہی برصغیر کے اکابر اہلِ علم کے ملک صاحب کے نام لکھے ہوئے خطوط کی فائلیں ہیں جنہوں نے لائبریری کو چار چاند لگا دیئے ہیں "ملک صاحب کی لائبریری" ایک مستقل موضوع ہے جس پر مختلف لوگوں نے باقاعدہ مضامین لکھے ہیں۔ پھر یہی نہیں کہ انہیں کتابیں جمع کرنے کا شوق ہی ہے نہیں انہوں نے ایک ایک کتاب کا بڑی دقتِ نظر سے مطالعہ کیا ہے اس پر نوٹس لکھے ہیں اور جو کچھ پڑھا ہے اسے اپنے ذہن میں محفوظ رکھا ہے۔ ان میں ادب، تاریخ، فلسفہ، تفسیر، حدیث، فقہ غرضیکہ ہر موضوع پر بیسیوں کتابیں ہیں اور حافظہ کا کمال یہ ہے کہ ان کتابوں کے مشمولات ہر وقت اُن کے ذہن میں مستحضر رہتے ہیں۔ مطالعہ کی یہی وسعت اور ہمہ گیری ہے جس کی بنا پر وہ ہر موضوع پر گھنٹوں کھل کر بول سکتے ہیں اور مدلّل اور با حوالہ گفتگو کر سکتے ہیں۔ آپ کسی موضوع پر انہیں چھیڑ کر دیکھیں۔

ع اک ذرا چھیڑیئے پھر دیکھیئے کیا ہوتا ہے

معلومات کا بحرِ ذخار موجزن ہو جائے گا اور آپ یہ محسوس کریں گے جیسے وہ عمر بھر صرف اسی موضوع پر تحقیق کرتے رہے ہیں۔ یہ امر اور زیادہ تعجب انگیز ہے کہ ملک صاحب سیاست میں بھی بڑی حد تک دخیل ہیں انہیں دن بھر غیر علمی لوگوں کے

Marfat.com

ساتھ گفتگو کرنی پڑتی ہے۔ پھر وہ مطالعہ کے لیے وقت کیسے نکال لیتے ہیں۔ اگر ان کی جگہ کوئی اور ہوتا اور وہ ان کی طرح سیاسی مصروفیات میں منہمک رہتا تو اس کی علمی و ادبی صلاحتیں زنگ آلود ہو چکی ہوتیں۔ مگر ملک صاحب ہیں کہ ادب و سیاست سے نباہ کیے جا رہے ہیں۔ اگر گستاخی پر محمول نہ کیا جائے تو میں عرض کر دوں کہ کاش ملک صاحب اپنی دلچسپیاں صرف علم و ادب اور خدمتِ خلق تک محدود رکھتے اس طرح ان کی ذات سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا تھا۔ سیاسی بکھیڑوں ہی کے باعث کچھ لوگ ان کے خلاف ہیں۔ سیاست چیز ہی ایسی ہے کہ اس میں اختلافِ رائے ناگزیر ہے اور پھر کم ظرف لوگ اختلافِ رائے کو بغض و عناد میں بدل کر ذاتی دشمنی بنا لیتے ہیں۔

یہاں اگر اُن کی تصانیف و مقالات پر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو غیر متعلق بات نہ ہوگی۔

ملک صاحب ایک کہنہ مشق اور صاحبِ طرز ادیب ہیں۔ برسوں سے ان کے تحقیقی مضامین ملک کے بلند پایہ علمی رسائل میں شائع ہوتے آ رہے ہیں۔ ان کے مضامین کی حیثیت و وقعت اسی سے واضح ہو جاتی ہے کہ پرعظمت رسائل کے مدیر جب بھی کوئی خاص نمبر نکالتے ہیں ملک صاحب سے بتکرار اصرار مضمون لکھواتے ہیں۔ میں یہاں صرف دو مثالوں پر اکتفا کروں گا۔ ۱۹۷۰ء میں سیارہ ڈائجسٹ کے ضخیم قرآن نمبر کی جلد سوئم میں ایک ہی سیکشن میں ایک ہی موضوع پر صرف دو مقالے شائع ہوئے ہیں ایک مقالہ مودودی صاحب کا ہے اور دوسرا مقالہ ملک صاحب کا ہے۔ حال ہی میں ملک کے نامور مجلّہ نقوش کا جو عظیم رسول نمبر شائع ہوا ہے اس کی جلد سوئم میں ملک صاحب کا ایک دقیع مقالہ "رسولِ اکرم کا معاشی نظام" شاملِ اشاعت ہے۔

ملک صاحب کی تالیفات کی فہرست یہ ہے:-

۱-	معرکۂ کربلا	شائع کردہ ملک دین محمد اینڈ سنز تاجران کتب لاہور
۲-	تاریخ الاعوان	" " " " " "
۳-	مقامِ مصطفٰے	" " " " " "

Marfat.com

۴ - خیابانِ دانش	شائع کردہ شیخ غلام علی اینڈ سنز تاجران کتب لاہور	
۵ - مشاہدات ومحسوسات	〃 〃 〃	〃
۶ - اُردو ترجمہ کشف الاسرار	〃 مکتبہ ضیائے حرم لاہور	
۷ - مولانا احمد رضا خان کی نعتیہ شاعری	〃 مرکزی مجلسِ رضا لاہور	
۸ - محاسن کنزالایمان	〃 مرکزی مجلسِ رضا لاہور	
۹ - ضرورتِ مرشد	〃 دارالتالیفات کالاباغ	
۱۰ - دفاع کی شرعی حیثیت	〃 〃	〃
۱۱ - تذکرۃ الاعوان	〃 〃	〃
۱۲ - سمیم حجاز	زیرِ طبع	
۱۳ - خلافت وامامت	〃	
۱۴ - فتنۂ ملتِ بیضا	〃	

یہ بھی واضح رہے کہ یہ علمی اشغال ملک صاحب کا ذریعۂ معاش نہیں انہوں نے آج تک اپنی کسی کتاب کی رائلٹی کسی ناشر سے وصول نہیں کی۔ یہ سب کام وہ اپنے علمی، ادبی اور دینی جذبہ کی تسکین، اشاعتِ دین، خدمت خلق اور رضائے خداوندی کی خاطر کر رہے ہیں۔ وہ اپنے ایک قول کے مطابق لکھنے کے لیے پڑھتے اور پڑھنے کے لیے لکھتے ہیں۔

یوں تو ان کی اکثر تصانیف کو علمی حلقوں میں خاص مقبولیت اور پذیرائی نصیب ہوئی ہے لیکن ان کی تصنیف "محاسن کنز الایمان" کو برصغیر میں سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ اگرچہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمۂ قرآن ۱۹۱۱ء میں شائع ہوا تھا لیکن اس بے نظیر ترجمۂ قرآن کی خصوصیات پر کسی اہلِ قلم کو کوئی جامع کتاب لکھنے کا شرف حاصل نہیں ہوا بلکہ اس طرف سے اتنی بے اعتنائی برتی گئی کہ عام لوگ کنزالایمان کو ہی بھول گئے۔ یہ سعادت ملک صاحب کی قسمت میں تھی انہوں نے اس ترجمہ کے محاسن پر ایک کتاب لکھ کر علمی دنیا کو کنز الایمان کی طرف متوجہ کر دیا۔

Marfat.com

اس سے دنیائے وہابیت میں زلزلہ برپا ہوگیا کیونکہ اب تک وہ لوگ انگریزی خوان طبقہ کو یہ تاثر دیتے رہے تھے کہ قرآن پر صرف وہابیوں نے کام کیا ہے۔ آج اس کتاب کی گونج پاک و ہند کے کونے کونے میں سنائی دے رہی ہے ؎

شورشِ عندلیب نے روح چمن میں ڈال ورنہ یہاں کلی کلی مست تھی خوابِ ناز میں

وہابیوں کو قرآن فہمی کا بڑا دعویٰ تھا وہ اپنے مخالف اہل السنت حضرات کو نعت خواں کہتے نہیں تھکتے تھے لیکن ان عشقِ رسول سے تہی دامن لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ سرکارِ دو جہاں کی نعت خوانی بھی ہر کسی کا مقدّر نہیں وہ ذات جس کے قدومِ میمنت لزوم کا شرف قدمبوسی حاصل کرنے والا شہر بھی اتنا محترم ہوا کہ ربِ جلیل نے اُس کی قسمیں کھائیں اُس کی نعت سے بڑا عمل حسن اور کیا ہو سکتا ہے؟ پہلے نعت گو شاعر صحابیٔ رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔ خیر یہ جملہ معترضہ تھا بہر حال یہ حقیقت ہے کہ ملک صاحب نے محاسن کنزالایمان لکھ کر وہابیوں کے ادعائے قرآن فہمی کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیر کر رکھ دیں۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ پاکستان میں یہ کتاب چالیس ہزار کی تعداد میں شائع ہو چکی ہے۔ اسی طرح بھارت میں بھی ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوئی ہے کانپور (بھارت) میں رضا اکیڈمی کی مطبوعات کا آغاز محاسن کنزالایمان کی طباعت سے ہوا ہے۔ بھارت میں سوادِ اعظم اہل سنت کے ترجمان ماہنامہ المیزان کا ایک ضخیم نمبر امام احمد رضا کے نام سے ایک لاکھ کی تعداد میں شائع ہوا اس میں محاسن کنزالایمان کو بتمام و کمال شامل کر لیا گیا ہے۔ اسی طرح پاکستان میں شرکت حنفیہ لمیٹڈ کی طرف سے ایک نہایت خوبصورت اور ضخیم کتاب انوارِ رضا کے نام سے شائع ہوئی ہے اس میں بھی محاسنِ کنزالایمان کو مکمل طور پر شامل کیا گیا ہے۔ یہ راہ ملک صاحب نے دکھائی تو بہت سے اہلِ علم اس سلسلہ میں کام کرنے لگے۔ کنزالایمان سے معتدبہ استفادہ کیا گیا ہے۔ گویا ملک صاحب غالب کی ہمنوائی میں بجا طور پر کہہ سکتے ہیں ؎

دعا دیں گے مرنے بعد آنے والے میری وحشت کو بہت کانٹے نکل آئے ہیں میرے ساتھ منزل کے

نجانے کون سی ساعتِ سعید میں یہ کتاب لکھی گئی کہ اس کی مقبولیت کا ڈنکا پاکستان

Marfat.com

اور بھارت کے طول و عرض میں بج رہا ہے۔ سنا ہے کہ اب اس کے انگریزی، پشتو اور سندھی زبان میں بھی تراجم ہو رہے ہیں۔ اس کتاب نے وہابیوں کو بدحواس کر کے رکھدیا ہے۔ انہوں نے بھارت اور پاکستان میں اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالنے کے لئے اس کے جواب میں ضخیم کتابیں لکھی ہیں لیکن یہ سب کتابیں غیر متعلقہ باتوں سے لبریز ہیں۔ محاسن کنز الایمان کے دلائل کی طرف سے چشم پوشی کی گئی ہے اور ان کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ صرف بے جا طوالت اور ضخامت کا رعب ڈالنے کی کوشش رائیگاں کی گئی۔ ملک صاحب کی تنقید اپنی جگہ قائم ہے اور قیامت تک ان لوگوں سے اسکا کوئی جواب نہیں اور نہ ہی قیامت تک اس کا جواب دیا جا سکتا ہے اور قرآن کے الفاظ میں ملک صاحب کی یہ للکار ببانگ دہل سنائی دے رہی ہے کہ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

اُوپر کی سطور میں کتاب عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے تعارف سے پہلے مؤلف کا تعارف کرایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ملک صاحب کو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کی دولت بڑی فیاضی سے عطا کی ہے۔ انہوں نے اپنے قلم کو ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیے وقف کر رکھا ہے۔ اس سلسلہ میں ان کا قلمی شاہکار مقامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم گویا نقشِ اوّل تھا اور عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم نقشِ ثانی ہے۔ یہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ ع

نقاش نقشِ ثانی ہے بہتر کشد ز اوّل

عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کیا ہے؟ ملک صاحب کے سالہا سال کے طویل و عمیق مطالعہ اور تحقیق و دقیق کا عطر اور نچوڑ ہے۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو عصرِ حاضر کے تقاضاؤں کے مطابق بڑے سلیقے سے پیش کیا گیا ہے اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا اسوۂ حسنہ بھی ہے، بلند کردار بھی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیم بھی ہے، عمل بھی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر اللہ تعالیٰ کی نوازشاتِ بے غایات کا احصار کرنے کی کوشش بھی ہے۔ مختلف مذاہب کے سربرآوردہ اشخاص

Marfat.com

کا بارگاہِ رسالت میں نذرانۂ عقیدت بھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے جانثار اصحابہ کا تذکرہ بھی ہے بہرحال جامعیت کے اعتبار سے یہ ایک منفرد کتاب ہے۔ زبان و اندازِ بیان بڑے دلکش ہیں چھوٹے چھوٹے خوبصورت فقرے موتیوں کی طرح دمکتے نظر آتے ہیں آنکھوں کی راہ سے دل میں اتر جانے والے الفاظ سے عام سے عام قاری بھی مستفید ہو سکتا ہے۔ یہ کتاب ملک صاحب کے لیے توشۂ آخرت ہے۔ اس سے انہوں نے اپنے اعمالِ حسنہ میں ایک عظیم ترین عمل کا اضافہ کر کے اپنی عاقبت سنوار لی ہے۔ اہل سنت کے مبلغین اور واعظین سے التماس ہے کہ اگر وہ عظمتِ مصطفےٰ کے مضامین کو اپنے مواعظِ حسنہ کا موضوع بنالیں تو اس طرح وہ خود تیاری کی زحمت سے بچ جائیں گے۔ مدارس اسلامیہ کے مہتمم حضرات سے درخواست ہے کہ وہ عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے اپنے مدارس کے نصابِ تعلیم میں شامل کرلیں تاکہ ان کے طلبہ ایک طرف عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم سے مخمور ہوں اور دوسری طرف عصرِ حاضر کے مسائل کا حل سیرتِ محسنِ اعظم سے حاصل کریں۔ ان مدارس سے جو بھی فاضل حضرات باہر آئیں گے وہ اپنے آپ کو فرقِ باطلہ کے نرغہ میں تنہا نہیں پائیں گے۔ ان کے ہاتھ میں کتاب وسنت کے جوہر دار ہتھیار ہوں گے کہ فرقِ باطلہ کو مسکت اور دندان شکن جواب دے کر فبھت الذی کفر کا مصداق بنا دیں گے اور اپنے ہم مسلک افراد کے ایمان کی پوری پوری حفاظت کر سکیں گے۔ میں اس سے زیادہ اس وقیع کتاب کا تعارف نہیں کرا سکتا۔ مجھ سے زیادہ بہتر طور پر یہ کتاب اپنا تعارف کرا سکتی ہے۔

حرفِ آخر کے طور پر میں ملک صاحب کے کردار پر چند سطور تحریر کر رہا ہوں تقریباً چالیس سال سے مجھے ملک صاحب کا قرب حاصل ہے مجھے انہیں بہت قریب سے دیکھنے کا موقع حاصل رہا ہے۔ میں نے انہیں ایک سچا اور مخلص مسلمان پایا ہے وہ عبادات و معاملات میں ہمیشہ کھرے رہے۔ ان کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہیں۔ وہ ایک مقتدر خاندان کے فرد ہیں مگر ان کی طبیعت میں کبر و نخوت نام کو نہیں۔ علم نے انہیں انتہا درجے کا حلم سکھایا ہے۔ وہ انتہائی خوش خلق اور ملنسار ہیں۔ ان

Marfat.com

کے چہرے پر کبھی غصہ نہیں دیکھا گیا۔ ملازموں سے بھی بات کریں تو تبسم کی چاندنی ہونٹوں پر بکھری رہتی ہے وہ خوددار اور غیور ہیں۔ خوشامد سے انہیں طبعی نفرت ہے۔ وہ ہر ملنے والے سے اس انداز سے ملتے ہیں کہ جو شخص ایک مرتبہ انہیں مل لے وہ ہمیشہ ان سے ملاقات کا خواہشمند رہتا ہے ؎

اثر بھانے کا پیار تیرے بیان میں ہے
کسی کی آنکھ میں جادو تری زبان میں ہے

میری دعا ہے کہ اللہ انہیں صحت و سلامتی سے رکھے اور عمر زعطا کرے تاکہ وہ خدا کے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمات سرانجام دے سکیں۔ کیونکہ ان کی ذات مغتنمات میں سے ہے۔ وہ اگلے وقتوں کے بھلے لوگوں کے صحیح جانشین نظر آتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ اب ایسے لوگ ڈھونڈے سے بھی بہت کم ملتے ہیں ؎

یہ غنیمت ہے کہ فروزاں ہیں ابھی چند چراغ بند ہوتے ہوئے بازار سے کیا چاہتے ہو

عنایت اللہ چشتی

چکڑالہ، ضلع میانوالی
۲۱ ذیقعد ۱۴۰۵ ہجری
۹ اگست ۱۹۸۵ عیسوی

Marfat.com

Marfat.com

مقدّمہ

رب ذوالجلال والاکرام نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے انبیاء و رسل کا مقدّس سلسلہ جاری کیا تو ان نفوسِ قدسیہ کو مختلف معجزات سے نوازا۔ کسی کو طُور پر اپنے انوار و تجلّیات کے دیدار سے سرفراز فرما کر ہم کلامی کا شرف عطا فرمایا اور یدِ بیضا سے نوازا کسی کو مردہ زندہ کرنے۔ اندھوں کو بینا کرنے اور برص کے مریض کو شفا بخشنے کی طاقت و دیعت فرمائی۔ کسی کو صفی اللہ، کسی کو کلیم اللہ، کسی کو خلیل اللہ اور کسی کو روح اللہ کے خطابات سے مشرف فرمایا لیکن رحمۃٌ للعالمین کا تاجِ کرامت صرف سرکارِ دوجہاں باعثِ تخلیق انس و جان، سرورِ کائنات، خلاصۂ موجودات احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے سرِ پُر عظمت پر رکھا۔

مختلف انبیاء جو وقتاً فوقتاً تشریف لاتے رہے ان کی بعثت صرف مخصوص قوموں کے لئے ہوا کرتی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر ایک نے مخصوص قوم کو ایک ہی انداز میں مخاطب کیا:

یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔

یہ خطاب صرف اسی دَور کے انہی مخصوص افراد سے تھا جو قوم کی صورت میں کسی ہادیٔ برحق کے اردگرد تھے۔ اُنہوں نے انہی مخصوص افراد سے کہا۔ "میں صرف تمہیں ہی راہ ہدایت دکھانے آیا ہوں۔" یہ شرف و امتیاز صرف حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ آپ نے پوری نسلِ انسانی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

Marfat.com

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ۔ (الاعراف-۱۵۸)
"اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں"
یہ نبوّت عالمگیر نبوّت تھی اور اس کی مخاطب پوری انسانیت تھی جو اس وقت سے لے کر قیامت تک زمین کی پیٹھ کو آباد کرتی رہے گی۔

یا ایھا الناس (اے لوگو!) یا یھا الذین اٰمنوا (اے پیروانِ دعوتِ ایمانی) اس اندازِ تخاطب سے واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب نسلِ انسانی کے ہر فرد سے ہے چاہے وہ زمین کے مغربی گوشے میں پیدا ہو یا مشرقی میں۔ چنانچہ خدائے قدوس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ کسی مخصوص گروہِ انسانی کو نہیں بلکہ پوری دنیائے انسانیّت کو خُدا سے ڈرانے والا اور سیدھی راہ دکھانے والا ہے۔

۱۔ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۙ
(الفتح — ۸)
ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی و ڈر سناتا۔
۲۔ تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۙ (الفرقان ۔ ۱)
ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر کہ سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔
۳۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ (سبا ۔ ۲۸)
ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔
۴۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ (الانبیاء ۔ ۱۰۷)
ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لئے۔

Marfat.com

۵۔ قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ (الاعراف۔۱۵۸)
ترجمہ: تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔
۶۔ وَاَرْسَلْنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ط وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا ہ (النساء۔۷۹)
ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لئے رسول بھیجا اور اللہ کافی ہے گواہ۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حجتہ الوداع کے آخری خطبہ میں جو پوری انسانیت کے لئے منشورِ بالغہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ پوری نسل انسانی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا!

"جو یہاں موجود ہیں وہ میری باتوں کو اُن تک پہنچادیں جو یہاں نہیں ہیں"۔

اس سے صراحت ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام زمان و مکان کی حدود و ثغور سے بالاتر ہے وہ ہر زمانے اور ہر نسل کے انسانوں کو ہدایت کی طرف بلاتا ہے۔

یہی وہ خصائص ہیں جن کی بنا پر انبیائے کرام علیہم السلام میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو افضلیت حاصل ہے۔ آپ امام الانبیاء ہیں اس لئے بیت المقدس میں تمام انبیاء نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام ارواحِ انبیاء سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر میثاق لیا تھا:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْہَدُوْا وَ اَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ ہ (آل عمران۔۸۱)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے اُن کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں۔ پھر تشریف لائے۔ تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی

Marfat.com

ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔"

چونکہ باقی انبیاء کرام کی نبوتیں اپنے مخصوص دَور اور اپنی مخصوص قوم کے لئے تھیں اس لئے اُن کی کتابوں اور اُن کی سیرتوں کو محفوظ رکھنے کا انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ ان کی سیرتیں بھولے بسرے ماضی کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں گم ہو گئیں۔ حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت عیسیٰ وغیرہم علیہم السلام کی سیرتیں اپنی اصلی صورت میں کہیں محفوظ نہیں۔ ان کے برعکس چونکہ حضور ختمی المرتبت تھے اور آپ کی رسالت عالمگیر تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی کتاب کو قیامت تک کے لئے محفوظ رکھنے کا خود اختیاری فریضہ خود خدائے قدوس نے اپنے ذمہ لے لیا اور پھر آپ نے تاریخ کو ایسا نور عطا کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت کے تمام گوشے مستند طور پر محفوظ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی حیات طیبہ کے متعلق اتنی معلومات حاصل ہیں کہ ہم ان کو سامنے رکھ کر تصوّر کی آنکھوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھ سکتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کا مسکرانا، بولنا، زخمی ہونا، بیمار ہونا، جنگوں میں شریک ہونا، مسجد میں امامت کرنا، غریبوں کے گھر جانا، مریضوں کی عیادت کرنا، بچوں کے سروں پر ہاتھ رکھنا، مرحومین کے گھر تعزیت کو جانا، حتیٰ کہ بچوں کو بہلانا غرضیکہ چھوٹی سی چھوٹی بات بھی روایات کے ذریعے ہم تک پہنچ گئی ہے۔ وہ دنیا کے کامل ترین انسان ہیں۔ ان کی سیرت کسی ہومر، کسی بیاس، کسی والمیک کے شاعرانہ تخیّلات کی مخلوق نہیں بلکہ خود ان کے ساتھ رہنے بسنے والے ہزاروں لاکھوں انسانوں کی زندہ شہادتوں سے ثابت ہے ان کی ایک ایک بات کے سلسلۂ رُواۃ میں ہر راوی کے حالات ہم تک پہنچتے ہیں اس لئے یہ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ پوری دنیا میں صرف انہی کی ذات ہے جن کی سیرت کی صداقت پر پورا وثوق کیا جا سکتا ہے۔

سیرت کے متعلق آج کل یہ تصوّر کچھ عام سا ہے کہ اسے انگریزی کے لفظ لائف (LIFE) کے مترادف سمجھ لیا جاتا ہے حالانکہ عربی میں لائف کا ہم معنی لفظ حیات،

Marfat.com

فارسی و اُردو میں زندگی اور سوانح عمری وغیرہ ہے۔ سیرت کا لفظ بڑا جامع ہے اس کے معنی سُنّت، طریقہ اور مسلک کو بھی اپنے دائرے میں سمو لیتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت پر قلم اُٹھانے والے اس فرق و امتیاز سے بخوبی آشنا تھے اسی لئے انہوں نے حیات کی بجائے سیرت کا لفظ اختیار کیا۔ سیرت میں بنیادی طور پر افعال و واقعاتِ حیات کے ساتھ طینت و سرشت، افتادِ طبع، منبعِ فکر و نظر، مصدرِ خیال، طرزِ عمل اور پھر اس کے اثرات و نتائج بھی شامل ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت کا سب سے نمایاں پہلو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت ہے اور رسالت کا تعلق پوری نسلِ انسانی سے ہے انسان کے اس مرتبہ و مقام سے ہے جو اسے کائنات میں حاصل ہے اور پھر پوری کائنات سے ہے جس کا انسان بظاہر حقیر دکھائی دیتے ہوئے ایک اہم اور لاینفک جزو ہے ہاں اس زندگی سے ہے جس کی جوئے رواں کائنات کے سینے سے اُبھری ہے اور ارتقائی منازل طے کرتی برابر آگے بڑھتی چلی جاتی ہے ظاہر ہے کہ رسول کی شخصیّت سے رسالت کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔ پھر رسول کی زندگی کو صرف پیدائش سے وصال تک کے واقعات میں اس طرح محدود بھی نہیں کیا جا سکتا جیسے دوسرے افراد و اشخاص کی زندگیاں ہوا کرتی ہیں۔ یہی وہ منطقی بات تھی جس سے سب حضرات آگاہ تھے یہی سبب ہے کہ صدیقۂ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے بڑے بلیغ انداز میں فرمایا "کان خلقه القرآن" (وہ تو سراپا قرآن تھے) خود قرآن کا ارشاد ہے "وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" (اور بے شک تمہاری خُو بڑی شان کی ہے) خلق کا لفظ سیرت کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔ اس لئے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے دائرہ میں صرف چند تاریخی واقعات اور سوانح حیات ہی نہیں پورا قرآن آجاتا ہے اس کی تمام تعلیمات آجاتی ہیں اس کے تمام احکام و قوانین آجاتے ہیں۔ عقائد و اعمال اور عبادات و معمولات کے تمام گوشے سمٹ آتے ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے رفقاء کے حالات بھی آجاتے ہیں جن کی سیرتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیم و تربیت کے سانچے میں ڈھلیں اور اُنہوں نے مختلف ذمہ داریوں

Marfat.com

کو سنبھالنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیم کے مطابق کردار ادا کیا اور پھر ان تمام مخالفین ومعاندین کے حالات بھی آجاتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم سے برسرِ پیکار رہتے۔ کیونکہ جب تک ظلمت سامنے نہ ہو نور کی صحیح پہچان نہیں ہوسکتی۔ قدما نے جب قلم اُٹھایا تو اس ہمہ گیر زندگی کے ابواب الگ الگ مرتب کئے۔ اخبار ومغازی، خطبات ورسائل، احکام وفرامین وغیرہ۔ مگر آج جسے لائف کہا جاتا ہے اس سے مراد درحقیقت تھوڑی سی وسعت کے ساتھ واقعاتِ زندگی، روزمرہ کے معمولات، عبادات وخصائل، اخلاق وآداب، آل واولاد، گھربار اور رہن سہن ہوتے ہیں ان چیزوں کو قدما نے شمائل وغیرہ کے عنوان سے الگ ترتیب دیا ہے۔

سیرت اور لائف میں اسی قسم کا فرق ہے جیسا عربی کے لفظ دین اور انگریزی کے لفظ Religion میں ہے کہ بظاہر نظر انہیں مترادف سمجھا جاتا ہے مگر ان میں زمین وآسمان کا فرق ہے اہلِ مغرب اس پر لکھیں گے تو ان کا زاویۂ فکر کچھ اور ہوگا۔ مگر اہلِ اسلام اس پر قلم اٹھائیں گے تو اُن کا انداز مختلف ہوگا۔ اہلِ مغرب کے نزدیک Religion خُدا اور بندے کا پرائیویٹ تعلق ہے اس طرح لفظ Religion ہندومت، بدھ مت، عیسائیت اور یہودیت کے لئے استعمال ہوسکتا ہے یہ لفظ مذہب کا قائم مقام ہوسکتا ہے۔ مگر اسلام کا نہیں کیونکہ وہ دین ہے۔ مذہب بھی اگرچہ عربی زبان کا لفظ ہے مگر اس کے محدود مفہوم کے پیشِ نظر قرآن نے کہیں بھی اسلام کو مذہب نہیں کہا۔ مذہب خدا اور بندے کے پرائیویٹ تعلق کا مفہوم دیتا ہے جسے قائم کرنے کے لیے ایک شخص کسی گوشۂ عبادت میں اپنے مسلک کے مطابق مذہبی رسوم ادا کرتا ہے۔ رہے دنیاوی معاملات تو وہ اس کی صوابدید اور معاشرہ کے رسم ورواج اور قانون کے مطابق طے پاتے ہیں اور وہ سمجھتا ہے کہ اس کے ان معاملات کا خُدا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اس کے مقابلہ میں دین پوری زندگی کو محیط ہے یہ ایک نظامِ زندگی اور ضابطۂ حیات ہے زندگی کے کسی شعبے کو بھی دین کی حدودِ عمل سے خارج اور مستثنیٰ نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح عربی کے لفظ رسول اور

Marfat.com

انگریزی کے لفظ Prophet میں بھی بڑا فرق ہے Prophet سریانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی پیش گوئی کرنے والا ہیں یہ کہانت کے اس تصوّر سے ماخوذ ہے جو یہودیوں میں بالخصوص مروج تھا اور سراسر غیر قرآنی تصوّر ہے۔ رسول کاہن، جوتشی نجومی اور جنّار نہیں ہوتا۔ رسول علم کے بلند ترین مقام پر فائز ہوتا ہے جن چیزوں پر ہمارا ایمان بالغیب ہوتا ہے نبی کا ایمان بالشہود ہوتا ہے خُدائے عالم الغیب والشہادۃ اسے دُنیائے محسوس وغیر محسوس کا مشاہدہ کرا دیتا ہے کچھ اسی قسم کا فرق احادیث اور ٹریڈیشن میں بھی ہے غرضیکہ بے شمار ایسی اصطلاحات ہیں جو اسلام میں اپنا ایک مخصوص مطلب اور مخصوص تصوّر رکھتی ہیں مگر ان کی بجائے جو انگریزی الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں ان کا مفہوم جداگانہ تصوّر کا حامل ہوتا ہے اسی لئے اسلامی اصطلاحات کو انگریزی اصطلاحات سے سمجھنے کی کوشش کبھی درست قرار نہیں دی جا سکتی اس طرح یا تو اسلامی اصطلاحات کا مفہوم ہی بدل جاتا ہے یا ان کی رُوح مسخ ہو کر رہ جاتی ہے۔

عام سیرت نگار ایک اور چیز سے بھی صرفِ نظر کر جاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النبیّن تو لکھا اور تسلیم کیا جاتا ہے مگر یہ نہیں دکھایا جاتا کہ نبوّت کو ختم کرنے میں حکمت کیا تھی اور پھر یہ کہ خاتمیت کو آپ کے اوصاف حمیدہ اور محاسنِ رفیعہ میں کس طرح امتیاز حاصل ہے اور یہ اعتقادی مابعد الطبیعاتی، علمی، تہذیبی اور ثقافتی حیثیت سے بھی اہم دور رس نتائج کی حامل ہے اس موضوع پر نہایت جامع اور مبسوط بحث اپنے مقام پر آئے گی۔

انسانوں نے اپنی زبانوں کے جتنے لغت مرتب کئے اور آوازوں کے اظہار کے جتنے اظہار موجود ہیں ان سب کے احسن وجمیل الفاظ جمع کر دیئے جائیں تو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ ایک بشر میں کہاں یہ قوّت کہ وہ اس رسول اعظم و آخر کی توصیف کر سکے جس کی تعریف خود خدائے قدوس نے کی ہو۔ جس پر اپنی نبوّتوں کا سلسلہ ختم کر دیا ہو اور جس کے سر پر خاتمیت و اکملیت کا

Marfat.com

تاج سجا دیا ہو۔ فی الواقع یہی وہ مقام ہے جہاں انسان کے نطق و بیان عاجز ہو جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کماحقہ، توصیف بڑے بڑے نامور مدح خوانوں سے بھی نہ ہو سکی اور وہ بھی یہ کہہ کر چپ ہو گئے۔

ع خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست

یا یہ کہ ؎

غالبؔ ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

یا یہ کہ ؎

اے رضاؔ خود صاحب قرآں ہے مدّاح حضور تجھ سے پھر ممکن ہے کب مدحت رسول اللہ کی

اگر بہت کہہ سکے تو صرف اتنا کہ

ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ہم سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے کہ اب اس میں مزید اضافہ کی گنجائش نہیں اب اگر ہم اس موضوع پر قلم اٹھانے کی جسارت کرتے ہیں تو محض اس لئے کہ ذکرِ محبوبِ خدا سے توشۂ آخرت سمیٹیں اور ان تذکارِ جلیلہ سے روح کی شادابی اور قلب و دماغ کی طمانیت و کشادگی حاصل کر سکیں ؎

مَا اِنْ مَّدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

تمام قدماء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ سے تعلق کو اساس بنا کر سیرت پر قلم اٹھایا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بیان کرتے ہوئے ان کی نبوّت اور تعلق باللہ کو محورِ فکر بنائے رکھا اسے شومئی قسمت کہیے یا امتدادِ زمانہ کہ معتزلیوں نیچریوں اور پرویزیوں نے روحانی قدروں کو نظر انداز کر کے مادی نقطۂ نظر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتیں لکھی ہیں ان لوگوں نے کمالاتِ نبوّت اور خصوصیاتِ رسالت کے انکار ہی کو موضوع بنا کر سیرت پر قلم اٹھایا ہے ان کے تصوّرِ نبوّت کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ انبیاء کو دیوار کے پیچھے کا علم بھی نہیں ہوتا۔

۲۔ انبیاء سے اجتہادی خطائیں سرزد ہوئی ہیں۔

Marfat.com

۳۔ اُمتیوں کا اپنے انبیاء سے نیکیوں میں سبقت لے جانا ناممکن نہیں۔
۴۔ انبیاء کا ادب اپنے بڑے بھائی کے برابر کرنا چاہیئے۔
۵۔ منصبِ رسالت ڈاکئے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔
۶۔ تمام انبیاء اپنے تمام اوصاف ولوازم بشریت میں دوسرے عام انسانوں کی مانند تھے۔

یہ تصوّرِ رسالت اُن حضرات کا ہے جو شیخ القرآن، حکیم الامت اور مزاج شناسِ رسول ہونے کے مدعی ہیں۔ ان کی لکھی ہوئی سیرتیں نئے تعلیم یافتہ طبقہ میں کس طرح حُبِ رسول کا جذبہ پیدا کرسکتی ہیں؟ یہی وہ طبقہ ہے جس کی عشقِ رسول سے بیگانگی پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ اقبال نے فرمایا تھا ؎

بمصطفٰے برساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

آج کل یہ رجحان عام ہورہا ہے کہ موجودہ دور کے پسندیدہ موضوعات کو معیار بنالیا جائے اور سیرتِ نبوی کو انہی سانچوں میں ڈھالنے کی کوشش کی جائے تاکہ لوگوں کے لئے کشش پیدا ہوسکے لیکن یہ رجحان غلط ہے کیونکہ جسم میں روح نہ ہو تو جسم کس کام کا؟ بجلی کے فانوس میں روشنی کی لہر نہ آئے تو فانوس کی ظاہری خوبصورتی اندھیرے کمرے کو منور نہیں کرسکتی آج کل مسلم دانشوروں کے ایک طبقہ کا مؤقف یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی سیاسی زندگی یا حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی خارجہ حکمتِ عملی کو موضوع بناکر خامہ فرسائی کی جائے۔ کیا لے دے کے منصبِ نبوّت کی یہی تعریف رہ گئی ہے؟ کہ نبی کو نظمِ مملکت اور اصول جہاں بانی کا علم بدرجۂ اتم ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ کمالات اپنی بھرپور نمود کے ساتھ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات میں موجود تھے مگر یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی لاتعداد صفات کے معمولی اجزاء تھے نبی میں ان سے بالاتر اور بھی لاکھوں صفات موجود ہوتی ہیں۔ نبی اور غیر نبی کا فرق انسان اور حیوان کا فرق ہے راکب اور مرکب کا فرق ہے پھر ان میں مماثلت کیسی؟ مہبط وحی تو اس شخص کا قلب ہوتا ہے جس کا رابطہ ہر وقت خدائے قدوس سے استوار ہو اور جسے اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغام پہنچانے کے لئے چن لیا ہو۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے پیشتر دیگر انبیاء علیہم السلام پر بھی وحی نازل ہوتی رہی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی اور دیگر انبیاء کی وحی میں بھی فرق تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام صرف کوہ طور پر ہی جا کر اللہ تعالیٰ سے کلام کرتے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام درخت کے ذریعے کلام کرتے تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے کسی مقام اور چیز کی پابندی نہ تھی ان کا ہر وقت اور ہر مقام پر اللہ تعالیٰ سے رابطہ رہتا تھا اور وحی نازل ہوتی رہتی تھی ؎

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل　　مقام اس برزخِ کبریٰ کا ہے حرفِ مشدّد کا

معراج کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو خاص لامکان میں بلا کر گفتگو فرمائی گئی وہ مقام جہاں کے متعلق جبرائیل علیہ السلام جیسے مقرب بارگاہ فرشتہ یوں کہتے ہیں ؎

اگر یک سرِ موئے برتر پرم　　فروغِ تجلّی بسوزد پرم

سبحان اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اس مقام سے بھی آگے مقام "ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی" پر پہنچ کر "فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی" کے مقام پر سرفراز ہوئے۔ اللہ اکبر "قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی" سے کسی عجیب رمز کا اظہار ہوتا ہے کہ ادھر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم شوقِ دیدار میں آگے بڑھے چلے جاتے ہیں اور ادھر سے انوار رحمت کی آپ پر بارش ہو رہی ہے۔ کیونکہ کمان کے کھینچنے کے وقت دونوں سرے ایک دوسرے کی جانب بڑھتے ہیں اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے "فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی" یعنی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص الخاص بندے سے جو کچھ باتیں کرنا تھیں کر لیں اور کسی کو خبر تک نہ ہو سکی کہ کہنے والے نے کیا کہا اور سننے والے نے کیا سنا ؎

میانِ عاشق و معشوق رمز یست　　کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

غور فرمایئے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام شوق دید کی تڑپ میں پکارتے ہیں "رَبِّ اَرِنِیْ" تو جواب ملتا ہے "لَنْ تَرٰىنِیْ" ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق یہ ارشاد ہوا کہ ایسا قرب میسّر آیا جیسے کمان کے دو سرے باہم مل

Marfat.com

جاتے ہیں یا اس سے بھی زیادہ قرب ہوا۔ پھر یہ بھی دیکھیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو انوارِ ربانی کی ایک چلمنی جھلک دیکھ کر بے ہوش ہو کر گر پڑے مگر یہ ذاتِ اقدس و اعظم ہے کہ حقیقتِ انوار کو بے نقاب دیکھ رہی ہے مگر مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی پلک تک نہیں جھپکتی اور آنکھ خیرہ نہیں ہوتی۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے پُر عظمت پیغمبر کی شان سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان کہیں بلند و بالا ہے کجا کہ عام مخلوق کو شہنشاہِ دولاک کے برابر کہہ دینے کی جسارت کی جائے۔

ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات تو بے مثال نور ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے۔

اللہ کا ارشاد ہے!

وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۝ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝

(النجم — ۳-۴)

ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔

مگر یہ تمام باتیں تو مافوق الاسباب سمجھی جاتی ہیں اور آج کا انسان صرف مادی سطح پر سوچنا جانتا ہے اسے اسباب و علل کے سوا کچھ نظر نہیں آتا بلکہ یوں کہیے کہ خدائے قادر و قیوم بھی اسے اسباب و علل کی زنجیروں میں جکڑا ہوا نظر آتا ہے (العیاذ باللہ) اگر ایسے نظریات کا حامل انسان نبوت و رسالت پر قلم اُٹھائے گا تو کیا لکھے گا؟ جب وہ خود اندھا ہے تو دوسرے اندھوں سے بھی وہی کچھ کہے گا جو وہ اپنے ہاتھوں سے ٹٹول کر محسوس کرے گا۔ نہ تو اپنی نظر ہے نہ دوسرے کی نظر سے کام لینا جانتا ہے ایسے لوگوں سے کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ سیرت النبی کو روحانی زاویۂ نگاہ سے لکھیں گے۔

اندریں حالات اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلّم ایسے انداز میں پیش کی جائے کہ اس کے مطالعہ سے نئے تعلیم یافتہ طبقہ میں

Marfat.com

حُبِ رسول کا جذبہ پیدا ہو جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مکمل استقصاء سورج کی دھنک رنگ شعاعوں کو اپنی مٹھی میں بند کر لینے کی کوشش ناتمام ہے۔ مجھ جیسا ہیچمدان کہاں یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں نے اس موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔ میں نے تو حسن و جمال سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف چند جھلکیاں پیش کرنے کے لئے قلم اٹھایا ہے اور اپنی علمی کم مائیگی کے باوجود سیرت نگاروں کی فہرست میں اپنا نام لکھانے کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ خدا کرے میری یہ کوشش میرے لئے توشۂ آخرت ثابت ہو اور یہ چند اوراق مسلمانوں کے دلوں کو عشقِ رسول سے منور کرنے کا ذریعہ بن جائیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

ہیچمدان

شیر محمد خان اعوان

کالا باغ

Marfat.com

باب اوّل

نبیِّ رحمت صلے اللہ علیہ وسلّم

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبیِّ رحمت صلے اللہ علیہ وسلّم

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا ، ضعیفوں کا ماویٰ
غلاموں کا والی ، یتیموں کا مولیٰ
خطا کار سے در گزر کرنے والا
بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا
قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا (حالی)

تخلیقِ کائنات کے سلسلہ میں درخشندہ ترین کڑی تخلیقِ آدم ہے انسان کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُسے اختیار سے نوازا۔ پھر نیکی اور بدی کے پیمانے مقرر کئے اور پھر انسانی ہدایت کے لئے انبیاء کی بعثت کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ نفوس قدسیہ انسان کو یہ بتانے کے لئے آتے رہے کہ خُدا کے نزدیک بہتر اعمال کون سے ہیں اور بدتر طریقۂ حیات کیا ہے اور پھر آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھیج کر ہدایت کی انتہا کردی اور اس طرح انسان پر اُس کی نعمتوں کا اتمام ہوگیا۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط (المائدۃ۔ ۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت

Marfat.com

پوری کردی اور تمہارے لیئے اسلام کو دین پسند کیا۔
وہ جس پر ہدایت کی انتہا ہوئی، دین کی تکمیل ہوئی اور جس کی آمد اتمامِ نعمت کا اعلان قرار دی گئی اُسے رحمۃٌ للعالمین کہا گیا ؎

خلق و تقدیر و ہدایت ابتدا ست رحمۃٌ للعالمینی انتہا ست

خُدائے قدوس نے اپنے آپ کو رب العالمین کہا تو نبیِّ خاتم کو رحمۃٌ للعالمین قرار دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالمین کی طرف رحمت بن کر آئے!

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (الانبیاء - ۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر سارے جہان کے لئے رحمت۔

تمام جہانوں کے لئے رحمت وہی وجود اقدس و اعظم ہو سکتا ہے جس کی نوازشات انبیائے بنی اسرائیل کی طرح کسی ایک قوم سے مخصوص نہ ہوں بلکہ پوری کائناتِ انسانی کو محیط ہوں جو یہ نہ کہے!

"میں بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کو اکٹھا کرنے آیا ہوں۔"

بلکہ یہ اعلان کرے کہ:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (الاعراف-۱۵۸)

ترجمہ: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

جس کی نوازشات اتنی عام ہوں کہ یہودیوں جیسی بد اندیش قوم کے ساتھ معاہدۂ امن و سلامتی کرتے ہوئے کہے!

"یہود بھی مسلمانوں کی طرح ایک قوم سمجھی جائے گی جو ان سے لڑے گا مسلمان اُس کے خلاف یہودیوں کی مدد کریں گے۔"

یہ رحمۃٌ للعالمین ہی کی شان ہے کہ وہ مغلوب عیسائیوں سے معاہدہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔!

"نجران کے عیسائیوں کو خُدا کی حفاظت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری حاصل ہوگی۔ اُن کے حقوق میں سے کوئی حق بدلا نہیں جائے گا اور

Marfat.com

جو کچھ اُن کے قبضہ میں ہے اُس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔"
رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہو سکتے ہیں کہ :

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ

(البقرۃ - ۲۵۶)

ترجمہ : کچھ زبردستی نہیں دین میں بے شک خوب جُدا ہو گئی ہے نیک راہ گمراہی سے۔

کسی کو مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ اپنا مذہب چھوڑ دے۔ رسول کا کام صرف حق کی تبلیغ ہے اور بس۔

اس طرح نبیِّ رحمت دُنیا میں تشریف لائے۔ بلا شبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لڑائیاں لڑی ہیں مگر اصول یہ تھا کہ اِنَّ النَّصْرَ لِلْمَظْلُوْمِ۔

"مظلوم کی ہمیشہ مدد کی جائے گی۔"

آپ کی تلوار دفاع میں بلند ہوئی یا مظلوموں کی مدد کے لیے اُٹھی یا اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے۔ آپ کی پوری زندگی میں ہوسِ ملک گیری کا کوئی شائبہ نہیں۔

لوگ کہتے ہیں :

All is fair in love and war.

"جنگ اور محبت میں سب کچھ جائز ہے۔"

مگر یہ نبیِّ رحمت تھا جس نے جنگ کے لئے بھی یہ ضابطۂ اخلاق دیا کہ :

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۭ اِعْدِلُوْا ۣ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (المائدۃ - ۸)

ترجمہ : اور تم کو کسی قوم کی عداوت اس پر نہ ابھارے کہ انصاف نہ کرو انصاف کرو۔ وہ پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے۔

جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ رحمۃ للعالمین بن کر آئے تھے اس لئے آپ نے ہمیشہ معاشرہ کے کچلے ہوئے طبقوں کا ساتھ دیا۔

Marfat.com

اُس وقت عرب کے معاشرہ میں بالخصوص اور پوری دنیا میں عورت کو انتہائی حقیر خیال کیا جاتا تھا عرب میں تو یہ حالت تھی کہ بیٹی کا پیدا ہونا لعنت کا طوق سمجھا جاتا تھا۔

قرآن حکیم میں ہے!

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ ۚ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ

(النحل۔ ۵۸-۵۹)

ترجمہ : اور جب اُن میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اُس کا مُنہ کالا رہتا ہے اور وہ غصّہ کھاتا ہے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس بشارت کی بُرائی کے سبب کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اُسے مٹی میں دبا دے گا۔

اور وہ بیٹیوں کو زندہ درگور بھی کر دیتے تھے۔ قریش کے برخود غلط گردن فرازوں کا شیوہ بھی یہی تھا ؎

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر — تو خوفِ شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی تھی جو شوہر کے تیور — کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اُس کو جا کر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی (حالی)

قبیلہ بنو تمیم میں اس کا رواج سب سے زیادہ تھا اس قبیلہ کے رئیس قیس بن عاصم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے اقرار کیا کہ اُس نے اپنے ہاتھ سے دس لڑکیوں کو زندہ درگور کیا ہے[1]۔ خود مائیں یہ کام سرانجام دیتی تھیں۔

---

[1] ابن جریر، ابن کثیر، درمنثور۔ سنن بیہقی، مسند بزار، مصنف عبدالرزاق۔

Marfat.com

جاہلیت کا ایک شاعر کہتا ہے ؎

ما لقی الموؤدمن ظلم اُمّه کما لقیت ذ ھل جمیعًا وعامر

(زندہ دفن ہونے والی بچی نے اپنی ماں کے ظلم سے اتنی تکلیف نہیں اُٹھائی ہوگی جتنی ذہل اور عامر نے اُٹھائی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اس ظلمِ عام کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا بلکہ بیٹی کی پیدائش کو رحمت قرار دیا اور اُس کی پرورش کو نجاتِ اخروی کا ذریعہ بنا دیا۔ آپ کا فرمان ہے :۔

"جو دو لڑکیوں کی بھی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائیں تو قیامت کے روز وہ اس طرح میرے ساتھ ہوگا[1] (آپ نے دو انگلیاں اٹھائیں)

صلح حدیبیہ کے بعد حکمِ خداوندی کے تحت آپ عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے اِس امر کا اقرار بھی کرواتے تھے :۔

وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَ ھُنَّ (الممتحنہ۔ ۱۲)

ترجمہ : اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی۔

یہ انہی تعلیمات کا اثر تھا کہ بیٹیوں کی ولادت کو لوگ نزولِ رحمت سمجھنے لگے اور آخر وہ زمانہ آیا کہ ایک بدوی شاعر نے کہہ دیا!

غذا النّاس مذ قام النبی الجواریا

(پیغمبر کے بعد تو یہ کثرت ہوگئی کہ سب لڑکیاں ہی لڑکیاں نظر آتی ہیں)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ حکم ہی نہیں دیا کہ لڑکیوں کو قتل نہ کیا جائے بلکہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "اختلافِ جنس کی بنیاد پر لڑکے کو لڑکی پر ترجیح بھی نہیں دینی چاہیئے جو شخص ایسا نہیں کرتا نبیِّ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اُسے جنت کی بشارت سناتے ہیں[2]۔" دُنیا نے پہلی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبان سے

---

[1] مشکوٰۃ بحوالہ صحیح مسلم [2] سنن ابی داؤد کتاب الادب

Marfat.com

سُنا کہ عورت اور مرد ایک دوسرے کے لیے برابر کی اہمیت رکھتے ہیں!

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط (البقرۃ-۱۸۷)

ترجمہ: وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم اُن کے لباس۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھا جاتا تھا آپ نے بنی نوع کو بتایا کہ عورت کے بھی مرد کی طرح حقوق ہیں:۔

وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ص (البقرۃ-۲۲۸)

ترجمہ: اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت سے اپنے خطاب خطبہ حجتہ الوداع میں بھی عورتوں کے حقوق ادا کرنے پر زور دیا۔ عورتوں کے بعد دوسرا مظلوم طبقہ غلاموں کا تھا۔ نبیِّ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کی آزادی اور اُن کے ساتھ حُسنِ سلوک کو اپنی انقلاب آفرین تحریک کا لازمی جزو بنا لیا تھا۔ مکی اور مدنی زندگی میں فروگذاشتوں پر کفارہ غلاموں کی آزادی کو قرار دیا گیا۔ غلاموں کو آزاد کرانے کی ترغیب اس شدومد سے دی گئی کہ مالدار صحابہ غلام خرید خرید کر آزاد کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنے لگے حضرت حکیم بن حزام فتح مکہ کے روز ایمان لائے اُنہوں نے قبول اسلام کے بعد سو غلام آزاد کئے[1] حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے صرف ایک قسم کے کفارہ میں چالیس غلام آزاد کئے[2] حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے تیس ہزار غلاموں کو آزادی کی نعمت سے بہرہ ور کیا[3] قرآن حکیم میں جا بجا غلاموں کو آزادی عطا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان ترغیبات پر غلام آزاد بھی کئے پھر بھی جو لوگ بچ رہے اُن کے ساتھ ایسے حُسنِ سلوک کا حکم دیا گیا کہ غلام اور آقا کی

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان [2] بخاری کتاب الآداب [3] شرح بلوغ المرام کتاب العتق

Marfat.com

تمیز مٹ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم فرمایا کرتے تھے!

"غلام سے اتنا ہی کام لو جتنا وہ کر سکتا ہے اور جب اُس سے کوئی کام لو تو اُس کے ساتھ مل کر کام کرو تاکہ وہ ذلت محسوس نہ کرے اور جب سفر کرو تو یا اُسے اپنے ساتھ بٹھاؤ یا اُس کے ساتھ باری مقرر کر لو"[1]

حضرت مغرد بن سوید روایت کرتے ہیں۔" میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا جیسے اُن کے کپڑے تھے ویسے ہی اُن کے غلام کے تھے میں نے وجہ پُوچھی تو وہ کہنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں، مَیں نے ایک شخص کو اس کی ماں کا طعنہ دیا جو لونڈی تھی اس پر رسولِ خدا نے فرمایا تو ایسا شخص ہے جس میں جہالت کی باتیں پائی جاتی ہیں۔ غلام کیا ہیں۔ تمہارے بھائی ہیں اور قوت کا ذریعہ ہیں۔ خُدا کی کسی حکمت کے تحت کچھ عرصہ کے لئے تمہارے قبضہ میں آجاتے ہیں۔ پس جس کا بھائی اُس کی خدمت تلے آجائے اُسے چاہیئے کہ جو کچھ وہ خود کھاتا ہے اُسے کھلائے اور جو خود پہنتا ہے اُسے پہنائے۔ اُس سے اُس کی طاقت سے زیادہ کام نہ لے اور جب تُم انہیں کوئی کام بتاؤ تو خود بھی اُن کے ساتھ کرنے لگو"[2]

اِسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلّم فرمایا کرتے تھے۔

"جب تُمہارا غلام تمہارے لئے کھانا لائے تو اُسے اپنے پاس بٹھا کر کم از کم تھوڑا سا کھانا ضرور کھلایا کرو کیونکہ اُس نے خدمت سے اپنا حق قائم کر لیا ہے"[3]

روزانہ کی قتل و غارت اور باہمی جنگ و جدال کے باعث عرب کے معاشرہ میں یتیم بکثرت تھے اور اُن کے ساتھ طرح طرح کے مظالم روا رکھے جاتے تھے انہیں باپ کی وراثت سے محروم کر دیا جاتا تھا عرب چھوٹے بچوں کو وراثت

---

[1] مسلم کتاب الایمان [2] مسلم کتاب الایمان [3] مسلم کتاب الایمان

Marfat.com

نہیں دیا کرتے تھے[1] قرآن حکیم نے ان لوگوں کو اس غاصبانہ ذہنیت پر بار بار انہیں مجرم ٹھہرایا ہے۔

وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۙ وَّ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ؕ (الفجر۔۱۹-۲۰)

ترجمہ: اور میراث کا مال ہپ ہپ کھاتے ہو اور مال کی نہایت محبت رکھتے ہو۔

نبیِّ رحمت صلی اللہ علیہ وسلّم نے خدا کے احکام وراثت پہنچائے تو یتیموں کے متولیوں کو اللہ کی یہ ہدایت بھی پہنچائی:

وَ اٰتُوا الْيَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۪ وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝ (النساء۔۲)

ترجمہ: اور یتیموں کو اُن کے مال دو اور ستھرے کے بدلے گندا نہ لو اور اُن کے مال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھا جاؤ۔ بے شک یہ بڑا گناہ ہے۔

متولیوں کو یہ ہدایت بھی کی گئی کہ جب تک یتیم بڑے ہو کر اپنا مال سنبھالنے کے قابل نہ ہوں اپنے مال کی طرح اُن کے مال کی حفاظت کیا کرو۔

وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّ ارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَ اكْسُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَ ابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ (النساء۔۵-۶)

ترجمہ: اور بے عقلوں کو اُن کے مال نہ دو جو تمہارے پاس ہیں جن کو اللہ نے تمہاری بسر اوقات کیا ہے اور انہیں اس میں سے کھلاؤ اور پہناؤ اور

---

[1] تفسیر ابن جریر طبری۔ سورہ نساء جلد ۴

Marfat.com

اُن سے اچھی بات کہو اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو اُن کے مال اُنہیں سپرد کر دو۔

جو متولی اس خیال سے کہ بڑے ہو کر یتیم اپنا مال واپس لینے کا مطالبہ نہ کریں اُن کی صغر سنی میں ہی اُن کا مال خرچ کر دیتے تھے انہیں تنبیہہ فرمائی گئی۔

وَ لَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّ بِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ

(النساء ۔ ۶)

ترجمہ: اور انہیں نہ کھاؤ حد سے بڑھ کر اور اس جلدی میں کہ کہیں بڑے نہ ہو جائیں۔

دوسرے مقام پر ارتاد ہوا:

وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ

(الانعام ۔ ۱۵۲)

ترجمہ: اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقہ سے جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچے۔

یہ ہدایات تو اُن یتیموں کے متعلق تھیں جن کے مورث مالدار تھے اور ترکے چھوڑ گئے تھے۔ رہے وہ یتیم جو بدحال اور مفلس تھے تو اُن کی مدد اور اُن کے ساتھ حُسن سلوک کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔

ارشادِ خُداوندی ہے:

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝

(الماعون۔ ۱-۲)

ترجمہ: بھلا دیکھو تو جو دین کو جھٹلاتا ہے پھر وہ وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔

اس کے علاوہ قرآن پاک نے بقرہ، نساء، انفال اور حشر میں بار بار ان کی پرورش اور اُن کے ساتھ حُسنِ سلوک اور احسان کی تاکید کی اور زکوٰۃ وصدقات کے

Marfat.com

مصارف میں ایک بہترین مصرف یتامیٰ قرار دیئے گئے۔

انہی تعلیمات کے پیش نظر نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار یتیموں کی کفالت کی ترغیب دی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

"یتیم کی کفالت کرنے والا قیامت کے روز میرے اس طرح قریب ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انگلیاں باہم جوڑ کر اٹھائیں[1]"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا!

"جو شخص کسی یتیم بچے کو اپنے گھر بُلا کر لائے گا اور اُس کو کھلائے پلائے گا۔ اللہ اُس کو جنت کی نعمت عطا فرمائے گا بشرطیکہ اُس نے کوئی ایسا گناہ نہ کیا ہو جو مغفرت کے قابل نہ ہو[2]"

ایک اور مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

"مسلمانوں کے گھروں میں سے سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم کے ساتھ بھلائی کی جارہی ہو اور بدترین گھر وہ جس میں یتیم کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہے[3]"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا ہی اثر تھا کہ ایک ایک یتیم کی کفالت کے لئے بیسیوں گھر لپکنے لگے اور صحابہ کے گھر یتیموں کی پرورش کے لئے وا ہو گئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ کسی یتیم بچے کو ساتھ لئے بغیر کبھی کھانا نہیں کھاتے تھے[4]

اسلامی معاشرہ میں یتیموں کی خاطر ایثار کی تحریک اس زور سے اُبھری کہ کوئی بے سہارا نہ رہا۔ یتیم کی آنکھ کا آنسو سینکڑوں دلوں کو لرزا دیتا تھا۔ ایک

---

[1] صحیح بخاری، صحیح مسلم باب فضل [2] ترغیب و ترہیب منذری جلد ۲ بحوالہ ترمذی
[3] ابن ماجہ، ادب المفرد۔ ترغیب و ترہیب [4] ادب المفرد امام بخاری۔

Marfat.com

دفعہ ایک یتیم نے کسی نخلستان کے متعلق دعویٰ دائر کیا مگر قانونی طریقہ سے وہ اپنا حق ثابت نہ کر سکا۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے وہ نخلستان مدعیٰ علیہ کے حوالے کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ فیصلہ سُن کر یتیم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ یتیم عبداللہ در یتیم جناب رحمت کائنات نے ان اشکوں کی سوزش دل میں محسوس کی ؎

مرا باشد از دردِ طفلاں خبر کہ در طفلی از سر برفتم پدر

آپ صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے فرمایا کہ "تم یہ نخلستان اس یتیم کو دے دو اس کا اجر تمہیں اللہ تعالیٰ جنت میں دے گا۔" مگر وہ شخص آمادہ نہ ہوا۔ حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے اُنہوں نے کہا تم میرے فلاں باغ سے یہ نخلستان بدلتے ہو وہ راضی ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے نخلستان اُس یتیم کو ہبہ کر دیا[1]

اُس وقت کی پوری انسانی دنیا میں یتیموں کے بعد بیواؤں کا طبقہ بہت مظلوم تھا۔ یہودی تمدّن خاوند کے مرنے کے بعد بیوہ عورت کو مرنے والے کے بھائی کی ملکیت میں دے دیتا تھا۔ عیسائیت نے یہ ظلم تو روا نہ رکھا مگر کوئی ایجابی طریقہ بھی بروئے عمل نہ لا سکی۔ ہندو مت میں تو خاوند کے بعد عورت سے زندہ رہنے کا حق بھی چھین لیا جاتا تھا اور اُسے ستی ہونا پڑتا تھا۔ اہل عرب بیوہ کو مرنے والے کے وارثوں کی ملکیت قرار دیتے تھے وہ جو چاہتے اُس کے ساتھ روا رکھتے وہ اُن کی اجازت کے بغیر کہیں شادی نہیں کر سکتی تھی۔

نبیّ رحمت صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے اس طبقہ کی بھی دستگیری فرمائی۔ عورت کے حق مہر کو دین کی طرح ادا کرنا ضروری ٹھہرایا اور اُس کے بعد وراثت میں اُس کا حصہ مقرر ہوا اگر وہ صاحب اولاد ہو تو اُس کا آٹھواں حصہ اور اگر صاحب اولاد نہ ہو تو چوتھائی حصہ حق وراثت ٹھہرا۔ مقررہ عدت کے بعد اُسے مکمل آزادی حاصل ہو گئی کہ وہ جہاں چاہے شادی کرے۔ عرب بیوہ عورت کو منحوس

---

[1] الاستیعاب لابن عبدالبر تذکرہ ابولاحداح

Marfat.com

تصور کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس باطل تصور کا قلع قمع کر دیا۔ خود عین عالم شباب میں ایک ادھیڑ عمر بیوہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ اُن کی وفات کے بعد وقتاً فوقتاً دس عورتوں سے نکاح کئے جن میں سے آٹھ حضرت حفصہ، حضرت سودہ، حضرت زینب اُم المساکین، حضرت اُم سلمہ، حضرت جویریہ، حضرت اُم حبیبہ، حضرت میمونہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہما بیوہ تھیں۔ اس طرح بیوہ عورتوں کی کفالت کرنا اور انہیں حبالۂ عقد میں لے لینا طریقہ مسنونہ ہو گیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس پر عمل کیا۔ کچھ ایسی بیوہ عورتیں بھی ہوتی ہیں جو اپنے ننھے بچوں کی پرورش اور محبت کے خیال سے عقد ثانی نہیں کرتیں۔ محنت مزدوری کر کے بچوں کا پیٹ پالتی ہیں اور اپنی عزت کی حفاظت کرتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں بھی بہت بلند مقام عطا فرمایا۔ ارشاد ہوتا ہے:

"میں اور وہ بیوہ جو محنت مشقت کے باعث کالی پڑ گئی ہے قیامت کے روز ان دو انگلیوں کی طرح قریب ہوں گے۔ وہ حسن و جمال اور عزت کی حفاظت کرنے والی بیوی جو شوہر کے مرنے کے بعد اپنے ننھے یتیم بچوں کی خدمت کی خاطر اپنے کو روکے رکھے یہاں تک وہ اس سے علیٰحدہ ہو جائیں یا مر جائیں[1]"

اس چیز کو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے تمثیلی انداز میں یوں بھی بیان فرمایا:

"قیامت کے دن میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولوں گا تو دیکھوں گا کہ ایک عورت مجھ سے بھی پہلے اندر جانا چاہتی ہے میں پوچھوں گا تو کون ہے تو وہ بتائے گی میں وہ بیوہ ہوں جس کے ننھے یتیم بچے تھے اور جس نے اپنے آپ کو روکے رکھا[2]"

ان کے علاوہ معاشرہ میں ایسی از کار رفتہ بیوائیں بھی تھیں جو نکاح کے قابل نہ تھیں اور جن کا کوئی پرسانِ حال نہ تھا اُن کی امداد کو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے بہت بڑا عمل قرار دیا:

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الادب [2] مسند ابو یعلیٰ۔ حاشیہ سنن ابی داؤد

Marfat.com

"بیوہ اور مسکین کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا ایسا ہے جیسا خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا (راوی کہتا ہے میرا خیال ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بھی فرمایا تھا) اور جیسا وہ نمازی جو نماز سے نہیں تھکتا اور وہ روزہ دار جو کبھی روزہ نہیں کھولتا۔[1]"

اسلام کے مختصر سے عہد رحمت کو ایک طرف رکھ دیا جائے تو پوری تاریخ تمدّن یہ گواہی دے گی کہ ہر دور میں دولت اور زر و مال کو ہی عزت و تکریم کا معیار قرار دیا گیا اہل مال و زر کا ہر سوسائٹی میں خندہ پیشانی سے استقبال کیا گیا اور اُن کے احترام میں گردنیں جھکتی رہیں ہر معاشرہ میں زر کو ہی حاجت روا سمجھا گیا اور انسانوں نے کھُل کر کہا ؎

مزہ، راحت، خوشی، آرام سب ہے اس کے ہونے سے
یہ وہ شے ہے کہ جس کی مانگ ہے یاں کونے کونے سے
میں سچ کہتا ہوں کہ شیطان بھی سجدے میں گر جاتا
بناتے خاک کے بدلے اگر آدم کو سونے سے

دولت مند لوگ تو الگ رہے متوسط طبقہ کے لوگ بھی غریبوں میں بیٹھنا اپنی توہین سمجھتے رہے۔ نبیِّ رحمت صلی اللہ علیہ وسلّم نے معاشرہ کی تمام اقدار کی طرح اس قدر کو بھی بدل دیا اور غریبوں سے محبت کو اپنا شعار بنایا اور معاشرہ میں انہیں بلند مقام دینے کی سعی فرمائی۔

"ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک امیر آدمی سامنے سے گزرا۔ آپ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے صحابی سے فرمایا۔ اس شخص کے متعلق تیری کیا رائے ہے؟ اُس نے جواب دیا۔"
"یہ شخص معزز اور صاحبِ حیثیت ہے اگر یہ کسی لڑکی سے نکاح کی خواہش کرے

---

[1] صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ موطا امام مالک۔

Marfat.com

تو اس کی خواہش کا احترام کیا جائے گا۔ اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی بات مانی جائے گی۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سُن کر خاموش رہے۔ اتنے میں ایک غریب آدمی کا ادھر سے گزر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا۔ "اس کے متعلق تیری کیا رائے ہے؟ اُس نے کہا۔ "یارسول اللہ یہ ایک غریب آدمی ہے اور اس قابل ہے کہ اگر کسی لڑکی سے نکاح کی خواہش کرے تو اس کی خواہش رد کر دی جائے اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے۔ بلکہ یہ بات کرنا چاہیے تو اس کی باتوں کی طرف توجہ نہ دی جائے"۔ آپ نے فرمایا اس غریب آدمی کی قیمت اس سے بھی زیادہ ہے کہ دنیا سونے سے بھر دی جائے"[1]

"ایک غریب عورت مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ روز اُسے نہ دیکھا تو اُس کے متعلق پوچھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا۔ "یارسول اللہ وہ فوت ہوگئی ہے"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جب وہ فوت ہوگئی تو تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔ شاید اس لئے کہ وہ بیچاری غریب تھی۔ میں اُس کے جنازہ میں بھی شریک نہ ہو سکا۔ تم نے غربت کے باعث اُسے حقیر سمجھا۔ یہ درست نہیں۔ مجھے بتاؤ اس کی قبر کہاں ہے"۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی قبر پر گئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی[2]

آپ کا یہ فرمان بہت معروف ہے:

"بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ سر کے بال پراگندہ ہیں۔ جسم خاک آلود ہیں اگر وہ لوگوں سے ملنے جائیں تو لوگ دروازے بند کر لیتے ہیں لیکن اگر وہ قسم کھا بیٹھیں تو خدا کو اُن کی قسم کا اس قدر احترام ہوتا ہے کہ وہ اُسے پوری کر کے چھوڑتا ہے[3]"

ایک روایت ہے:

---

[1] بخاری کتاب الرقاق [2] بخاری کتاب الصلوٰۃ [3] صحیح مسلم

Marfat.com

"ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے کچھ غریب صحابہ رضی اللہ عنہم جو کسی وقت غلام ہوا کرتے تھے اکٹھے بیٹھے تھے۔ ابوسفیان اُن کے سامنے سے گزرے تو انہوں نے اسلام کی فتح کا کچھ ذکر کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سن رہے تھے انہیں یہ بات بُری معلوم ہوئی۔ اُنہوں نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی ہتک سمجھتے ہوئے غریب صحابہ کو ڈانٹ کر کہا۔ تم قریش کے سردار کی ہتک کرتے ہو؟ پھر وہی بات انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے شکایتہً بیان کی۔ نبیِّ رحمت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ اے ابوبکر! شاید تم نے خدا کے ان خاص بندوں کو ناراض کر دیا ہے اگر ایسا ہوا تو یاد رکھو تمہارا رب بھی تم سے ناراض ہو جائیگا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فوراً اُٹھے۔ اُن لوگوں کے پاس گئے اور کہا۔" اے میرے بھائیو! کہیں تم میری بات پر مجھ سے ناراض تو نہیں ہو گئے۔" اُنہوں نے کہا" اے میرے بھائی! ہم ناراض نہیں۔ خُدا آپ کی خطا معاف فرمائے[1]"

"ایک دفعہ آپ بازار میں جا رہے تھے کہ آپ کی نظر اپنے ایک غریب صحابی پر پڑی، گرمی میں بوجھ اٹھا اٹھا کر ادھر سے ادھر لاتے ہوئے۔ گرد و غبار اور پسینہ کی وجہ سے ان کا چہرہ صاف ستھرا نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے چہرے پر افسردگی کی علامات دیکھیں۔ خاموشی سے پیچھے پہنچ کر اُن کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ جیسے بچے شوخی میں اپنے ساتھیوں سے ایسا کرتے ہیں تاکہ دیکھیں وہ ہاتھ رکھنے والے کا نام بتا سکتا ہے یا نہیں۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بازوؤں کو ٹٹولا اور سمجھ گیا کہ رسولِ خُدا (صلی اللہ علیہ وسلّم) ہیں۔ یوں بھی وہ سمجھ ہی لیتا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ایسے بدحال آدمی کے ساتھ حضور کے سوا اَور کون اتنی محبت کا سلوک کر سکتا ہے۔ اُس نے اپنا خاک اور

---

[1] مسلم کتاب الفضائل

Marfat.com

پسینہ سے لتھڑا ہوا جسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں سے ملنا شروع کیا۔ شاید ناز کر رہا تھا۔ آپ مسکراتے رہے اور اُسے اس حرکت سے منع نہ کیا۔ جب وہ جی بھر کر آپ کے کپڑوں کو خراب کر چکا تو آپ نے مذاقاً فرمایا۔ میرے پاس ایک غلام ہے کوئی اس کا خریدار ہے؟ معاً صحابی کو احساس ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اُس سے کون محبت کر سکتا ہے اُس نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ میرا خریدار دنیا میں کوئی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی محبت سے کہا نہیں ایسا نہ کہو۔ خُدا کے نزدیک تمہاری قیمت بہت زیادہ ہے[1]"

یہ اس لئے کہ آپ نے عزت و تکریم کا نیا معیار قائم کر دیا تھا اور خُدا کا قائم کردہ معیار تھا بھی یہی :

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات - ۱۳)

ترجمہ : بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

" آپ ہر حاجت مند کی امکان بھر مدد فرماتے تھے مگر یہ خیال رکھتے تھے کہ اس کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ کے پاس کوئی حاجت مند آتا تو آپ مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے فرماتے آپ لوگ بھی اس کی سفارش کریں تاکہ نیک کام کی سفارش کے ثواب میں شریک ہو جائیں[2]"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم غریبوں کی حاجت پوری کرنے کی برابر ترغیب دیتے رہتے۔ آپ کا فرمان ہے !

" جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا رہے گا تو خدا اس

---

[1] مشکوٰۃ باب المزاح [2] بخاری کتاب الزکوٰۃ

Marfat.com

کی ضرورت پوری کرے گا اور جو کوئی کسی مسلمان کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کی مصیبتوں میں سے کوئی سی مصیبت اُس سے دور فرما دے گا۔[1] "

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا :

" اللہ اپنے بندے کی مدد میں اُس وقت تک رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے[2] "

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے :

" زمین پر رہنے والوں پر رحم کرو تم پر آسمان کا مالک رحم کرے گا[3] "

حاجت مند کا پراگندہ حال چہرہ دیکھ کر ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی حاجت سمجھ جاتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ہر وقت مسجد میں رہتا تھا تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کوئی بات کریں میں اسے سُننے سے محروم نہ رہوں۔ کچھ روز تو میرے بھائی نے مجھے مسجد میں کھانا پہنچایا پھر اُس نے بند کر دیا اس وجہ سے بعض دفعہ کئی کئی وقت کا فاقہ ہو جاتا تھا ایک دن اسی طرح کا فاقہ تھا میں بھوک سے بیتاب کھڑکی میں کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گزرے میں نے اُنہیں روک کر کہا۔ آیۃ

وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۭ [4]

کا کیا مطلب ہے اُنہوں نے کہا۔ یہی کہ دوسروں کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ خود بھوکے رہتے ہیں اور اپنا کھانا دوسروں کو دیتے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ چلے گئے۔ مجھے غصہ آگیا کہ وہ میرا مطلب کیوں نہیں سمجھے۔ اتنے میں جناب فاروق رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا۔ مگر اُن کے ساتھ بھی وہی کچھ ہوا۔ میں نے آیت کا مطلب پوچھا وہ بتا کر چلے گئے۔ میں غصہ میں کھڑا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی " ابوہریرہ

---

[1] بخاری و مسلم [2] بخاری [3] بخاری [4] الحشر

Marfat.com

بھوکے ہو۔" میں نے عرض کیا۔ "جی ہاں۔ یارسول اللہ سخت بھوکا ہوں"۔ آپ نے فرمایا۔ "میں بھی بھوکا تھا۔ ایک دوست نے دودھ کا پیالہ بھیج دیا ہے۔ آؤ مل کر پی لیتے ہیں۔" میں آپ کی طرف چلنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "مسجد میں دیکھ لو شاید کچھ اور لوگ بھی بھوکے ہوں ان کو بھی ساتھ لیتے آؤ۔" مسجد میں میرے جیسے چھ آدمی اور بھی موجود تھے مجھے بہت افسوس ہوا کہ اب شاید دو گھونٹ ہی حصّہ میں آئیں گے۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے میری بجائے ایک اور شخص کو دودھ کا پیالہ تھما دیا۔ جب وہ آدمی پی چکا تو فرمایا کیا پیٹ بھر گیا ہے اور پیئو اُس نے پھر پیا اور کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اب تو پیٹ بھر گیا ہے۔ آپ نے اُس سے پیالہ لے کر دوسرے شخص کو دے دیا۔ پھر تیسرے، چوتھے، پانچویں اور چھٹے کو دے دیا۔ مگر ان چھ کے پی چکنے کے بعد بھی جب پیالہ میرے پاس آیا تو لبالب بھرا ہوا تھا۔ میں نے خوب پیا۔ جب میں پیالہ واپس کرنے لگا تو آپ نے فرمایا۔ نہیں اور پیئو۔ میں نے پھر پیا۔ آپ نے فرمایا اور پی لو۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ اب تو میری انگلیوں سے بھی دودھ نکلنے لگا ہے۔ آپ نے پیالہ لے لیا اور باقی ماندہ دودھ خود پی لیا۔[1]"

یہ تھے وہ نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلّم جنہوں نے غریبوں کے ساتھ محبت اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کے لئے سعیِ مسلسل کی طرف اس دلربا انداز میں ترغیب دی کہ زر کے بہاؤ کا رُخ امیروں کی طرف سے غریبوں کی طرف ہو گیا اور صدقات و غنائم کی اس طرح تقسیم کی کہ اپنے گھر میں ایک درہم رکھنا بھی گوارا نہ تھا۔

"ایک دفعہ کچھ مال آیا۔ آپ نے غریبوں میں تقسیم کیا اور نماز پڑھنے مسجد

---

[1] مشکوٰۃ

Marfat.com

میں تشریف لے گئے۔ نماز ختم ہوئی تو آپ خلافِ معمول بڑی عجلت میں اُٹھے اور لوگوں کے کندھے پھلانگتے ہوئے گھر تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو دینار ہاتھ میں تھا وہ کسی مستحق کو دینے کے بعد بتایا یہ دینار گھر میں تھا نماز پڑھتے ہوئے مجھے یاد آیا تو میں اس خیال سے بے چین ہوگیا کہ اگر اس حال میں مجھے موت آگئی کہ لوگوں کا مال میرے گھر میں پڑا ہو تو خدا کو کیا جواب دُوں گا۔ اس لئے جلدی جلدی اُسے اٹھالایا اور مال حق دار کو پہنچا دیا۔[1]

صدقہ یعنی غریبوں کے مال کے متعلق احتیاط کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ صدقہ کی کچھ کھجوریں آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے لائی گئیں آپ کے نواسے جناب حسن رضی اللہ عنہ دو ڈھائی سال کے تھے اُنہوں نے ایک دانہ مُنہ میں رکھ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے منہ میں اُنگلی ڈال کر وہ دانہ نکال لیا اور فرمایا۔ "یہ خُدا کے غریب بندوں کا حق ہے صدقہ ہم پر حرام ہے"[2]

ہے صدقہ میل پھر اُس پاک تھرے کو روا کیوں ہو
کہ کھاتا ہے زمانہ جس کی آلِ پاک کا صدقہ

(اعلیٰحضرت بریلوی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے انقلاب بردوش پیغام کا اثر یہ ہوا کہ صرف چند سالوں کے بعد یہ حالت ہوگئی کہ لوگ زکوٰۃ لئے پھرتے تھے اور لینے والا نہیں ملتا تھا۔

یہ تو انسانوں کے محروم و مظلوم طبقات کی بات تھی۔ نبیِّ رحمت صلی اللہ علیہ وسلّم چونکہ رحمۃ للعالمین ہیں اِس لئے آپ کی رحمت جانوروں اور نباتات کو بھی محیط رہی۔ اہلِ عرب اپنی وحشت اور سنگدلی کے باعث جانوروں پر طرح طرح کے ستم ڈھاتے تھے۔ اپنی فیاضی کی دھاک بٹھانے کے لئے دو آدمی شرط باندھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور جانوروں کو اندھا دھند مار مار کر گراتے چلے جاتے تھے اور لوگوں کو کہا جاتا

---

[1] بخاری باب احب تعجیل الصدقہ [2] بخاری

Marfat.com

تھا تم انہیں کھاؤ جو تھک جاتا اُسے شکست ہو جاتی۔ ایک اور ظالمانہ رواج یہ بھی تھا کہ جب کوئی شخص مرجاتا تو اُس کی سواری کا جانور اُس کی قبر پہ باندھ دیا جاتا اور اُسے خوراک پانی نہ دیا جاتا حتیٰ کہ بھوک اور پیاس سے نڈھال ہو کر وہ مرجاتا۔ ایسے جانور کو بلیہ کہا جاتا تھا۔ ایک رواج یہ بھی تھا کہ جانور کو کسی چیز سے باندھ کر نشانہ لگاتے۔ نبیِّ رحمت تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان تمام صورتوں کو ختم کر دیا اور لوگوں میں جانوروں پر رحم کرنے کے جذبات بیدار کئے۔ آپ نے بے ضرورت کسی جانور کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ قرار دیا [1]

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

"کسی نے اگر چڑیا یا اُس سے چھوٹے جانور کو ناحق ذبح کیا تو خُدا اُس کے متعلق ضرور باز پُرس کرے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ۔ اس کا حق کیا ہے فرمایا یہی کہ اُسے ضرورت ہو اور وہ اُسے ذبح کر کے کھائے یہ نہیں کہ اس کا سر کاٹ کے پھینک دے [2]

اِس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس جانور کا گوشت کھایا نہیں جاتا اور وہ نقصان دہ درندہ بھی نہیں تو اس کا مارنا جائز نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

"جو شخص کسی چڑیا کو بلا ضرورت مارے گا وہ قیامت کے دن خدا کے ہاں فریاد کرے گی کہ فلاں شخص نے مجھے بے ضرورت قتل کیا۔ اُسے میری جان لینے سے کوئی فائدہ نہ تھا [3]"

گویا جو جانور اذیت رساں نہیں اور اُن کی جان لینے سے انسانوں کو کوئی فائدہ نہیں ان کا مارنا جائز نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے چیونٹی، شہد کی مکھی اور ہُدہُد کو مارنے سے بالخصوص منع کر دیا تھا [4]

---

[1] مستدرک حاکم [2] مشکوٰۃ کتاب الصید والذبائح [3] سنن نسائی کتاب الضحایا [4] مشکوٰۃ کتاب الصید والذبائح

Marfat.com

جو جانور ضرورتاً ذبح کئے جاتے ہیں اُن کے متعلق بھی یہ حکم ہے کہ انتہائی نرمی برتی جائے۔ اُنہیں اذیت دے کر ختم نہ کیا جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے:

"خدا کا حکم ہے کہ ہر چیز پر احسان کیا جائے اس لئے جب تم لوگ کسی جانور کو مارو تو اچھے طریقے سے مارو اور ذبح کرو تو احسن طریقہ سے ذبح کرو تم میں ہر شخص کی چھری تیز ہو تاکہ ذبیحہ کو آرام پہنچائے[1]"

ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ میں بکری کو ذبح کرنے لگوں تو مجھے اس پر رحم آجاتا ہے یا یوں کہا کہ مجھے اس پر رحم آتا ہے کہ بکری ذبح کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ اگر تم بکری پر رحم کرتے ہو تو خدا تم پر رحم کرے گا[2]"

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دانتوں سے کاٹ کر یا ناخن سے تراش کر ذبح کرنے سے بالکل منع فرما دیا کیونکہ اس طرح ذبیحہ انتہائی اذیت سے دوچار ہوتا ہے اِسی لئے آپ نے کنکر، پتھر یا غلیل چلانے کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا:

"اس سے نہ شکار ہو سکتا ہے نہ دشمن گر سکتا ہے ہاں دانت ٹوٹ سکتا ہے اور آنکھ پھوٹ سکتی ہے[3]"

جانوروں پر ظلم کی ہر صورت آپ نے ناجائز قرار دی۔ ایک دفعہ آپ صحابہ کے ساتھ کسی سفر کے پڑاؤ میں تھے۔ آپ ضرورت سے کہیں تشریف لے گئے واپس آئے تو دیکھا کہ چولہا ایک ایسی جگہ جل رہا ہے۔ جہاں زمین میں یا ساتھ کے درخت پر چیونٹیوں کا ٹھکانہ تھا۔ آپ نے پوچھا تو ایک صاحب نے کہا۔ یا رسول اللہ! میں نے چولہا جلایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا بجھاؤ بجھاؤ[4]"

---

[1] مسلم کتاب الصید والذبائح [2] مسند احمد بن حنبل [3] بخاری کتاب الذبائح والصید [4] مسند احمد بن حنبل۔

Marfat.com

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم جہاد کے کسی سفر پر جا رہے تھے راستے میں قیام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم رفع حاجت کے لئے گئے۔ کسی صحابی نے چڑیا کے دو بچے پکڑ لیئے۔ چڑیا بے قراری سے چیختی ہوئی اُس کے گرد منڈلا نے لگی۔ نبیِّ رحمت صلی اللہ علیہ وسلّم واپس آئے تو چڑیا کی آہ و زاری سُنی اور فرمایا۔ جس نے بھی اس کے بچے پکڑ کر اسے بے قرار کیا ہے اُسے چاہیئے کہ اس کے بچے چھوڑ دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے چیونٹیوں کا گھر بھی جلا دیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ آگ کی سزا دینا صرف خدا ہی کے لئے سزاوار ہے [1]

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

"ایک پیغمبر کسی درخت کے نیچے آرام کر رہے تھے کہ انہیں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا۔ اُنہوں نے اُٹھ کر اپنا سامان وہاں سے ہٹایا۔ پھر تمام چیونٹیوں کو آگ سے جلا دیا۔ اس پر خدا نے وحی کے ذریعہ انہیں تنبیہہ کی کہ صرف ایک ہی چیونٹی کو کیوں نہیں ہلاک کیا [2]

ایک دفعہ ایک عورت کا ذکر کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ "وہ صرف اس لئے مستحق عذاب ہوئی کہ اُس نے ایک بلّی کو پکڑ کر اُسے باندھ دیا تھا اور اُسے بھوکا پیاسا رکھا تھا۔ حتیٰ کہ وہ بندھی بندھی مر گئی [3]"

چونکہ لوگ دانستہ یا نادانستہ جانوروں کو ستاتے ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

"تم لوگ جانوروں کے ساتھ جو بدسلوکیاں روا رکھتے ہو اگر اللہ تمہیں معاف کر دے تو یہ سمجھ لو کہ اُس نے تمہارے بہت سے گناہ معاف کر دیئے [4]"

جانوروں کو باندھ کر نشانہ بنانے کا بدترین طریقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس طرح

---

[1] ترمذی باب ماجاء فی کراھتیہ اکل الصبورہ [2] مسند احمد بن حنبل [3] بخاری کتاب الانبیاء [4] مسند احمد بن حنبل

Marfat.com

ختم کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم تک اُس شخص کے پیچھے پڑ جاتے تھے جو ایسے فعل کا مرتکب ہوتا۔ ایک دفعہ ایک لڑکا ایک مرغی کو باندھ کر نشانہ بنا رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مرغی کو کھول دیا اور مرغی کے ساتھ اُس لڑکے کو لے کر اُس کے گھر آئے اور گھر والوں کو بُلا کر کہا۔ لڑکے کو سمجھا دو کہ وہ ایسی حرکتوں سے باز آئے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس طرح سے جان دار کو نشانہ بنانے کی ممانعت فرمائی ہے[1]

صرف جانوروں ہی سے نہیں نبیِّ رحمت نے تو روئیدگی اور نباتات کی صحیح پرورش اور خدمت کو باعثِ ثواب کہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے جو مسلمان درخت نصب کرتا ہے یا کھیتی باڑی کرتا ہے اور اُس کو پرندے، انسان یا چوپائے کھاتے ہیں تو یہ بھی صدقہ ہے اور ثواب کا موجب ہے[2]

یہاں سے واضح ہو گیا کہ یہ جو آج دُنیا کے ہر ملک میں محکمہ انسداد بے رحمیٔ حیوانات اور تحفظ جنگلات کام کر رہے ہیں یہ اُسی نبیِّ رحمت کے ساز صدا آہنگ کی صدائے بازگشت ہیں۔

نبیِّ رحمت صلی اللہ علیہ وسلّم ایک انتہائی تفصیل طلب موضوع ہے۔ مَیں نے مختصراً محض چند اشارات پر اکتفا کیا ہے ویسے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی زندگی کا ہر لمحہ عالمِ انسانیت کے لئے آیۂ رحمت تھا اور ان تفاصیل کے لئے دفتر بے پایاں درکار ہے۔ ؎

سفینہ چاہیئے اس بحرِ بیکراں کے لئے

---

[1] ترمذی باب ماجاء فی کراھتہ اکل الصبورہ [2] بخاری ابواب الحرث والمزارعۃ

Marfat.com

Marfat.com

باب دوم

مکمل زندگی، مکمل نمونہ

Marfat.com

Marfat.com

مکمل زندگی، مکمل نمونہ

اِس میں کوئی شک نہیں کہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ بے پناہ معجزاتِ تخلیق کا مظہر ہے۔ فطرت کا ہر منظر اپنے خالق کی ندرت کاری کا عظیم ترین ثبوت ہے مگر یہ بھی ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ ذرّے سے سورج تک، بیج سے پھولوں تک، معمولی جرثومۂ حیات سے ہاتھی جیسے جانور تک ہمیں ہر چیز میں کسی ناتمامی اور عدمِ تکمیل کا احساس ہوتا ہے چاند کی چاندنی ہمیں بہت ہی دلفریب اور لطیف محسوس ہوتی ہے مگر جب یہ خیال آتا ہے کہ اس کا نور سارے کا سارا رہینِ وجودِ غیر ہے اور خود چاند تو لق و دق صحراؤں اور بے آب و گیاہ چٹیل چٹانوں کا مجموعہ ہے تو ہمیں اس کی چاندنی تکلف کا پھیکا اور بے رنگ غازہ معلوم ہونے لگتی ہے۔ سورج کی روشنی اس کے وجود کا اپنا کرشمہ ہے مگر اس کی جھلسا دینے والی حرارت کا خیال آتا ہے تو سارا لطف نظارہ غارت ہو جاتا ہے۔ عالمِ نباتات میں گلاب کی سحر آفرینیاں بڑی بھلی معلوم ہوتی ہیں مگر اس کے ساتھ کانٹے دیکھ کر اپنی انگلیوں کی نزاکت پر رحم آجاتا ہے اسی طرح دنیائے حیوانات کی ہر چیز میں کوئی نہ کوئی کمی شدت سے محسوس ہوتی ہے اور ہم یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ ؎

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید　　کہ آرہی ہے دمادم صدائے کُن فیکون

کائناتِ انسانیت کا بھی یہی حال ہے ہم تاریخ کی ورق گردانی کرتے ہیں تو ہمیں بڑے بڑے سورماؤں اور دلیروں کے تاجور سر نظر آتے ہیں مگر ان کے دامنوں پر انسانی خون کے بے شمار داغ دیکھ کر اُن کی درندگی کا احساس ڈسنے لگتا ہے اور ہم کراہت

Marfat.com

سے منہ پھیر لیتے ہیں ہم بڑے بڑے فاتحین کے کارنامے پڑھتے ہیں اور عقیدت سے سر جھکانے پر آمادہ ہوتے ہیں کہ دفعتہً ہماری نگاہوں میں انسانوں کے سر سے بنے ہوئے مینار گھوم جاتے ہیں جو ان لوگوں نے اپنی عظمتوں کی یادگار کے طور پر کھڑے کئے تھے اور ہم نفرت سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ ہمیں بڑے بڑے شاہان و ملوک نظر آتے ہیں جو زمین کے وسیع رقبوں پر اپنی سطوت کی دھاک بٹھا چکے تھے مگر جب ہم ان کے شاہی تخت پر نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ اُنھوں نے اپنے جبروت کی مسندیں انسانی گردنوں پر بچھا رکھی ہیں تو ہم کانپ اُٹھتے ہیں ہم ادھر سے نظر ہٹا کر عظیم قانون سازوں کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمیں یاد آجاتا ہے کہ ان لوگوں نے تمام قوانین بالا دست قوموں کو تحفظ کے لئے بنائے تھے۔ پھر ان کی بنائی ہوئی عدالتوں میں ہمیں ایسے جج نظر آتے ہیں جنھوں نے میدانِ جنگ کے بعد سب سے بڑی ناانصافیاں کی تھیں، ہمیں حاللدنِ جبہ و دستار نظر آتے ہیں جو اپنی جہالت پر علم کے خول چڑھا کر اہلِ علم و صدق کو زندگی سے محروم کر دیتے تھے غرضیکہ انسان چاہے بڑا ہو یا چھوٹا۔ اس میں ہمیں کسی چیز کی کمی کا ضرور احساس ہوتا ہے۔ کوئی بہادر ہے تو اس کے سینے میں شفقت بھرا دل نہیں کوئی حاکم ہے تو اس میں حلم و بردباری کی کمی ہے۔ کوئی بادشاہ ہے تو اس میں عجز و انکسار نہیں کوئی زیادہ زاہد ہے تو لطافتِ طبعی نہیں۔ آخر ہماری نظر اس ذات کی طرف اُٹھتی ہے جسے خدا نے شاہکار کے طور پر پیش کیا اُس کی ذات ہمیں ہر طرح سے کامل نظر آتی ہے وہ ہر لحاظ سے دنیا بھر کی خوبیوں کا پیکرِ مجسم ہے یوں تو ہر نبی اللہ کی تخلیق کا اعجاز ہے مگر ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ کوئی خاص وصف ہی ہر ایک کا طرۂ امتیاز رہا ہے مگر یہاں تو سارے کے سارے اوصاف اپنی پوری جولانیوں سے نور افشانیاں کر رہے ہیں۔ اس میں ثابتِ آدم، حوصلۂ تبلیغِ نوح، سلامتیٔ قلبِ خلیل، جذبۂ اطاعت اسمٰعیل، انتہائے پرہیزگاریٔ اسحاق، دردِ عشقِ یعقوب، صبر و بردباریٔ ایوب، حسنِ صورت و سیرتِ یوسف، کمال و راستیٔ ادریس، جوشِ صداقتِ ضربِ کلیم، ثبات و استقامتِ ہارون، خلوص و ایثارِ لوط، علم و حلم زکریا، انسان دوستیٔ عیسیٰ اور عروجِ فراستِ یحییٰ علیہم السلام بھی موجود ہے ؎

Marfat.com

حُسنِ یُوسف دمِ عیسٰی یدِ بیضا داری　　آنچہ خُوباں ہمہ دارند تُو تنہا داری

یہ ایک ذات ہے جس کا اِسم گرامی، انسانیت کے ہر دُکھ کا علاج ہے اِسی کے دروازے پر آکر انسان کی زخم آلودہ روح کو سکون کا مرہم دستیاب ہوتا ہے اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے ؎

منزل ملی مقام ملا مدعا ملا　　سب کچھ مجھے ملا جو ترا نقشِ پا ملا

اس انسانِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ بوقلموں کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں نظر کو تشنگی محسوس ہو۔ اس کی شخصیت اتنی ہزار پہلو ہے کہ اُس کی سیرت پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں اور کسی شخص پر اُن کا عشرِ عشیر بھی نہیں لکھا گیا۔ مگر پھر بھی لکھنے والے اعتراف کر رہے ہیں کہ ابھی اُس کا ایک پہلو بھی پوری طرح نمایاں نہیں کیا جا سکا۔ بچپن سے لے کر وصال تک کوئی فعل بھی ایسا نہیں جس پر سخت سے سخت دشمن بھی انگلی رکھ سکا ہو۔ بچپن، اس ایام میں گزارتا ہے کہ اگرچہ حلیمہ سعدیہ کی حیثیت دایہ کی ہے مگر ماں کی طرح اُس کا احترام کرتے ہیں اُس کے بچوں کے ساتھ بکریاں چراتے ہیں اور ہر کام میں بھائیوں کی طرح ہاتھ بٹاتے ہیں کہیں کوئی ناشائستہ فعل نہیں۔ کسی سے کوئی جھگڑا نہیں اور جب بچپن کے بعد لڑکپن آتا ہے تو زندگی میں سنجیدگی اور بڑھ جاتی ہے۔ ابوطالب کے گھر قیام ہے مگر بجائے لہو و لعب میں مشغول ہونے کے اونٹوں کی حفاظت ہو رہی ہے اور ایک رات ساتھ کے لڑکے ضد کر کے کھیل تماشے پر شہر لے جاتے ہیں مگر کھیل کُود سے بے نیاز ہو کر وہیں سو جاتے ہیں اور جب کھیل ختم ہوتا ہے تو گھر چلے آتے ہیں۔ لڑکپن کے بعد شباب آتا ہے یہ ایسا عہد ہے کہ بڑے بڑے آدمی جذبات کی رو میں بہ کر عفت قلب و نظر کے تصوّر کو مذاق سمجھ بیٹھتے ہیں۔ مگر اس قیامت خیز عہد نے بھی انہیں راستے سے نہیں بھٹکایا۔ یہ نہیں کہ مردانہ حسن و وجاہت نہ ہو۔

جمال کا یہ عالم ہے ؎

رنگ خوشبو، چاند تارے، کرن پھول شبنم شفق، آبجو، چاندنی
تیرے معصوم پیکر کی تخلیق میں حُسنِ فطرت کی ہر چیز کام آ گئی

Marfat.com

ام معبد نے جن الفاظ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے جمال کا نقشہ کھینچا ہے اس پر شعر و ادب کی ہزار رعنائیاں قربان کی جا سکتی ہیں:

"پاکیزہ رُخ، زیبا رُو، پسندیدہ خُو، صاحبِ جمال، آنکھیں سیاہ اور فراخ، بال لمبے اور گھنے، آواز میں مردانہ بھاری پن، روشن مردمک، سرگیں چشم، باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھونگریالے بال، خاموش وقار کے ساتھ گویا دبستگی کا تمام سامان لئے ہوئے۔ دُور سے دیکھتے تو زیبندہ و دلفریب، قریب سے نہایت شیریں کلام، خوبصورت، الفاظ کی کمی بیشی سے مبرّا گفتگو جیسے سلک مروارید، میانہ قد کہ نہ کوتاہی سے حقیر نظر آئے نہ طوالت کہ آنکھ اُس سے نفرت کرے۔ دلکش نہال کی تازہ شاخ زیبندہ نظر غرضیکہ ہر لحاظ سے دلآویز۔"

یہ ہے ایک انسانِ کامل کی تصویر جس پر قدرت نے تمام جلال آفرینیاں ختم کر دی تھیں ؎

آب و گل میں مدتوں آرائشیں ہوتی رہیں تب کہیں اِک آدمی کونین کا حاصل بنا

اِدھر شباب کی یہ قیامت خیز دلآویزیاں ہیں اور اِدھر ماحول ایسا ہے کہ شرم و حیا نام کو نہیں۔ الھڑ جوانیاں قوم پر دعوتِ نظارہ دے رہی ہیں۔ عکاظ کا میلہ لگتا ہے اور حالت یہ ہوتی ہے کہ ؎

ساقی بجلوہ دشمن ایمان و آگہی مطرب بہ نغمہ رہزن تمکین و ہوش ہے

نیم عریاں عورتوں کے لچکتے بدن رقص میں لہرا لہرا کر بکھر رہے ہیں۔ مرد غرقِ دریائے صہبا ہیں اور جنس کے کھیل پورے عروج پر ہیں مگر یہ نوجوان ہے جسے ان مناظر سے قطعاً کوئی دلچسپی نہیں وہ ان مشاغل کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ ادھر عکاظ میں بہکتی راتوں کی بدمست جوانی کمال کو پہنچتی ہے ادھر وہ غارِ حرا کی تنہائیوں میں عالمِ استغراق میں غور و فکر کر رہا ہے کہ اس دنیا کا خالق کون ہے؟ وہ بالکل اجنبیوں کی طرح وقت کاٹ رہا ہے ؎

Marfat.com

دریں میخانہ اے ساقی ندارم محرمے دیگر کہ من شاید نخستیں آدمم از عالمے دیگر

اس طرح اس کا کردار دنیا بھر کے نوجوانوں کے لئے تقدّس کی عدیم النظیر مثال بن جاتا ہے۔ پچیس ۲۵ سال کی پُرشباب عمر میں ایک چالیس سالہ بیوہ عورت سے شادی کر لیتا ہے پھر پختگیٔ عمر اور کہولت کا دور آتا ہے مگر مزاج میں کوئی فرق نہیں آتا۔ معصومی، پاکیزگی اور تقدّس اب بھی اس کی سیرت کا طرۂ امتیاز ہے یہ تو تھے اُس کی عمر کے مختلف ادوار اب ذرا اس کی اجتماعی اور معاشرتی زندگی کی کتاب پر نظر ڈالیے۔

سرورِ عالم بحیثیتِ تاجر

اگر کوئی تاجر ہے تو اُس کے لئے بھی انسانِ کامل کی سیرت مکمل رہنمائی کرتی ہے۔ نبوت سے پیشتر آپ صلی اللہ علیہ وسلّم بڑے عرصہ تک تجارت کرتے رہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم سے زیادہ دیانت دار تاجر اور کوئی نہیں تھا۔ معاملات میں اس قدر کھرے تھے کہ اگر لاعلمی میں سودا ہو گیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کو معلوم ہوا کہ مال میں کوئی نقص تھا تو خریدار کو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے جب تک آگاہ نہ کیا اور اُس کے پیسے واپس نہ کیے آپ کو چین نہ آیا۔ صدق و دیانت کی اعلیٰ صفت کو دیکھ کر ہی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلّم سے نکاح کی خواہش مند ہوئی تھیں۔

بحیثیت مزکّی و مربّی

تزکیۂ قلوب کے سلسلہ میں تاریخ میں مختلف کردار سامنے آتے ہیں۔ جناب خلیل علیہ السلام نے روح کے تزکیہ کے لئے عملاً درسِ توحید دے کر انسان کو خدائے واحد کی بارگاہ میں جھکانے کی کوشش کی۔ جناب کلیم علیہ السلام نے قولی لین سے تزکیہ و خشیت کا درس دیا۔ جناب مسیح علیہ السلام نے مختلف امراض انسان کا علاج کر کے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر کے ان کے نفوس کی تطہیر کی کوشش کی۔ جناب ختمی المرتبت کی اس میدان میں بھی شان الگ ہے اُنہوں نے اپنے عمل سے پیروکاروں میں زہد، صبر، توکل، تسلیم، رضا، قناعت، فقر اور ریاضت مسلسل کی صفاتِ عظمیٰ پیدا کیں اور نفوس کو ایسی پاکیزگی عطا کی کہ اُن کے صحابہ جیسے مثالی لوگ اور کہیں نہیں ملتے۔ اس بارگاہِ فیض سے صدیق، فاروق، عثمان و علی، صہیب و

Marfat.com

بلال رضی اللہ عنہم جیسے تابندہ کرداروں نے جنم لیا اور دنیا آج تک حیران ہے کہ اس مربیؐ نے چند ہی سالوں میں کس طرح پورے جزیرۂ عرب کے ذہنوں کو بدل کر رکھ دیا۔

بحیثیت داعیٔ انقلاب

ایک داعیٔ انقلاب کے لئے سب سے پہلی چیز اپنے نظریہ سے عشق اور لگن ہوتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ مکہ کا یہ داعیٔ انقلاب اپنے نظریہ سے اس قدر مخلص ہے کہ اُسے دنیاوی دولت کی لالچ دی جاتی ہے۔ جنسی تسکین کے لیئے حسین ترین عورت کی تحریص کی جاتی ہے جذبۂ حصولِ جاہ کی تسلّی کے لئے تختِ سلطنت تک کی پیشکش کی جاتی ہے مگر یہ داعیٔ انقلاب ہے کہ اپنے نظریہؐ کو چھوڑنے پر کسی طرح آمادہ نہیں اور واضح اعلان کرتا ہے کہ "اگر تم لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور ایک پر چاند لاکر رکھ دو تب بھی میں اس راہ سے ایک انچ ہٹنے پر بھی آمادہ نہیں۔" پھر اس کے جواب میں وہی لوگ جو اسے عزت و تکریم کے عرش پر بٹھاتے تھے۔ اُس کی توہین کرتے ہیں اُس کی راہوں میں کانٹے بچھائے جاتے ہیں وہ جس گلی سے گزرتا ہے چھتوں سے اُس پر کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا ہے اُسے طرح طرح کے مصائب سے دوچار کیا جاتا ہے۔ معاشرتی بائیکاٹ ہوتا ہے اور بائیکاٹ اتنا شدید کہ برسوں تک اُسے پانی اور پتوں کے سوا کوئی غذائے حیات دستیاب نہیں ہوتی مگر اُسے اپنے نظریہ سے اتنا عشق ہے کہ اُس کے پائے ثبات میں ذرا بھی لغزش نہیں آتی۔ وہ کسی شعلۂ جوالہ کی طرح جذباتی انداز میں معاشرہ سے ٹکرا کر فنا ہو جانے کی بجائے صحیح انقلابی کی طرح بڑے حسین اور دھیمے انداز میں انقلاب کی راہیں ہموار کرتا ہے۔ بڑے پُرسکون انداز میں معاشرہ کی نظروں سے چھپ کر اپنے ساتھیوں کی تعلیم و تربیت کرتا رہتا ہے اور اپنی جماعت کی تعداد مسلسل بڑھاتا رہتا ہے۔ لوگوں میں بے صبری ہے وہ شدّت سے منتظر ہیں کہ جلد ہی انہیں اپنے ایمان کے ثمرات حاصل ہوں۔ مگر اُس کی نگاہ بڑی دُور رس ہے وہ جانتا ہے کہ انقلاب ایک طویل پتہ ماری کا کام ہے وہ ماحول پر کسی بیرونی اور خارجی قوت کے ذریعے انقلاب ٹھونسنے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ پہلے لوگوں کے ذہن بدلتا ہے اور داخلی انقلاب پر زور دیتا ہے جو بالآخر اتنے بڑے خارجی انقلاب پر

Marfat.com

منتج ہوتا ہے کہ لوگوں کی پوری زندگیاں اس طرح بدل جاتی ہیں کہ صرف قیادت میں ہی نہیں پورے معاشرتی ڈھانچے میں انقلاب آجاتا ہے۔ حکومت بدلتی ہے۔ قوانین بدلتے ہیں۔ معاشرتی رسم ورواج بدلتے ہیں غرضیکہ پورا معاشرہ اپنے معمولی اجزا سمیت بدل کر رہ جاتا ہے۔ اتنا بڑا انقلاب تاریخ نے کبھی کہیں نہیں دیکھا۔ داعیٔ انقلاب کی وسعتِ ظرف اور بلندیٔ نظر کا یہ عالم ہے کہ کہیں بھی انتقام کا شائبہ نظر نہیں آتا وہ اپنے نظریہ کی توسیع کے لئے کٹر دشمنوں کو معاف کر دیتا ہے اور گالیاں کھا کر دعائیں دیتا ہوا آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ جنگیں بھی ہوتی ہیں اور معاہدات صلح وآشتی بھی مگر کہیں بھی اصولوں پر آنچ نہیں آنے پاتی اور آخر تاریخ کی سٹیج پر دنیا کا عظیم ترین انقلاب رونما ہوتا ہے ؎

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی — عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اِک لگن دل میں سب کے لگا دی — اِک آواز میں سوتی بستی جگا دی

پڑا ہر طرف غُل یہ پیغامِ حق سے
کہ گونج اُٹھے دشت وجبل نامِ حق سے

بحیثیت مقنّن سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے بحیثیت مقنّن جو نظام قانون عطا فرمایا اس میں اتنی ہمہ گیری ہے کہ اپنی ذات کے ساتھ تعلق، اپنے گھر کے افراد سے تعلق، ہمسایوں کے ساتھ تعلق، محلے، شہر، ملک اور پُوری اُمت کے ساتھ تعلق، غیر مسلم افراد کے ساتھ تعلق اور اہلِ کتاب کے ساتھ تعلق کے ہر زاویہ کو پیشِ نظر رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے متعلق بحیثیت مقنّن اظہارِ خیال کرتے ہوئے ہمیں دو پہلوؤں کو سامنے رکھنا ہوگا۔ ایک مقنّن بحیثیت قانون ساز اور دوسرے مقنّن بحیثیت شارح ومبصرِ قانون۔ قرآن دونوں حیثیتوں کو کتاب وحکمت کی جامع اصطلاحات سے واضح کرتا ہے۔ اصلی احکام یا دستوری قوانین سازی خُدا کا کام ہے اسے کتاب کہا جاتا ہے اور پھر اس دستور پر دیگر جزئیات مرتب کرنا رسول کا کام ہے یہ حکمت ہے بحیثیت قانون ساز آپ نے جو عظیم قانون دنیا کے سپرد کیا ہے وہ پوری معاشرتی

Marfat.com

زندگی کو محیط ہے قانون کے تمام شعبوں میں بنیادی رہنمائی آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سنت میں محفوظ ہے مثلاً :

۱ - فوجداری قانون ——— اس میں چوری، جنسی بدکاری، قتل، ڈکیتی وغیرہ تمام معاملات میں جامع رہنمائی ہے۔

۲ - دیوانی قانون ——— قانون معاہدہ، قانون انتقال جائداد، قانون تجارت، شراکت، قرضہ وغیرہ تمام معاملات کو احاطہ میں لیا گیا ہے۔

۳ - عائلی قوانین ——— اس میں ازدواجی رشتوں کے لئے ایک متوازن نظام مرتب کیا گیا ہے۔

۴ - بین الاقوامی قانون ——— اس میں قوانین جنگ وصلح، غیر مسلم اقوام کے ساتھ تعلقات دارالاسلام میں آباد غیر مسلموں کے حقوق بھی کچھ اس میں طے کر دیا گیا ہے۔

حیرت ہوتی ہے کہ عرب جیسے جہالت زدہ ملک کے ایک امی شہری کو ایسی حکمت بالغہ کیسے نصیب ہوگئی کہ آج کے تعلیم یافتہ دَور میں بھی ماہرین قانون انہی بنیادوں پر اپنے قوانین مرتب کرنے کے لئے مجبور ہیں۔

ع — یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے

قانون پر عمل پیرا شہری کی حیثیت

عام طور پر قانون ساز اپنے آپ کو قوانین سے بالاتر سمجھتے ہیں اور اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے بنائے ہوئے قوانین پر خود کس سختی سے عمل پیرا ہیں۔ جنگِ بدر کے اسیروں میں آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ بھی ہیں تمام قیدی رسیوں سے جکڑے ہوئے ایک کمرے میں پڑے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم اپنی مجلس شوریٰ کے ساتھ دوسرے کمرے میں بیٹھے ہوئے ہیں اور اسیرانِ جنگ کے متعلق فیصلہ کرنے کے سلسلہ میں مشورہ ہو رہا ہے۔ اسیرانِ جنگ کراہ رہے ہیں اور ہر بار جب چچا عباس رضی اللہ عنہ کی کراہ سنائی دیتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے دِل میں جذبات کا حشر بپا ہو جاتا ہے اور چہرۂ انور پر کرب کے اثرات نمایاں ہونے لگتے ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلّم زبان مبارک

Marfat.com

سے کچھ نہیں فرماتے۔ایک صحابی کو احساس ہوتا ہے اور وہ جا کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی رسیاں ڈھیلی کر دیتا ہے اب اُن کی کراہیں سنائی نہیں دیتیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم وجہ پوچھتے ہیں عرض کیا جاتا ہے کہ آپ کے چہرے سے آپ کے داخلی جذبات کا درد آمیز اظہار ہو رہا تھا اس لئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی رسیاں ڈھیلی کر دی گئیں۔ فرمایا بالکل غلط بات ہے قانون کی نظر میں سب مساوی ہیں یا تو سب کی رسیاں ڈھیلی کر دی جائیں یا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی رسیاں بھی پہلے کی طرح کس دی جائیں۔

اسی مجلس میں اسیرانِ جنگ کے متعلق فیصلہ ہوا کہ فدیہ لے کر اسیروں کو رہا کر دیا جائے۔ فدیہ کا سامان آیا تو اس میں کانچ کا ایک ہار بھی تھا یہ ہار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا تھا جو مکہ میں تھیں جن کے خاوند ابن عاص اُس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور اسیرانِ جنگ میں شامل تھے۔بیوی نے اپنے خاوند کی رہائی کے لئے دیگر چیزوں کے ساتھ یہ ہار بھی بھیجا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہار دیکھا تو پرانی یادیں ذہن میں لہرا گئیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سبب پوچھا تو آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے یہ ہار میری بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہے جو اس نے بیٹی کو شادی کے تحفہ کے طور پر دیا تھا۔ بس یونہی مرحومہ یاد آ گئیں یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔عرض کیا گیا آپ غمزدہ کیوں ہوتے ہیں یہ ہار انہیں واپس کر دیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔میں اس مسئلہ میں شوریٰ کے فیصلہ کا پابند ہوں۔

بحیثیت منصف

انبیاء کی بعثت کے مقاصد کی وضاحت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ج (الحدید۔۲۵)

ترجمہ: بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور عدل کی ترازو اتاری کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کہلوایا ہے:

Marfat.com

وَ اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ ط (الشوریٰ - ۱۵)

ترجمہ: اور مجھے حکم ہے کہ میں تم میں انصاف کروں۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے کسی شخص سے کھجوریں بطور قرض لیں۔ چند روز کے بعد وہ کھجوریں واپس لینے آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک انصاری کو حکم دیا کہ اس کا قرض واپس کر دیا جائے انصاری کو جو کھجوریں مل سکیں وہ اتنی عمدہ نہ تھیں جیسی قرض لی گئی تھیں قرض خواہ نے لینے سے انکار کر دیا۔ انصاری نے کہا۔ "تم رسولِ خُدا سے وہ کھجوریں لینے سے انکار کرتے ہو جو وہ تمہیں دے رہے ہیں۔" اُس نے کہا۔ ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم عدل نہیں کریں گے تو کون کرے گا۔ جب اُس شخص کی یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلّم تک پہنچی تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ "وہ شخص سچ کہتا ہے۔"

اسی طرح شرفائے قریش کی ایک عورت فاطمہ چوری کے جرم میں گرفتار ہو گئی۔ جرم ثابت ہو گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا۔ لوگوں کو اندیشہ ہوا کہ اس معزز عورت کا ہاتھ اگر کاٹ دیا گیا تو ہو سکتا ہے پُورا قبیلہ ہی اسلام سے روگرداں ہو جائے اس لئے انہوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے سفارش کروائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"تم سے پہلی اُمتیں اِسی لیے تباہ ہوئیں کہ اگر کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تو سزا سے بچ جاتا لیکن چھوٹے آدمی کو سزا دی جاتی۔ خُدا کی قسم۔ جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو میں اُس کا ہاتھ کاٹ دوں گا۔"

اس سے واضح ہے کہ ایک تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کسی کو قانون و انصاف سے بالاتر نہیں سمجھتے تھے۔ دوسرے انصاف کے معاملہ میں کسی مصلحت کا لحاظ نہیں کرتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ غیروں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بے نظیر انصاف کی تعریف کی۔ ایچ۔ اے آرگب اپنی شہرۂ آفاق کتاب "محمد ازم" میں لکھتا ہے:

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم نے مقدمات کو اتنے منصفانہ طریقہ سے

Marfat.com

بٹایا کہ قانون کا احترام اس معاشرہ میں قائم ہوگیا جہاں پہلے صرف تلوار کی بالادستی کو تسلیم کیا جاتا تھا۔"

ڈبلیو منٹگمری واٹ "محمد ایٹ مکہ" میں لکھتا ہے!

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس نبوّت سے پہلے بھی مقدمات پیش ہوتے رہے اور ان میں آپ کے منصفانہ فیصلے اس امر کی دلیل ہیں کہ آپ خُدائی منصف تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کا فیصلہ ایسا منصفانہ ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے مخالفین بھی داد دینے پر مجبور تھے اور وہ یک زبان ہوکر پکار اٹھے یہ امین ہے یہ صادق ہے ہاں ہاں یہ منصف ہمیں منظور ہے کیونکہ یہ سچا اور دیانت دار منصف ہے دراصل یہ وہ نہیں کہہ رہے تھے بلکہ بائبل کے اوراق اس کی شہادت دے رہے تھے وہ امین وصادق کہلاتا ہے اور اس کا ایک نام لکھا ہے جسے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔" (مکاشفہ یوحنا باب ۱۲ - ۱۱)

بحیثیت سپہ سالار

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم ایک بے مثال سپاہی اور بہادر سپہ سالار کی حیثیت سے بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ میدانِ جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلّم ہر حال میں سینہ سپر رہتے تھے اور نازک لمحوں میں بڑے بڑے بہادر مجاہد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے سائے میں پناہ لیتے تھے آپ ہمیشہ میدانِ جنگ میں اوّل سے آخر تک موجود رہتے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم جنگی تدابیر میں بے مثال حُسنِ تدبر سے کام لیتے۔ جنگِ اُحد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے جس درہ پر صحابہ تعینات کئے وہ آپ کی جنگی فراست کی شاندار مثال ہے جب مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی حکم عدولی کرتے ہوئے اُس درے کو بے حفاظت چھوڑ کر آگئے تو فتح شکست میں بدل گئی۔ مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑ گئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے پورے استقلال سے مقابلہ کیا۔ زخمی بھی ہوئے مگر اپنی جگہ ڈٹے رہے یہ چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی شجاعت کا حسین ثبوت ہے۔

Marfat.com

نظریۂ جنگ میں انقلاب

دُنیا اُس وقت تک جن نظریات جنگ سے آشنا تھی وہ تھے انتقامی جنگ، مدافعانہ جنگ یا ہوسِ ملک گیری کے لئے فاتحانہ جنگ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے ان نظریات میں انقلاب انگیز تغیر کیا مال وزر کے حصول یا ہوسِ ملک گیری کے لیئے جنگ کو یک قلم منسوخ کر دیا۔ آپ نے مصلحانہ جنگ اور مدافعانہ جنگ کو جائز رکھا اور دُنیا کو بتایا کہ انسانی جانیں مال وزر سے زیادہ قیمتی ہیں۔ ہاں اگر وہ فساد فی الارض کا باعث ہوں تو بہتر مقاصد کی خاطر انہیں راہ سے ہٹانا ناگزیر ہے۔

پھر یہ بھی کہ دنیا تو آج تک یہ کہتی چلی آئی ہے کہ "جنگ اور محبت میں سب کچھ جائز ہے۔" مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے فرمایا کہ نہیں جنگ میں بھی انصاف کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیئے اور جائز و ناجائز کی مستقل قدروں کو پامال نہ کیا جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلمؐ کی ہدایات ہمیشہ یہ رہیں:

خُدا کی راہ میں خُدا ہی کی خاطر لڑنا، خیانت و بدعہدی نہ کرنا، دشمن کو لنگڑا لُولا نہ کرنا' کسی بچے، کسی عورت پر ہاتھ نہ اٹھانا، لاشوں کا بھی احترام کرنا اور اُن کا مثلہ نہ کرنا، مفتوحین کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرنا۔

جو لوگ یہ کہتے نہیں تھکتے کہ اسلام بزورِ شمشیر پھیلا اور مسلمانوں کی تاریخ سے خون کی بُو آتی ہے اُنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلمؐ کی ان ہدایات پر غور کرنا چاہیئے اور یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلمؐ کی ۲۳ برس کی نبوی زندگی میں جتنی جنگیں ہوئیں اُن میں طرفین کے جانی نقصان کی تعداد ہزار بارہ سو سے زیادہ نہیں ہے۔ انقلابات کی تاریخ اگر آپ کے پیشِ نظر ہے تو آپ کو تسلیم کرنا ہوگا کہ یہ انقلاب غیر خونی انقلاب کہے جانے کا مستحق ہے۔

آزادیٔ رائے کے پہلے پیامبر کی حیثیت سے

آج کی دُنیا عملی طور پر نہ سہی زبانی طور پر یہ تسلیم کرتی ہے کہ انسان کے بنیادی حقوق میں سب سے بڑا حق آزادیٔ رائے ہے مگر جس وقت

Marfat.com

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلمؐ، حجاز میں اسلام کی تحریک چلا رہے تھے اُس وقت اس کا تصوّر بھی ناممکن تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے چند ہی سالوں میں نہ صرف اسے ممکن کر دکھایا بلکہ اس پر عمل کر کے تاریخ کو انگشت بدندان کر دیا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ ایک غلام کے لڑکے تھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں اپنی شادی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلمؐ کو دے دیا تھا آپ نے اُن پر پہلا احسان یہ کیا کہ انہیں آزاد کر دیا دوسرا احسان یہ کہ انہیں مُنہ بولا بیٹا بنا لیا۔ تیسرا اور سب سے بڑا احسان یہ کہ اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب ان کے نکاح میں دے دی۔ نسل و نسب کے فرق و امتیاز کے قائل لوگوں نے اُس وقت بھی کہا کہ اس شخص نے ہمارے نسلی تفاخر کو مٹی میں ملا دیا۔ کہاں قریش اور پھر قریش میں سے بھی ہاشمی خاندان کی ایک معزز خاتون اور کہاں ایک غلام، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلمؐ تو اسی نسلی تفاخر کو مٹانا چاہتے تھے۔ اب اتفاق یہ ہوا کہ میاں بیوی کی آپس میں نبھ نہ سکی اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دینے کا فیصلہ کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلمؐ کو علم ہوا تو پریشان خاطر ہوئے اور زید رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے یہ مدنی زندگی کا واقعہ ہے اور اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلمؐ ایک بہت بڑی سلطنت کے فرمانروا تھے۔ زید رضی اللہ عنہ کو جا کر فرمایا "زید زینب کو طلاق نہ دو" زید رضی عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ یہ آپ کی ذاتی رائے ہے یا اللہ کا فرمان" آپ نے فرمایا۔ "نہیں یہ میری ذاتی رائے ہے" زید رضی اللہ عنہ نے کہا۔ "پھر میں اپنے ذاتی معاملات کو بہتر سمجھتا ہوں" اور انہوں نے آزادیٔ رائے کا وہی حق استعمال کرتے ہوئے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلمؐ ہی کے توسط سے انسانوں کو عطا ہوا تھا اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور ایک حکمران کی حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلمؐ اس پر ناراض نہ ہوئے بلکہ اس کے اکرام و اعزاز میں برابر اضافہ ہوتا رہا۔

آزادیٔ رائے کے سلسلہ میں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلمؐ ہی کا پیدا کردہ شعور تھا۔ جس کے باعث ایک عام آدمی عین عالم خطبہ میں امیر المومنین کو ٹوک کہتا ہے ہم آپ

Marfat.com

کی بات نہیں سُنیں گے اور نہ ہی اطاعت کریں گے کیونکہ مالِ غنیمت میں جو کپڑا سب مسلمانوں کو ملا ہے وہ تھوڑا تھا اس سے آپ کا کُرتہ نہیں بن سکتا تھا۔ مگر آپ نے اسی کا کُرتہ پہن رکھا ہے اس کا مطلب ہے کہ آپ نے دوسرے مسلمانوں سے زیادہ حصہ لیا ہے اور جب تک اُن کے فرزند یہ نہیں کہتے کہ اُنہوں نے اپنے حصے کا کپڑا باپ کو دے دیا تھا اُس وقت تک امیر المؤمنین کی بات سننے پر کوئی آمادہ نہیں۔ یہی آزادیٔ رائے تھی جس کی وجہ سے ایک بڑھیا امیر المؤمنین کا دامن تھام لیتی تھی اور اپنے حق کا مطالبہ کرتی تھی۔

علمبردارِ مساوات کی حیثیت سے

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم سے پیشتر عرب میں انسان اور انسان کے درمیان بہت سی دیواریں حائل تھیں۔ سب سے بڑی رکاوٹ تو نسلی تفاخر تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے سب سے پہلی ضرب اسی بُت پر لگائی اور اہلِ عرب تلملا اُٹھے۔ ابوجہل نے کعبہ کا غلاف تھام کر نوحہ کیا تھا ؎

سینۂ ما از محمد داغ داغ — از دمِ او کعبہ را گل شد چراغ
مذہب او قاطع نسل و نسب — از قریش و منکر از فضلِ عرب

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اعلان کیا کہ تمام انسان خدا کی مخلوق ہیں اور خدا کی نظر میں یکساں ہیں کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی عجمی کو کسی عربی پر کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی برتری حاصل نہیں خُدا کی نظر میں برتری صرف اُس کو حاصل ہے جو تقویٰ میں زیادہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے قانون کی نگاہ میں سب انسانوں کو یکساں حقوق کا مستحق ٹھہرایا اور عملاً ایسا کر کے بھی دکھایا۔

حکمران کی حیثیت سے

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم سے پیشتر حکمرانوں کو آسمانی مخلوق سمجھا جاتا تھا۔

ڈیوائن رائیٹ (خدائی حقوق) کا انہیں حامل خیال کیا جاتا تھا اور اپنے آپ کو فی الواقع ان حقوق کا حامل ثابت کرنے کے لئے بادشاہ اپنے عظیم الشان قصر لوگوں

Marfat.com

کی ہڈیوں سے تعمیر کرتے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حکمرانوں کو نہ صرف تخت سلطنت سے اتارا بلکہ اُنہیں یہ تعلیم دی کہ حکمران کی حیثیت سے ان پر دوہری ذمہ داری آجاتی ہے اور عام آدمیوں میں اپنے آپ کو شمار کرنے کے ساتھ ساتھ عام آدمیوں کی خدمت بھی اُن کا فریضہ ٹھہرتی ہے یہی وہ نظریۂ حکمرانی تھا جس نے حکمرانوں میں یہ احساس پیدا کر دیا تھا کہ وہ راتوں رات بھاگے بھاگے پھرتے تھے کہ دیکھیں ان کی رعیت میں کوئی انسان کسی تکلیف کا شکار تو نہیں۔

معلّم کی حیثیت سے قرآن حکیم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی جن ذمہ داریوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ان میں ایک یہ ہے:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ (الجمعۃ۔۲)

ترجمہ: "وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔"

یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مسجد نبوی کو درسگاہ تعلیم بنا دیا تھا۔ آپ نے مسلمانوں کو علم کی طرف متوجہ کرنے اور ان پر علم کی اہمیت آشکارا کرنے کے لئے فرمایا۔ "مہد سے لحد تک علم حاصل کرو۔" اور "علم حاصل کرو چاہے تمہیں زمین کے دور دراز گوشے چین تک ہی کیوں نہ جانا پڑے۔" بلکہ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حصولِ علم کو مومنوں کے لئے فریضہ کا درجہ دے دیا۔

"طلب علم ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

حصولِ علم کی اسی تاکید کا اثر تھا کہ چند ہی دنوں میں مسلمان نہ صرف خود علم سیکھ گئے بلکہ علم کی دُنیا میں حیرت انگیز انکشافات وحقائق سامنے لائے اور دنیا بھر کے معلم بن گئے ایک معلّم کی حیثیت سے آپ دنیا کو سکھا گئے کہ معلّم کا سب سے بڑا

Marfat.com

فرض یہ ہے کہ وہ طالب علم میں حصولِ علم کا شوق پیدا کرے اور اُس کے ساتھ نرمی اور شفقت سے پیش آئے۔ اندازِ تعلیم دلنشیں ہو اور اپنے آپ کو فریضۂ تعلیم کا مکلف سمجھ کر پورے خلوص، دیانت اور محنت سے تعلیم دے۔

غلاموں کے مولیٰ کی حیثیت سے

غلامی ازمنۂ وسطیٰ کی مہیب ترین لعنت تھی۔ غلاموں کے ساتھ پالتو جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا اور ان کی خرید و فروخت کے لئے باقاعدہ منڈیاں لگتی تھیں مگر غلام سازی کی حوصلہ شکنی کی جنگ میں جو لوگ اسیر ہو کر آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس امر پر زور دیا کہ بہتر ہے انہیں اِحساناً آزاد کر دیا جائے اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے۔ پہلے سے معاشرہ میں جو غلام چلے آتے تھے انہیں کسی نہ کسی بہانے آزاد کرنے کی ترغیب و تحریص فرماتے رہے۔ جو بے سہارا غلام مسلمانوں کے پاس تھے انہیں معاشرہ میں جذب کر لینے کی روش اپنانے پر زور دیا گیا ان کا مرتبہ بلند کرنے کیلئے یہ احکامات صادر فرمائے کہ گھر میں انہیں اپنے برابر سمجھا جائے اور ان سے وہی سلوک روا رکھا جائے جو اپنی ذات سے اور اپنی آل اولاد سے روا رکھا جاتا ہے۔

ایک منتظم اعلیٰ کی حیثیت سے

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے پہلی مرتبہ اہلِ عرب کی زندگی کو نظم و ضبط کا عادی بنایا اور اس سلسلہ میں مختلف محکمے قائم کئے سب سے بڑا محکمہ محاصل کی وصولی کا تھا۔ مالِ غنیمت، عشر، زکوٰۃ اور جزیہ وغیرہ کی وصولی کے لئے باقاعدہ کارندے مقرر کئے۔ اس سلسلہ میں آمد و رفت کے حساب کا باقاعدہ اندراج ہوتا تھا۔ پولیس کا منظم محکمہ تو بنو امیہ کے دور میں قائم ہوا لیکن اس کی ابتداء آپ ہی نے کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے قیس رضی اللہ عنہ بن سعد کو اس کام پر مامور کیا تھا۔ تعلیم و تدریس کا کام اصحابِ صُفہ کے ذمہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے بدر کے قیدیوں سے بھی تعلیم دینے کا کام لیا تھا۔ اسی طرح محکمۂ عدل و انصاف بھی قائم کیا اور مرکزی سیکرٹریٹ کے سلسلہ میں بھی ابتدائی انتظامات فرمائے۔

Marfat.com

ایک معلّمِ اخلاق کی حیثیت سے

معاشرہ کو متمدّن اور مہذب بنانے کے لئے انفرادی اور اجتماعی اخلاق بنیادی پتھر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سلسلہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت سے ہی دنیا اکتسابِ نور کر سکتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم انتہائی صفائی پسند تھے آپ ہمیشہ مسواک کرتے تھے۔ کھانا کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ دھوتے تھے۔ ہر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد کلی ضرور کرتے۔ سڑکوں کی صفائی کا بھی خاص طور پر خیال رکھتے تھے اور لوگوں کو اس کی تلقین فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے۔ "جو شخص سڑکوں کی صفائی کا خیال رکھتا ہے خُدا اُس پر خوش ہوتا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم خوراک، لباس اور رہائش میں سادگی پسند فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے اخلاقِ فاضلہ میں تحمل کو خاص درجہ حاصل ہے اُس زمانہ میں بھی جب اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کو ایک وسیع مملکت کی فرمانروائی عطا فرمائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے بردباری اور تحمّل کا دامن نہیں چھوڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم ہر ایک کی بات سُنتے اگر وہ سختی بھی کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم خاموش رہتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کو یا رسول اللہ کہہ کر پکارتے۔ ایک مرتبہ ایک یہودی آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا وہ بات بات پر کہتا۔ اے محمد بات یُوں ہے اے محمد بات یُوں ہے۔ صحابہ اس گستاخی پر ناراض ہوئے آخر ایک صحابی سے رہا نہ گیا اُس نے کہا خبردار حضور کو اس انداز سے مخاطب نہ کرو اگر تم رسول اللہ نہیں کہہ سکتے تو ابوالقاسم ہی کہو۔ اُس نے کہا میں تو اسی نام سے پکاروں گا۔ جو باپ دادا نے رکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے مسکرا کر فرمایا ناراض ہونے کی کوئی بات نہیں میرا نام تو محمد ہی رکھا گیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم جب باہر کام کے لئے نکلتے تو بعض لوگ راستہ روک کر کھڑے ہو جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلّم سے اپنی حاجات بیان کرنے لگتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم بڑے صبر و تحمل سے اُن کی بات سُنتے رہتے اور بُرا نہ مناتے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم دوسروں کے جذبات کا بہت خیال رکھتے تھے اور کسی طرح بھی کسی کی دِل آزاری جائز نہیں سمجھتے تھے

Marfat.com

ایک روز ایک یہودی نے آکر کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ پر زیادتی کی ہے اور میرا دل دکھایا ہے میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ موسیٰ علیہ السلام آپ سے افضل ہیں مگر انہوں نے کہا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کو موسیٰ علیہ السلام پر افضل بنایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلا کر تصدیق کی تو انہوں نے بتایا کہ ہمارے درمیان کوئی اور بات چل رہی تھی اُس نے کہا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلّم سے افضل بنایا ہے میں نے جواب میں وہ فقرہ کہہ دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا نہیں ایسی بات نہ کہو جس سے کسی کا دل دکھتا ہو اور کسی کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم غربا کا خاص خیال رکھتے اور ہمیشہ اس کوشش میں رہتے کہ انہیں سوسائٹی میں حقیر نہ سمجھا جائے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ اُن کے سر کے بال پراگندہ اور غبار آلود ہوتے ہیں۔ ان کے جسم مٹی سے اٹے ہوتے ہیں اگر وہ کسی کو ملنے جائیں تو لوگ اپنے در بند کر لیتے ہیں لیکن ایسے لوگ خُدا کو اتنے عزیز ہوتے ہیں کہ اگر وہ قسم کھا بیٹھیں تو خُدا اُن کی قسم پوری کر کے رہتا ہے۔

ایک غریب عورت مسجد کی صفائی کرتی تھی کچھ روز اُسے نہ دیکھا تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے پُوچھا۔ اُنہوں نے بتایا کہ وہ فوت ہو گئی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم لوگوں نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی شاید اس لیئے کہ وہ غریب تھی اور تم اسے حقیر سمجھتے تھے یہ بالکل نادرست بات ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلّم لوگوں سے پوچھ کر اُس کی قبر پر گئے اور اُس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی اور یہ آپ کی خصوصیت ہے۔

لیکن اگر ایک طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلّم غریبوں کا احترام کرتے اور اُن کی حاجات پوری کرتے تو دوسری طرف انہیں عزتِ نفس کا سبق بھی دیتے اور برابر اس کوشش میں رہتے کہ وہ اپنی کوشش سے روزی کمائیں اور معاشرہ میں بلند مقام حاصل کریں ایک طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلّم یہ فرماتے کہ ہر وہ دعوت جس میں مفلسوں کو نہ بلایا جائے بدترین دعوت ہے تو دوسری طرف یہ بھی فرماتے کہ مسکین وہ ہے کہ خواہ وہ کتنی ہی تکلیفوں

Marfat.com

سے گزرے سوال کے لئے ہاتھ نہ پھیلائے۔

غلاموں اور غریبوں کے ساتھ ہی عورت اُس معاشرہ میں بہت مظلوم تھی اُسے گناہِ آدم کا ذمہ دار گردان کر بہت ہی حقیر سمجھا جاتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس باطل نظریہ کو بھی ختم کیا اور معاشرہ میں عورت کو صحیح مقام پر لاکھڑا کرنے میں بڑی جدوجہد کی آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیشہ عورتوں سے حُسنِ سلوک کی تلقین کی۔ عرب ذرا سی غلطی پر عورتوں کو خوب پیٹا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس چیز کو سختی سے روک دیا۔ معاویہ بن حیدہ قریشی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا یا رسُول اللہ بیوی کا ہم پر کیا حق ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا خُدا تمہیں جو کھانے کو دے وہی انہیں بھی کھلاؤ جو پہننے کے لئے دے وہی انہیں پہناؤ اور خبردار عورت کو تھپڑ نہ مارو گالی نہ دو اور نہ اُسے گھر سے نکالو۔ قبل از بعثت نبوی عورتوں کو اس قدر حقیر سمجھا جاتا تھا کہ لڑکی کے پیدا ہونے پر قرآن کے الفاظ میں چہروں پر کلونس پھر جاتی تھی اور وہ سوچنے لگتے تھے کہ ذلت کے اس بوجھ کو اٹھائے پھریں یا اسے مٹی میں گاڑ دیں اور وہ ایسا ہی کرتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے بچیوں پر اس ظلم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا اور بچیوں کی ولادت کو لعنت کا طوق نہیں بلکہ رحمت کی بشارت قرار دیا اور فرمایا جس نے اپنی دو بیٹیوں کو صحیح طریقہ سے پال پوس کر جوان کیا اس نے جنت میں اپنا گھر بنا لیا۔ عورت کی تحقیر اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُس معاشرہ میں والد کا پورا احترام تھا مگر والدہ کو مارنا پیٹنا عام رواج تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے برعکس باپ سے زیادہ ماں کے احترام پر زور دیا اور فرمایا۔ "جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔"

گھر سے نکل کر معاشرہ میں آیئے تو بھی اس عظیم معلّم اخلاق کی ہدایات ہماری رہنمائی کریں گی۔ ہمسایوں کے ساتھ حُسن سلوک کی آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے بڑی تاکید کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے۔ "جبریل نے مجھے اتنی مرتبہ ہمسایوں سے نیک سلوک کا حکم پہنچایا کہ میں نے سمجھا شاید انہیں وراثت میں حقدار ٹھہرا دیا جائے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے تین دفعہ

Marfat.com

فرمایا۔ "خُدا کی قسم وہ مومن نہیں"۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ کون ؟ یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جس کا ہمسایہ اُس کے ضرر اور بدسلوکی سے محفوظ نہیں"۔

اِسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے۔" وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا جس کا پڑوسی رات کو بھوکا سویا۔" ہمسایوں کے ساتھ ساتھ آپ نے رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک پر بڑا زور دیا۔ ایک شخص نے عرض کیا۔" یارسول اللہ میرے رشتہ دار ایسے ہیں کہ میں اُن سے نیکی کرتا ہوں وہ بدی کرتے ہیں میں اُن پر احسان کرتا ہوں وہ ظلم کرتے ہیں میں محبّت سے پیش آتا ہوں تو جواب ترشروئی میں ملتا ہے"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔" اگر یہ بات ہے تو تم خوش بخت ہو کیونکہ خدا کی مدد ہمیشہ تمہیں حاصل رہے گی"۔ حُسن اخلاق کے سلسلہ میں ایک اور بڑی بات دوسروں کے عیب چھپانا ہے۔ آپ کی نظر میں اگر کسی کا عیب آجاتا۔ تو اخفا فرماتے۔ اگر کوئی دوسرا عیب ظاہر کرنے لگتا تو منع فرماتے اور کہتے جو بندہ کسی دوسرے کا گناہ دنیا میں چھپائے گا خُدا قیامت کے روز اُس کے گناہ پر پردہ ڈال دے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم ہمیشہ دوسروں کے نقائص کے سلسلہ میں چشم پوشی سے کام لیتے اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دیتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس امر پر بھی بڑا زور دیا کہ دوسروں کے ساتھ بھرپور تعاون کیا جائے مگر یہ ضروری ہے کہ یہ تعاون نیکی پر ہو بدی پر نہ ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی معاشرہ اُس انسانِ کامل کے یہ اخلاق حسنہ اپنالے تو فساد اور بگاڑ نام کو بھی نہیں رہے گا۔

معراجِ عظمت کی حیثیت سے

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات فی الواقع عظمتوں کی معراج ہے اور سب سے بڑی عظمت یہ ہے کہ اتنے مقاماتِ بلند سے سرفراز ہوکر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلّم میں عاجزی و فروتنی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم دنیا کی بہت بڑی سلطنت کے حکمران تھے تو بھی مسجدِ نبوی کے فرش پر اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھ جاتے۔ ایک روز صحابہ نے محسوس کیا کہ باہر سے وفود آتے ہیں انہیں شناخت میں دقت ہوتی ہے اس لئے انہوں

Marfat.com

نے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے لیے مٹی کا چبوترہ بنا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے آکر دیکھا تو پیشانی پر ناگواری کے تاثرات اُبھر آئے۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے وضاحت کی تو پاؤں کی ٹھوکر سے اسے گراتے ہوئے فرمایا۔ "لگے ہو تم بھی وہی امتیازات پیدا کرنے جنہیں مٹانے کے لئے میں آیا ہوں۔ تم نے مٹی کا چبوترہ بنایا آنے والے اسے تختِ سلطنت میں بدل دیں گے۔"

ایک مرتبہ کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے منع فرما دیا۔ اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کو آقا اور مولا کہہ کر مخاطب کیا تو فرمایا۔ "مجھے میرے سامنے یوں نہ کہا کرو۔"

چہ عظمت دادۂ یارب بخلق آں عظیم الشان
کہ انی عبدہ گوید بجائے قول سبحانی

دنیاوی مال و دولت سے بے نیازی اور توجہ الی اللہ کا یہ عالم تھا کہ امیری میں فقیری کی شان جلوہ گر تھی اور ایسی چٹائی پر سوتے تھے کہ جسمِ اطہر پر نشان پڑ جاتے تھے۔

بوریا ممنونِ خواب راحتش
تختِ کسریٰ زیرِ پائے اُمتش

اکثر اوقات کھجور اور پانی پر گزارا ہوتا تھا یا فاقوں کی حالت رہتی۔ گندم کی روٹی بمشکل ہی زندگی میں چند مرتبہ کھائی اور یہ اس وقت ہو رہا تھا جب غنیمت میں ڈھیروں مال اور سیروں سونا آتا تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلّم سب کچھ مسلمانوں میں تقسیم کر کے اُٹھتے اور دامن جھاڑ کر فرماتے۔ "اے خدا تو گواہ رہ کہ تیرا محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) اپنے گھر میں سونا لے کر نہیں جا رہا۔" وصال سے پیشتر گھر میں تین درہم موجود تھے منگوا کر انہیں بھی صدقہ کر دیا اور فرمایا۔ "میں اپنے خدا سے اس حال میں نہیں ملنا چاہتا کہ اُس کے گھر میں دولتِ دینار موجود ہو۔"

رحمتِ عالم کی حیثیت سے

بعثت سے پہلے اور بعثت کے بعد ہر حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات رحمتِ عالم

Marfat.com

اور خیر مجسّم رہی۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا کہ ایک عورت کے سر پر بوجھ تھا وہ بمشکل قدم اُٹھا رہی تھی اور لوگ اُس کا تمسخر اڑا رہے تھے۔ آپ فوراً آگے بڑھے اور اس کا بوجھ اٹھا کر منزل پر پہنچا دیا۔ ایک دن ایک گلی میں ایک اندھی عورت کو ٹھوکر کھا کر گرتے اور لوگوں کو اس پر ہنستے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے اُٹھا کر گھر پہنچایا اور پھر روزانہ اس کے لئے کھانا لے جایا کرتے تھے اسی طرح ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا کہ ایک غلام آٹا پیس رہا ہے اور کراہ رہا ہے معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے اور اس کا ظالم آقا اُسے چھٹی نہیں دیتا آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے آرام سے لٹا دیا اور سارا آٹا خود پیس دیا پھر فرمایا جب تمہیں آٹا پیسنا ہو تو مجھے بُلا لیا کرو۔

ایک مرتبہ ایک بدو آیا اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی چادر کو اس زور سے کھینچا کہ چادر کا کنارہ گردن مبارک میں کھب گیا۔ پھر کہا "اے محمد میرے دونوں اُونٹ پر لادنے کے لئے مجھے سامان دو کیونکہ جو مال تیرے پاس ہے۔ وہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا ہے۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ "مال تو اللہ کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں۔" مگر تم نے جو سلوک میرے ساتھ کیا۔ کیا تم اس پر ڈرتے نہیں؟" اُس نے کہا۔ "نہیں کیونکہ مجھے علم ہے کہ آپ بدی کا بدلہ بدی سے نہیں دیتے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے تبسّم فرمایا اور اُس کے ایک اُونٹ پر جو اور ایک پر کھجوریں لاد دیں۔

سنہ ۱۰ نبوی میں تبلیغ کے لئے طائف تشریف لے گئے اہلِ طائف نے اس قدر پتھر برسائے کہ لہو بہ بہ کر آپ کے جوتوں میں جم گیا اور پیر چپک گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم زخموں سے نڈھال طائف سے نکلے تو قرن الثعالب کے مقام پر پہاڑوں کا فرشتہ (ملک الجبال) حاضر ہوا۔ اور کہا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کہیں تو ان لوگوں پر جبلِ بوقبیس اور جبل قیقعان کو الٹ دوں۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ "نہیں۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ ان لوگوں کی نسل سے اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کرے گا۔ جو خدا کی عبادت کریں گے۔"

Marfat.com

کفارِ مکہ ۱۳ سال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے ساتھیوں کو ستاتے رہے۔ کونسا ظلم تھا جو ان لوگوں نے نہیں توڑا۔ مسلمان مدینہ کو ہجرت کر گئے تو بھی انہیں چین سے نہ رہنے دیا۔ مکہ فتح ہوا تو یہ لوگ لرز رہے تھے کیونکہ انہیں اُن کے مظالم یاد آ رہے تھے مگر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت بھری نظر ڈالی اور فرمایا۔ "جاؤ آج تم پر کچھ ڈانٹ پھٹکار نہیں تم سب آزاد ہو۔" ایک مرتبہ ایک کافر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مہمان ہوا۔ رات کو اس کے پیٹ میں کچھ گڑبڑ ہوئی اور اُس کا پاخانہ نکل گیا۔ وہ شرمندگی سے صبح سویرے ہی نکل گیا۔ راستے میں اُسے یاد آیا کہ وہ تلوار بھول آیا ہے تلوار لینے کے لئے آیا تو دیکھا کہ سرورِ کائنات خود بستر دھو رہے ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کر رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کام ہم کیئے دیتے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نہیں وہ میرا مہمان تھا اور مجھے ہی یہ کام کرنا چاہیئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اُس شخص پر پڑی تو فرمایا۔ "تم اپنی تلوار یہاں بھول گئے تھے اسے لے جاؤ۔" اُس نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ دیکھے تو گرویدہ ہو گیا اور اُسی وقت اسلام قبول کر لیا۔

صرف انسانوں سے ہی نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا سایہ جانوروں پر بھی محیط تھا۔ ایک مرتبہ کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں ایک اونٹ پر نظر پڑی جو بھوک سے لاغر ہو گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیتاب ہو کر فرمایا۔ "ان بے زبانوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو۔"

ایک دفعہ دورانِ سفر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں قیام فرمایا۔ وہاں ایک پرندے نے انڈا دیا تھا۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اُسے اُٹھا لیا اور پرندہ بے قرار ہو کر سر پر منڈلانے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ کس شخص نے اس کا انڈا اٹھا کر اسے تکلیف دی۔ صحابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھ سے یہ غلطی ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انڈا واپس رکھوا دیا۔ اسی طرح ایک دفعہ کوئی صحابی کسی پرندے کے بچے اُٹھا لایا وہ خوف سے چیخ رہے تھے۔ آپ نے حکم دیا کہ فوراً انہیں وہیں رکھ آؤ۔

Marfat.com

ایک مبلّغ کی حیثیت سے

وعظ وارشاد کا اپنا مخصوص انداز ہوتا ہے ایک ہی بات ہوتی ہے مگر اسے ادا کرنے والوں کی زبان کی تاثیر مختلف ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے خُدا کا ارشاد تھا۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَ الْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ط (النحل - ۱۲۵)

ترجمہ: اپنے رب کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس حکم کی تعمیل میں جو انداز اپنایا وہ ایک مبلّغ کے لئے منشور کا درجہ رکھتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کو دن رات تبلیغ کے سلسلہ میں مختلف لوگوں سے کلام کرنا پڑتا تھا۔ اُن ساتھیوں سے جو مزید رہنمائی کے منتظر ہوتے۔ اُن اجنبیوں سے جو ابتدائی اصولوں سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے۔ مزاحمت اور مناظرہ کی راہ اپنانے والے کفار سے، اہلِ کتاب یہودیوں اور نصرانیوں سے، الزامات و اتہامات لگانے والے دشمنوں سے، اَن پڑھ بدوؤں سے، پڑھے لکھے شہریوں سے، دکانداروں سے، غلاموں سے، قبائل کے سرداروں سے، شاعروں اور خطیبوں سے، غرضیکہ ہر رنگ کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے مخاطب رہتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کو ان سے موقع محل کے مطابق گفتگو کرنا ہوتی۔ اس طرح اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلّم طوالتِ کلام سے کام لیتے تو اتنا وقت نہ نکل سکتا۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے "خَیْرُ الْکَلَامِ مَاقَلَّ وَ دَلَّ" ترجمہ: "بہتر کلام وہ ہے جو قلیل مگر مطلب کو واضح کرنے والا ہو" کا طریقہ اپنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی بات سمجھانے کے لئے بلاغت سے کام لیا پھر بحث میں اُلجھنے سے اپنے آپ کو بچایا۔ طبیعت میں بردباری اور حلم پیدا کیا کہ اگر ناراض ہونے لگتے تو لوگ منتشر ہو جاتے اور تبلیغ کے راستے میں رکاوٹ آجاتی اور گھبرا جاتے تو لوگ مزید پریشان کرتے۔ ہر شخص سے اُس کی ذہنی صلاحیت، ذاتی حیثیت اور معاشرتی سطح کے مطابق بات کرتے اور تیز گفتگو کرتے تو لوگوں کے لئے

Marfat.com

بات سمجھنا مشکل ہوجاتا اور ہدایت کی بنیادیں گہری نہ ہو پاتیں۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ٹھہر ٹھہر کر بات کرنے کی عادت اپنائی تاکہ لوگ ایک ایک لفظ سُن لیں اور اگر ذہن میں کوئی سوال پیدا ہو یا بات سمجھ میں نہ آئے تو موقع محل کے مطابق پوچھ لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے الفاظ منتخب ہوتے اور جملوں میں نگینوں کی طرح جڑے ہوتے تھے۔ لہجہ محبت اور شفقت سے لبریز اور دھیما ہوتا اور ہر شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے اندازِ تکلّم کی حلاوت، چاشنی اور حسن محسوس کرتا۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے قریش کے فصیح اللسان قبیلہ سعد میں پرورش پائی تھی اس لئے بیان، فصاحت و بلاغت اور ادبی اوصاف سے معمور ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کا پورا کلام ہی اقوالِ زریں کا بہترین نمونہ تھا۔ اس لئے ہر شخص انہیں فوراً یاد کر لیتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے جُملے شعراء کے خوبصورت اشعار کی طرح ادب کا حصّہ بن جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے خطبات کو اس تناظر میں دیکھا جائے تو وہ ادبی شاہکار نظر آتے ہیں۔ غرضیکہ کسی خطیب، کسی مبلّغ اور کسی مقرر و متکلّم کو اگر تقریر کا انداز سیکھنا ہو تو وہ بھی اسی ذات سے اکتساب فیض کر سکتا ہے۔

ایک سربراہِ بیت کی حیثیت سے

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ باہر ایک سیاسی لیڈر کی حیثیت سے چہرے پر مصنوعی خول چڑھائے رکھتے ہیں وہ اپنی خانگی زندگی میں بھی لئے دیئے رہتے ہیں۔ بیویوں کو صحیح محبت اور بچوں کو صحیح شفقت نہیں دے سکتے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی خانگی زندگی بھی بڑی شفاف اور مصفا تھی۔ ازواجِ مطہرات کے دکھ درد میں شریک رہتے۔ گھریلو کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاتے۔ اُن کے آرام کا پورا خیال رکھتے۔ اسی طرح بچوں پر پوری شفقت فرماتے۔ گھریلو امور میں اپنی بیویوں اور بچوں سے مشورہ لیتے اور اُن کی آراء کو پُوری پُوری اہمیت دیتے۔ باہر کی دنیا میں لاکھوں الجھنیں ہوتیں مگر کبھی گھریلو فضا کو مکدّر نہ ہونے دیتے اور بے تکلفانہ ماحول برقرار رکھتے۔ ایک دفعہ حضرت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اُونٹ کی سواری کی خواہش ظاہر کی۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔" تو میں تمہارا اُونٹ ہوں۔" اور انہیں کندھوں پر اُٹھالیا اور حجرے کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک گئے۔ اس دوران میں حضرت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔" اُونٹ کی مہار ہوتی ہے مگر میرا اُونٹ تو بے مہار ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے گیسوئے مطہر اُن کے ہاتھ میں دے دیئے اور فرمایا۔" لو یہ ہے مہار۔" اسی حالت میں جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضرت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سے کہا۔" بھئی تمہیں سواری تو خوب مل گئی۔" حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔" اور دیکھو سوار بھی تو خوب ہے۔"

امام اقتصادیات کی حیثیت سے

مادی زندگی میں معیشت و اقتصاد کے مسائل نمایاں اہمیت کے حامل ہیں۔ انسانوں نے مختلف ادوار میں اپنی اپنی فہم و فراست کے مطابق مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی مگر وہ اور الجھ گئے۔ محکوموں نے خواب سے بیدار ہونے کی کوشش کی تو پھر انہیں حکمرانوں کی ساحری نے سُلا دیا اور غلام داری کی بجائے جاگیر داری کا دور آیا پھر صنعت کاری یا سرمایہ داری کا عہد اپنی شوکت کے ڈنکے بجاتا آیا اور یہ بلند بانگ دعوے کئے گئے کہ معاشی و اقتصادی مسائل حل ہو جائیں گے مگر وہاں بھی مسائل سُلجھنے کی بجائے الجھتے گئے اور پھر اشتراکیت اپنی صناعیوں کے خول میں ریزہ کاری کرتی ہوئی طلوع ہوئی مگر تاریخ شاہد ہے کہ اب تک انسانیت ظلم کی فرمانی چکّی میں پس رہی ہے اور ایک دفعہ پھر رہنمائی کے لئے اِدھر اُدھر دیکھ رہی ہے لیکن سمجھنے والے سمجھتے ہیں کہ ان کا اور ان جیسے اور مسائل کا حل عقل کی روشنی میں سوچنا ممکن ہی نہیں۔ مسائل حیات کا حل تو صرف خالقِ کائنات کے پاس ہی ہو سکتا ہے اور اس نے صدیوں پیشتر ریگ زارِ عرب کے ایک اُمی کی زبان صداقت ترجمان سے یہ مسائل حل کرا دیئے تھے۔ حضور ختمی المرتبت اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں بھی ایک مینارِ نور کی حیثیت سے ہماری رہنمائی کر رہے ہیں۔ اُنہوں نے ایک طرف تو لوگوں کی نگاہیں دولتِ دنیا سے ہٹا کر دولتِ آخروی پر لگا دیں اور دنیا والوں کو

Marfat.com

بتا دیا کہ اصل کامرانی آخرت کی کامرانی ہے اس لئے دولتِ دنیا سے محبت محض خسران و نامرادی ہے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ دولت مندوں کے پاس جو مال ہے یہ سب اللہ کا ہے وہ خود بھی اللہ کے بندے ہیں اس طرح ان کی حیثیت یہ ہے کہ وہ امین کے طور پر اس مال کو اپنے پاس رکھیں اور اسلامی حکومت کو جتنے مال کی ضرورت ہو خزانوں کے دروازے کھول دیں اس کی بہترین مثال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زندگی ہے۔ اسلامی حکومت کو جب بھی ضرورت ہوئی انہوں نے اپنا مال حاضر کر دیا۔ ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ماحول پیدا کیا کہ غریب محض سوالی بن کر اپنی صلاحیتوں کو ضائع نہ کر بیٹھیں بلکہ اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر محنت کے ذریعے اپنا رزق پیدا کریں پھر دولت مندوں پر پابندی عائد کر دی گئی کہ وہ اپنی دولت تعیشات پر خرچ نہیں کر سکتے بلکہ اسے زکوٰۃ و صدقات کے ذریعے عوام کو لوٹاتے رہیں تاکہ زرگردش میں رہے اور "دولت صرف چند دولت مندوں ہی کے مراکز میں گردش نہ کرتی رہے۔" اور دنیا نے دیکھ لیا کہ چند ہی سالوں میں اسلام کی برکات سے پوری سلطنت اسلامیہ میں کوئی بھوکا نہ رہا۔ لوگ اپنی زکوٰۃ لئے لئے پھرتے اور لینے والا کوئی نہ تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں دولت کی ریل پیل دیکھ کر حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ مضطرب ہوتے اور فتویٰ دیا۔ کہ

"دولت جمع کرنا حرام ہے"[1]

"تو حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی یہ آواز پسند عام نہ ہو سکی اور نہ عوام میں کوئی فتنہ پیدا کر سکی کیونکہ زکوٰۃ کا قانون پورے نظام کے ساتھ جاری تھا"[2]

اس آواز کے بے اثر ہونے کا بنیادی سبب یہ تھا کہ

"لوگ آسودہ حال تھے اول تو کوئی بھوکا پیاسا نہ تھا اور جو تھے تو عہد عثمانی میں ان کا کھانا بیت المال سے مقرر تھا"[3]

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۲۶۱ [2] سیرت النبی از علامہ سید سلیمان ندوی جلد ۵ صفحہ ۱۹۵ [3] طبری جلد ۴ صفحہ ۲۸۰ بحوالہ خلفائے راشدین از شاہ معین الدین ندوی صفحہ ۲۳۴

Marfat.com

یہ اسلامی اقتصادیات ہی کی برکت تھی کہ جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کبھی کبھی چھ چھ روز بھوکے رہتے تھے آج کتان کے کپڑے سے ناک صاف کرتے تھے۔ بحرین کے گورنر تھے اور دس ہزار نقد کے مالک تھے اس طرح حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

"ایک زمانہ وہ تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھتا تھا اور آج میرا یہ حال ہے کہ چالیس ہزار درہم سالانہ میری زکوٰۃ کی رقم ہوتی ہے[1]"

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دور کی حالت مہاجر بن زید کی زبانی سنیے!

"ہم لوگ صدقہ تقسیم کرتے تھے ایک سال کے بعد دوسرے سال وہ لوگ جو پہلے صدقہ لیتے تھے خود دوسروں کو صدقہ دینے لگتے تھے[2]"

اشتراکیت ذاتی جائداد کی بالکل نفی کر دیتی ہے۔ سرمایہ داری ملکیت پر کوئی تحدید عائد نہیں کرتی ایک طرف افراط ہے دوسری طرف تفریط، ان میں اعتدال کی راہ وہی ہے جو انسانِ کامل نے پیش کی تھی اور جس کی برکات سے دنیا ایک دفعہ پہلے بھی سرفراز ہو چکی ہے۔

ان تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں اگر صحیح رہنمائی مطلوب ہے اور صرف ٹھوکریں کھانا مقصود نہیں تو اُسی مینارِ نور کی طرف لوٹنا ہوگا جو سلسلۂ تخلیق و ارتقاء کی آخری کڑی ہے ؎

خلق و تقدیر و ہدایت ابتداست　　رحمۃٌ للعالمینی انتہاست

انسانِ کامل بحیثیت خاتم الانبیاءؐ

یہ انسانِ کامل خاتم الانبیاءؐ کی حیثیت سے آیا اور اس نے آئندہ نبوت

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۱۵۹ بحوالہ خلفائے راشدین از شاہ معین الدین ندوی صفحہ ۲۳۴

[2] ابن سعد جلد ۵ بحوالہ تابعین صفحہ ۳۴۲

Marfat.com

پر مہر لگا دی۔ عقل انسانی تقاضا کرتی ہے کہ خاتم الانبیاء اور انسانِ کامل وہی ہو سکتا ہے جو ان شرائط پر پورا اترے۔

۱۔ اُس کی نبوت عالمگیر ہو۔ تاریخ شاہد ہے کہ تمام انبیاء میں صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ہی ذات تھی جو پوری انسانیت کی طرف مبعوث ہوئی اور جس نے یہ اعلان کیا:۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔

(الاعراف ۔ ۱۵۸)

ترجمہ: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اسی مقصد کو یوں بھی بیان فرمایا۔

وَ مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَافَّۃً لِّلنَّاسِ (سبا۔۲۸)

ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔

۲۔ اُس کی تعلیمات ایسی جامع ہوں کہ ہر زمانہ میں رہنمائی کر سکیں۔

یہ شرط بھی اسی انسانِ کامل کی ذات میں ہمیں پوری ہوتی دکھائی دیتی ہے کیونکہ اس کے پاس وہ عالمگیر کتاب ہے جو ہر زمانے میں انسان کی رہنمائی کے فرائض سرانجام دے سکتی ہے۔

اقبال نے سچ کہا تھا ؎

فاش گویم آنچہ در دل مضمر است ۔۔۔ ایں کتاب نیست چیزے دیگر است

صد جہانِ تازہ در آیات اوست ۔۔۔ عصرہا پیچیدہ در آناتِ اوست

۳۔ اس کی تعلیمات تا ابد محفوظ رہنے والی ہوں۔

یہ شرط بھی ہمیں یہیں پوری ہوتی نظر آتی ہے کیونکہ اس وقت صرف قرآن ہی ایسی آسمانی کتاب ہے جس کا محافظ خود خُدا ہے!

Marfat.com

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجر - ۹)

ترجمہ: بے شک ہم نے اُتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

۴ - اُس کے پیچھے ایسی جماعت ہو جو اُس کی تحریک کو برابر آگے بڑھاتی رہے۔
یہ بات بھی ہمیں اسلام میں ہی ملتی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد خلفائے راشدین کی مقدس جماعت اس مشن کو برابر آگے بڑھاتی رہی۔

۵ - یہ جماعت قیامِ قیامت تک موجود رہے تاکہ ہر دَور کے انسان تک اللہ کا پیغام پہنچایا جا سکے۔

یہ شرط بھی ہمیں ختمی المرتبت کی ہی اُمت میں پُوری ہوتی نظر آتی ہے کیونکہ اس میں ہمیشہ اہلِ اللہ اور اولیآ اللہ کا ایسا گروہ موجود رہا ہے جو تن من دھن کو اسی مشن کی ترقی کے لئے وقف کئے رکھتا ہے۔

۶ - وہ خود بھی اعلان کرے کہ وہ آخری نبی ہے اور اللہ کی طرف سے بھی اُس کے اعلان کی تصدیق و تائید مل سکے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ تمام انبیآ کسی آنے والے کی خبر دیتے رہے ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم آئے تو اللہ نے اس سلسلہ پر خاتمیت کی مہر لگاتے ہوئے کہہ دیا۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط (الاحزاب - ۴۰)

ترجمہ: محمد باپ نہیں کسی کے تمہارے مردوں میں سے لیکن رسول ہیں اللہ کے اور مہر سب نبیوں پر۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے خود بھی بار بار اعلان فرمایا: "لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ"

ترجمہ: میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ان تصریحات سے واضح ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات ہی خاتم الانبیآ ہے اور یہی وہ انسانِ کامل ہے جو مقصود سلسلۂ ترسیلِ رُسل اور منزلِ تخلیق و ارتقا تھا ؎

عالم ترے وجود سے تکمیل پا گیا — آئندہ ارتقا کی ضرورت ہی نہیں

Marfat.com

باب سوم

جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن کے آئینے میں

Marfat.com

Marfat.com

تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ اس خاکدانِ عالم پر ایک لاکھ سے زیادہ انبیاؑ علیہم السلام تشریف لائے لیکن ان نفوسِ قدسیہ کے مکمل حالات، صحیح خدوخال نہ تو صفحاتِ تاریخ پر ثبت ہیں نہ ذہنِ انسانی یا حافظہ میں محفوظ ہیں یہ انفرادیت صرف اس کامل و اکمل ذات۔ سیدالمرسلین، رحمتہ للعالمین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو ہی حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ مقدسہ، صورت سیرت، طریق عبادت، رہن سہن یا اختصار کے ساتھ یوں کہیئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی حیات کا ہر گوشہ صفحاتِ تاریخ پر ہی نہیں بلکہ انسانی حافظہ میں بھی محفوظ ہے۔

موجودہ سائنسی دَور میں بھی یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ کائنات اپنی تمام رفعتوں، وسعتوں اور پہنائیوں کے باوجود محدود ہے لیکن حضور سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلّم کے فضائل، کمالات اور محاسن لامحدود ہیں۔ زبان و قلم ان کو کماحقہ، پیش کرنے سے قاصر اور حقیقی خدوخال پیش کرنے سے عاجز ہیں لیکن عاشقانِ جمال آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت و سراپا کا نقشہ الفاظ میں پیش کر کے اپنے قلوب کی نورانیت میں اضافہ کرتے ہیں اور دُنیا کو یہ بتاتے ہیں کہ اس دنیائے چون و چند میں یہ شرف و عزت صرف حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ماننے والوں کو حاصل ہے کہ اُنہوں نے اپنی اہلیّت کے مطابق اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت و صورت کو صفحاتِ تاریخ پر بلکہ عاشقانِ صادق کے قلوب پر مرتسم کر دیا ہے۔

اگر ان کتابوں کا وہ تمام ذخیرہ دُنیا سے معدوم ہو جائے اور دنیا میں صرف قرآن کریم ہی باقی رہ جائے تو تب بھی ہم اس میں صاحبِ قرآن کی شخصیت کو ایسی

Marfat.com

صحیح اور صاف روشنی میں دیکھ سکتے ہیں کہ کسی شک و اشتباہ کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا کیونکہ قرآن حکیم نے جس مسئلے کو انتہائی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے آیئے ہم دیکھیں کہ قرآن اپنے لانے والے کو کس رنگ میں پیش کرتا ہے۔

دُنیا کی حالت قبل از اسلام

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ (الروم - ۴۱)

ترجمہ: خرابی، خشکی اور تری میں ان برائیوں سے ظاہر ہوئی جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمائیں۔

سلسلۂ نسب و پیدائش

رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ (ابراہیم - ۳۷)

ترجمہ: اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس۔

حضورؐ کے ظہور کی بشارتیں

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ (الاعراف - ۱۵۷)

ترجمہ: وہ جو غلامی کریں گے اس رسول اُمّی، غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔

حضورؐ کی ولادت باسعادت

رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (البقرۃ - ۱۲۹)

Marfat.com

ترجمہ: اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرما دے بے شک تو ہی غالب اور حکمت والا ہے۔

حضورؐ کے والد ماجد کا انتقال

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ۝ (الضحیٰ - ۶)

ترجمہ: کیا اُس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی۔

شقِ صدر

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ (الانشراح - ۱)

ترجمہ: کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔

حضورؐ کے حالات قبل از بعثت

فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس - ۱۶)

ترجمہ: تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

وحی کی ابتداء

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝ (العلق - ۱-۲-۳-۴-۵)

ترجمہ: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

حضورؐ کا ظہور

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ (الفتح - ۲۸)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔

Marfat.com

دعوتِ اسلام اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (النحل-۱۲۵)

ترجمہ: اپنے رب کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔

پہلے ایمان لانے والے وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۙ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ (الواقعہ- ۱۰-۱۱)

ترجمہ: اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت لے ہی گئے وہی مقرب بارگاہ ہیں۔

کفار کی ایذا رسانی اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝ (العنکبوت - ۲)

ترجمہ: کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیئے جائیں کہ کہیں ہم ایمان لائے اور اُن کی آزمائش نہ ہوگی۔

ہجرتِ حبشہ وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَکْبَرُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۙ (النحل - ۴۱)

ترجمہ: اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے مظلوم ہو کر ضرور ہم انہیں دُنیا میں اچھی جگہ دیں گے اور بے شک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے کسی طرح لوگ جانتے۔

مکہ کے آخری ایام وَاِنْ کَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَکَ مِنَ الْاَرْضِ لِیُخْرِجُوْکَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا یَلْبَثُوْنَ خِلٰفَکَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ (بنی اسرائیل - ۷۶)

Marfat.com

ترجمہ: اور بے شک قریب تھا کہ وہ تمہیں اس زمین سے ڈگا دیں کہ تمہیں اس سے باہر کردیں اور ایسا ہوتا تو وہ تمہارے پیچھے نہ ٹھہرتے مگر تھوڑا۔

معراج

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ (بنی اسرائیل - ۱)

ترجمہ: پاکی ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سُنتا دیکھتا ہے۔

فرضیتِ نماز

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ (النساء - ۱۰۳)

ترجمہ: بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

قبائل کو دعوتِ اسلام

وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَھَا وَتُنْذِرَ یَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَیْبَ فِیْہِ ؕ (الشوریٰ - ۷)

ترجمہ: اور یُوں ہی ہم نے تمہاری طرف عربی قرآن وحی بھیجا کہ تم ڈراؤ مکے والے کو اور اس کے گرد والوں کو اور ڈراؤ اکٹھے ہونے کے دن سے جس میں کچھ شک نہیں۔

ہجرتِ مدینہ — قریش کا مشورہ

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ ؕ (الانفال - ۳۰)

ترجمہ: اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کردیں یا شہید کردیں یا نکال دیں۔

غارِ ثور

اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ

Marfat.com

اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ج (التوبۃ۔۴۰)

ترجمہ: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے اُن کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جاتا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

مدینہ میں استقبال

وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط وَقٰی (الحشر — ۹)

ترجمہ: اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنا لیا دوست رکھتے ہیں انہیں جو اُن کی طرف ہجرت کر کے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو۔

قبا میں مسجد قبا

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ ط فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ط وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ (التوبۃ۔۱۰۸)

ترجمہ: بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۔

فتنہ یہود

وَضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْکَنَةُ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ط (البقرۃ۔۶۱)

Marfat.com

ترجمہ: اور اُن پر مقرر کر دی گئی خواری اور ناداری اور خُدا کے غضب میں لوٹے۔

فریضۂ جہاد

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ (الحج-۳۹)

ترجمہ: پروانگی عطا ہوئی اُنہیں جن سے کافر لڑتے ہیں اس بناء پر کہ ان پر ظلم ہوا اور بے شک اللہ اُن کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے۔

مدینہ کے ابتدائی ایام

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ (الانفال-۷۲)

ترجمہ: بے شک جو ایمان لائے اور اللہ کے لئے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں۔

غزوۂ بدر

وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (آل عمران-۱۲۳)

ترجمہ: اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سرو سامان تھے تو اللہ سے ڈرو کہیں تم شکر گزار ہو۔

غزوۂ بنی قینقاع اور غزوۂ بنی نضیر

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۗ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ (الحشر-۲)

Marfat.com

ترجمہ : وہی ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو اُن کے گھروں سے نکالا۔ ان کے پہلے حشر کے لئے تمہیں گمان نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ سمجھتے تھے کہ اُن کے قلعے انہیں اللہ سے بچا لیں گے تو اللہ کا حکم ان کے پاس آیا جہاں سے اُن کا گمان بھی نہ تھا اور اس نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا کہ اپنے گھر ویران کرتے ہیں اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں تو عبرت لو اے نگاہ والو۔

غزوۂ اُحد

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (آل عمران - ۱۳۹)

ترجمہ : اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔

غزوۂ خندق یا احزاب

(۱) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ۔ (الاحزاب - ۹-۱۰)

ترجمہ : اے ایمان والو اللہ کا احسان اپنے اُوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے اُن پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے۔ جب کافر تم پر آئے تمہارے اُوپر سے اور تمہارے نیچے سے اور جبکہ ٹھٹک کر رہ گئیں نگاہیں اور دل گلوں کے پاس آ گئے۔

۲۔ وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ۝ (الاحزاب - ۲۲)

ترجمہ : اور جب مسلمانوں نے کافروں کے لشکر دیکھے بولے یہ ہے وہ جو

Marfat.com

ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچ فرمایا اور اس سے انہیں نہ بڑھا مگر ایمان اور اللہ کی رضا پر راضی ہونا۔

غزوہ بنی قریظہ

اَلَّذِیْنَ عَاھَدْتَّ مِنْھُمْ ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَھُمْ فِیْ کُلِّ مَرَّۃٍ وَّ ھُمْ لَا یَتَّقُوْنَ ۝ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّھُمْ فِی الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِھِمْ مَّنْ خَلْفَھُمْ لَعَلَّھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ ۝ (الانفال - ۵۶-۵۷)

ترجمہ: وہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا پھر ہر بار اپنا عہد توڑ دیتے ہیں اور ڈرتے نہیں تو اگر تم انہیں کہیں لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسا قتل کرو جس سے اُن کے پس ماندوں کو بھگاؤ اس امید پر کہ شاید انہیں عبرت ہو۔

صلح حدیبیہ

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ۙ لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ وَ یَھْدِیَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ۙ وَ یَنْصُرَکَ اللّٰہُ نَصْرًا عَزِیْزًا ۝ (الفتح - ۱-۲-۳)

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرما دی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کردے اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے اور اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے۔

بیعتِ رضوان

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَ اَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ۙ وَّ مَغَانِمَ کَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَھَا ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ۝ وَعَدَکُمُ اللّٰہُ مَغَانِمَ کَثِیْرَۃً تَاْخُذُوْنَھَا فَعَجَّلَ لَکُمْ ھٰذِہٖ وَ کَفَّ اَیْدِیَ

Marfat.com

النَّاسِ عَنْكُمْ وَ لِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ
يَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّ اُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا
عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝
وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا
يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلُ ۚۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝

(الفتح-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳)

ترجمہ: بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا اور بہت سی غنیمتیں جن کو لیں اور اللہ عزت وحکمت والا ہے اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے بہت سی غنیمتوں کا کہ تم لو گے تو تمہیں یہ جلد عطا فرما دی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور اس لئے کہ ایمان والوں کے لئے نشانی ہو اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے اور ایک اور جو تمہارے بَل کی نہ تھی وہ اللہ کے قبضہ میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اگر کافر تم سے لڑیں تو ضرور تمہارے مقابلہ سے پیٹھ پھیر دیں گے پھر کوئی حمایتی نہ پائیں گے۔ نہ مددگار۔ اللہ کا دستور ہے کہ پہلے سے چلا آتا ہے اور ہرگز تم اللہ کا دستور بدلتا نہ پاؤ گے۔

فتح مکہ (۱) وَ هُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ؕ (الفتح-۲۴)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے اُن کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ اُن سے روک دیئے وادیٔ مکہ میں۔ بعد اس کے کہ تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا۔

Marfat.com

۲۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ (النصر۔۱-۲)

ترجمہ: جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں۔

غزوۂ خیبر

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ (الفتح۔۲۰)

ترجمہ: اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے بہت سی غنیمتوں کا کہ تم لوگے تو تمہیں یہ جلد عطا فرمادی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور اس لئے کہ ایمان والوں کے لئے نشانی ہو اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔

غزوۂ عمرۃ القضا یا عمرۃ القضیہ یا عمرۃ الصلح

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ (الفتح۔۲۷)

ترجمہ: بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہوگے اگر اللہ چاہے امن و امان سے اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے بے خوف تو اس نے جانا جو تمہیں معلوم نہیں تو اس سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی۔

غزوۂ حنین

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ

Marfat.com

بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (التوبہ - ۲۵-۲۶)

ترجمہ: بے شک اللہ نے بہت جگہ تمہاری مدد کی اور حنین کے دن جب تم اپنی کثرت پر تھے تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اتنی وسیع ہو کر تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ دے کر پھر گئے پھر اللہ نے اپنی تسکین اُتاری اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر اور وہ لشکر اُتارے جو تم نے نہ دیکھے اور کافروں کو عذاب دیا اور منکروں کی یہی سزا ہے۔

غزوۂ تبوک یا جیش العسرت

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (التوبۃ - ۱۱۷)

ترجمہ: بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں ان غیب کی خبریں بتانے والے اور ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل گھڑی میں ان کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ قریب تھا ان میں سے کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں پھر ان پر رحمت سے متوجہ ہوا۔ بے شک وہ ان پر نہایت مہربان رحم والا ہے۔

بادشاہوں کو دعوتِ اسلام

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ (آل عمران - ۶۴)

ترجمہ: تم فرماؤ اے کتابیو ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں یکساں ہے یہ

Marfat.com

عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اُس کا شریک کسی کو نہ کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنائے اللہ کے سوا۔

حجۃ الوداع اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط

(المائدۃ - ۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

وصال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤی اَعْقَابِکُمْ ط (آل عمران - ۱۴۴)

ترجمہ: اور محمدؐ تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔

حضورؐ کا اُسوۂ حسنہ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب - ۲۱)

ترجمہ: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔

خوارق عادات خوارق عادات کی بہت سی اقسام ہیں۔ منجملہ ان کے وہ معجزات ہیں جو کلام سے متعلق ہیں، ایسے معجزات میں قرآن کریم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ ہے جو ہر وقت ہر شخص کی نظروں کے سامنے ہے۔ قولہٗ تعالیٰ!

۱- وَ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ص (البقرۃ - ۲۳)

ترجمہ: اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص بندے) پر اُتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ۔

Marfat.com

۲- فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا (البقرۃ-۲۴)

ترجمہ: پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے۔

۳- قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا ۝ (بنی اسرائیل ۸۸)

ترجمہ: تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

اور منجملہ خوارق عادات کے حضور کا عالم علویات (چاند ستاروں) میں تصرف کرنے کا ثبوت قرآن مجید میں موجود ہے۔ اہل مکہ نے ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ ہمیں کوئی معجزہ دکھلائیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر کے انہیں دکھا دیئے اور دونوں ٹکڑے اتنے فاصلے پر ہو گئے کہ کوہ حرا ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان میں نظر آتا تھا۔ قال اللہ تعالیٰ:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ (القمر-۱)

ترجمہ: پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بسائط عالم میں تصرف کرنا

۱- فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ (الانفال-۱۷)

ترجمہ: تو تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا۔

۲- وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی ج (الانفال-۱۷)

ترجمہ: اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

اخبار غیب

آئندہ زمانہ کی خبریں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں جن کو پیش گوئیاں کہتے ہیں ان کو پورا ہوتے

Marfat.com

ہوئے تمام دنیا نے دیکھا ہے ان کا قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر ذکر ہے ذیل میں بطور نمونہ دس پیشین گوئیاں درج کی جاتی ہیں۔

۱- **فتح خیبر کے باب میں** | وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ وَّ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ (الفتح ۱۸-۱۹)

ترجمہ: اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا اور بہت سی غنیمتیں جن کو لیں۔

۲- **عمرۃ القضا کے باب میں** | لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ (الفتح-۲۷)

ترجمہ: بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ چاہے۔

۳- **فتح فارس و روم کے باب میں** | ا- وَّ اُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا (الفتح - ۲۱)

ترجمہ: اور ایک اور جو تمہارے بل کی نہ تھی۔

ب- سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ (الفتح-۱۶)

ترجمہ: عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے۔

۴- **غلبۂ روم کے باب میں** | الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۙ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ؕ وَ يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۙ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَ هُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ (الروم- ا تا ۷)

Marfat.com

ترجمہ: رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برس میں۔ حکم اللہ ہی کا ہے آگے اور پیچھے اور اس دن ایمان والے خوش ہوں گے اللہ کی مدد سے۔ مدد کرتا ہے جس کی چاہے اور وہی ہے عزت والا مہربان۔ اللہ کا وعدہ۔ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔ جانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی دنیوی زندگی اور وہ آخرت سے پورے بے خبر ہیں۔

مراجعتِ وطن کی پیشین گوئی

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ قُلْ رَّبِّیْ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰی وَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝
(القصص — ۸۵)

ترجمہ: بے شک جس نے تم پر قرآن فرض کیا وہ تمہیں پھیرے جائے گا جہاں پھرنا چاہتے ہو تم فرماؤ۔ میرا رب خوب جانتا ہے اسے جو ہدایت لایا اور جو کھلی گمراہی میں ہے۔

مسلمانوں کے عروج کی پیشین گوئی

وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۙ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ۝ (النحل - ۴۱-۴۲)

ترجمہ: اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے مظلوم ہو کر ضرور ہم انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے۔ اور بے شک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے کسی طرح لوگ جانتے۔ وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

شرِ مرتدین کے دفع کے باب میں

مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ

Marfat.com

عَنْ دِیْنِہٖ (المائدۃ - ۵۴)

ترجمہ: تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا۔

۶- یہود تمنائے موت نہ کریں گے

وَ لَنْ یَّتَمَنَّوْہُ اَبَدًا (البقرۃ - ۹۵)

ترجمہ: اور ہرگز کبھی موت کی آرزو نہ کریں گے۔

۷- خلفائے راشدین کے باب میں

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ؕ (النور - ۵۵)

ترجمہ: اللہ نے وعدہ دیا اُن کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا۔ جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لئے جما دے گا ان کا وہ دین جو اُن کے لئے پسند فرمایا ہے اور ضرور اُن کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

۸- غلبۂ اسلام بر جمیع ادیان کے باب میں

ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَ لَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ۝ (التوبۃ - ۳۳)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔ پڑے بُرا مانیں مُشرک۔

۹- شرِّ اعداء سے حضورؐ کے محفوظ ہونے کے باب میں

یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ

Marfat.com

رَبَّكَ ط وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ط وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط (المائدۃ-۶۷)

ترجمہ: اے رسول پہنچا دو جو کچھ اُترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اُس کا کوئی پیغام نہ پہنچایا اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

۱۰- حفاظت قرآن کے باب میں

ا- اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجر-۹)

ترجمہ بے شک ہم نے اُتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

ب - اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ج (القیمۃ-۱۷)

ترجمہ: بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔

حضور کی تبلیغ اور اُس کا نتیجہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی تبلیغ کی مدّت کل ۲۳ سال ہے اس مختصر مدت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایسی کامل تعلیم دی کہ انبیائے سابقین علیہم السلام میں جن حضرات کو اس سے بدرجہا زائد مدّت ملی تھی ان کی تعلیم میں اس تعلیم کا عشر عشیر بھی نہیں پایا جاتا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی ساڑھے نوسو برس کی تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ

وَ مَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ (ھود-۴۰)

ترجمہ: اور اس کے ساتھ مسلمان نہ تھے مگر تھوڑے۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ اُن کے متبعین بوقت جہاد کہتے ہیں کہ:

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ (المائدہ-۲۴)

ترجمہ: بولے اے موسیٰ! ہم تو وہاں کبھی نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں ہیں تو آپ جائیے اور آپ کا رب۔ تم دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

Marfat.com

بخلاف اس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا اثر یہ ہے کہ

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ (النصر۔ ۱-۲)

ترجمہ: جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں۔

وہی عرب تھے جو قبل از اسلام ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے لیکن بعد از اسلام اُن میں اتنی اُلفت پیدا ہوئی کہ دو حقیقی بھائیوں میں بھی اس قدر اُلفت کی نظیر نہیں مل سکتی۔ قال اللہ تعالیٰ

وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ج (آل عمران۔۱۰۳)

ترجمہ: اور اللہ کا احسان اپنے اُوپر یاد کرو جب تم میں بیر تھا اُس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اُس کے فضل سے تم آپس میں بھائی ہو گئے۔

اُن کی پہلے یہ حالت تھی کہ انہوں نے خدا پرستی کا خواب بھی کبھی نہیں دیکھا تھا لیکن اسلام لانے کے بعد یادِ خدا اُن کا محبوب مشغلہ بن گیا۔ قال اللہ تعالیٰ:

۱- وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (الانعام۔۵۲)

ترجمہ: اور دُور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام اس کی رضا چاہتے ہیں۔

۲- وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ط (آل عمران۔ ۱۰۳)

ترجمہ: اور تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو اُس نے تمہیں اس سے بچایا۔

۳- تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط (الفتح۔۲۹)

Marfat.com

ترجمہ: تُو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے۔

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَ اَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ۙ وَّ مَغَانِمَ کَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَھَا ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ۝ (الفتح-۱۸-۱۹)

ترجمہ: بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اُتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا اور بہت سی غنیمتیں جن کو لیں اور اللہ عزت و حکمت والا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی برحق ہونے کا ثبوت

اہل کتاب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نبی برحق ہونا جانتے تھے

وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ ؕ (البقرۃ-۱۴۴)

ترجمہ: اور وہ جنہیں کتاب ملی ہے ضرور جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے۔

۲- اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ ؕ وَ اِنَّ فَرِیْقًا مِّنْھُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرۃ-۱۴۶)

ترجمہ: جب ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے

Marfat.com

آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے اور بے شک اُن میں ایک گروہ جان بوجھ کر حق کو چھپاتے ہیں۔

۳- وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّہٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّکَ بِالْحَقِّ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ (الانعام-۱۱۵)

ترجمہ: اور جن کو ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کہ یہ تیرے رب کی طرف سے سچ اُترا ہے تو اے سُننے والے تو ہرگز شک والوں میں نہ ہو۔

۴- وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا ۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ ۝ (الرعد-۴۳)

ترجمہ: اور کافر کہتے ہیں تم رسول نہیں تم فرماؤ اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور وہ جسے کتاب کا علم ہے۔

۵- اَوَلَمْ یَکُنْ لَّھُمْ اٰیَۃً اَنْ یَّعْلَمَہٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (الشعراء-۱۹۷)

ترجمہ: اور کیا یہ ان کے لئے نشانی نہ تھی کہ اس نبی کو جانتے ہیں بنی اسرائیل کے عالم۔

۶- کَیْفَ یَھْدِی اللّٰہُ قَوْمًا کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ وَشَھِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَھُمُ الْبَیِّنٰتُ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (آل عمران-۸۶)

ترجمہ: کیونکر اللہ ایسی قوم کی ہدایت چاہے جو ایمان لاکر کافر ہوگئے اور گواہی دے چکے تھے کہ رسول سچا ہے اور انہیں کھلی نشانیاں آچکی تھیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوّت پر اللہ تعالیٰ کی شہادت

۱- قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَھَادَۃً ؕ قُلِ اللّٰہُ ۙ شَھِیْدٌ ۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ ۙ (الانعام-۱۹)

ترجمہ: تم فرماؤ سب سے بڑی گواہی کس کی ہے؟ تم فرماؤ کہ اللہ گواہ ہے مجھ میں اور تم میں۔

Marfat.com

۲- وَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ ۝ (الرعد-۴۳)

ترجمہ: اور کافر کہتے ہیں کہ تم رسول نہیں تم فرماؤ اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم میں اور وہ جسے کتاب کا علم ہے۔

حضور پر اُسی طرح وحی ہوئی جس طرح دوسرے انبیاء پر ہوئی

۱- اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ کَمَآ اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِہٖ ۚ وَ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اِبْرٰہِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ عِیْسٰی وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْنُسَ وَ ہٰرُوْنَ وَ سُلَیْمٰنَ ۚ وَ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝

(النسا ـــــ ۱۶۳)

ترجمہ: بے شک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اُن کے بیٹوں اور عیسٰی اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کو وحی کی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا فرمائی۔

۲- وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰہُمْ عَلَیْکَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْہُمْ عَلَیْکَ ؕ وَ کَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا ۚ (النساء-۱۶۴)

ترجمہ: اور رسولوں کو جن کا ذکر آگے ہم تم سے فرما چکے اور ان رسولوں کو جن کا ذکر تم سے نہ فرمایا اور اللہ نے موسٰی سے حقیقۃً کلام فرمایا۔

۳- رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ۝ (النسا-۱۶۵)

ترجمہ: رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

۴- لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْہَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْکَ اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ ۚ وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ

Marfat.com

يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ (النساء - ۱۶۶)

ترجمہ: لیکن اے محبوب اللہ اس کا گواہ ہے جو اُس نے تمہاری طرف اُتارا وہ اُس نے اپنے علم سے اُتارا ہے اور فرشتے گواہ ہیں اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔

حضور کی اور دوسرے انبیاء کی تعلیم ایک تھی

۱- مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ

(حٰمٓ سجدہ - ۴۳)

ترجمہ: تم سے نہ فرمایا جائے گا مگر وہی جو تم سے اگلے رسولوں کو فرمایا گیا۔

۲- قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ وَمَا اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (الاحقاف - ۹)

ترجمہ: تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں اور میں (از خود) نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائیگا اور تمہارے ساتھ کیا۔ میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے اور میں نہیں مگر ڈر سنانے والا۔

حضور حضرت موسیٰ کی مانند رسول تھے

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۝ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝ (المزمل - ۱۵)

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا کہ تم پر حاضر ناظر ہیں جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا۔

توریت میں حضور کا ذکر

۱- اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ

Marfat.com

الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْھِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَ نَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ ۙ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (الاعراف ۔۱۵۷)

ترجمہ : وہ جو غلامی کریں گے اس رسول اُمّی غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور بُرائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور اُن پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو اُن پر تھے اُتارے گا تو وہ اس پر ایمان لائیں گے اور اُس کی تعظیم کریں گے اور اُسے مدد دیں گے اور اس نور کی پیروی کریں گے جو اُس کے ساتھ اُترا وہی بامراد ہوں گے۔

۲۔ وَقَالُوْا لَوْلَا یَاْتِیْنَا بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِھِمْ بَیِّنَۃُ مَا فِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی ۝ (طٰہٰ ۔۱۳۳)

ترجمہ : اور کافر بولے یہ اپنے رب کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے اور کیا انہیں اس کا بیان نہ آیا جو اگلے صحیفوں میں ہے۔

۳۔ وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىۃِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا ھٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝

(الصف ـــــ ۶)

ترجمہ : اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور اُن رسول کی بشارت سُناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے۔ اُن کا نام احمد ہے پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر

Marfat.com

تشریف لائے۔ بولے یہ کھُلا جادو ہے۔

اہلِ کتاب جو باتیں چھپاتے تھے حضورؐ نے انہیں ظاہر فرمایا

۱۔ یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ قَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ کَثِیْرًا مِّمَّا کُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْکِتٰبِ وَ یَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۙ (المائدۃ - ۱۵)

ترجمہ: اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس ہمارے رسول تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں اور بہت سی معاف فرماتے ہیں۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

۲۔ یَھْدِیْ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ بِاِذْنِہٖ وَ یَھْدِیْھِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ (المائدۃ - ۱۶)

ترجمہ: اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے اُسے جو اللہ کی مرضی پر چلا سلامتی کے راستے اور انہیں اندھیریوں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اپنے حکم سے اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

حضورؐ کی رسالت میں شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی

۱۔ اَفَلَمْ یَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَھُمْ مَّا لَمْ یَاْتِ اٰبَآءَھُمُ الْاَوَّلِیْنَ ۚ (المؤمنون - ۶۸)

ترجمہ: کیا اُنہوں نے بات کو سوچا نہیں یا اُن کے پاس وہ آیا جو ان کے باپ دادا کے پاس نہ آیا تھا۔

۲۔ اَمْ لَمْ یَعْرِفُوْا رَسُوْلَھُمْ فَھُمْ لَہٗ مُنْکِرُوْنَ ۝ (المؤمنون - ۶۹)

Marfat.com

ترجمہ : یا اُنہوں نے اپنے رسول کو نہ پہچانا تو وہ اُسے بیگانہ سمجھ رہے ہیں۔

۳۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ بِہٖ جِنَّۃٌ ؕ بَلْ جَآءَھُمْ بِالْحَقِّ وَ اَکْثَرُھُمْ لِلْحَقِّ کٰرِھُوْنَ ۝ (المؤمنون - ۷۰)

ترجمہ : یا کہتے ہیں کہ اسے سودا ہے بلکہ وہ تو اُن کے پاس حق لائے اور اُن میں اکثر کو حق بُرا لگتا ہے۔

۴۔ وَ لَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَھْوَآءَھُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِیْھِنَّ ؕ بَلْ اَتَیْنٰھُمْ بِذِکْرِھِمْ فَھُمْ عَنْ ذِکْرِھِمْ مُّعْرِضُوْنَ ؕ (المؤمنون - ۷۱)

ترجمہ : اور اگر حق اُن کی خواہشوں کی پیروی کرتا تو ضرور آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں سب تباہ ہو جاتے بلکہ ہم تو اُن کے پاس وہ چیز لائے جس میں اُن کی ناموری تھی تو وہ اپنی عزت سے مُنہ پھیرے ہوئے ہیں۔

۵۔ اَمْ تَسْئَلُھُمْ خَرْجًا فَخَرٰجُ رَبِّکَ خَیْرٌ ۚ وَّ ھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝ (المؤمنون - ۷۲)

ترجمہ : کیا تم اُن سے کچھ اُجرت مانگتے ہو تو تمہارے رب کا اجر سب سے بھلا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا۔

۶۔ وَ اِنَّکَ لَتَدْعُوْھُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ (المؤمنون - ۷۳)

ترجمہ : اور بے شک تم انہیں سیدھی راہ کی طرف بُلاتے ہو۔

حضور لکھتے تھے اور نہ لکھا ہوا دیکھ کر پڑھتے تھے

۱۔ وَ مَا کُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِہٖ مِنْ کِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّہٗ بِیَمِیْنِکَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ (العنکبوت - ۴۸)

ترجمہ : اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔

Marfat.com

۲- بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ
وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝ (العنکبوت-۴۹)

ترجمہ: بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں ان کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا اور ہماری آیتوں کا انکار نہیں کرتے مگر ظالم۔

۳- وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا
الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۫ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (العنکبوت-۵۰)

ترجمہ: اور بولے کیوں نہ اتریں کچھ نشانیاں ان پر ان کے رب کی طرف سے تم فرماؤ کہ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں۔

۴- اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى
عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝
(العنکبوت-۵۱)

ترجمہ: اور کیا یہ انہیں کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اُتاری جو اُن پر پڑھی جاتی ہے۔ بے شک اس میں رحمت اور نصیحت ہے ایمان والوں کے لئے

۵- وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ
مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ
بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (الشوریٰ-۵۲)

ترجمہ: اور یونہی ہم نے تمہیں وحی بھیجی ایک جانفزا چیز اپنے حکم سے اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکامِ شرع کی تفصیل ہاں ہم نے اُسے نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں سے جسے چاہتے ہیں اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔

۶- صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَى
اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝ (الشوریٰ-۵۳)

Marfat.com

ترجمہ: اللہ کی راہ کہ اسی کا ہے جو کچھ زمین میں ہے سنتے ہو سب کام اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں۔

حضور شاعر نہ تھے

۱- وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ (یٰسٓ-۶۹)

ترجمہ: اور ہم نے اُن کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ اُن کی شان کے لائق ہے۔

۲- اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ۝ (الطّور-۳۰)

ترجمہ: یا کہتے ہیں یہ شاعر ہیں ہمیں ان پر حوادث زمانہ کا انتظار ہے۔

۳- قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ۝ (الطّور-۳۱)

ترجمہ: تم فرماؤ انتظار کئے جاؤ میں بھی تمہارے انتظار میں ہوں۔

۴- اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (الطّور-۳۳)

ترجمہ: یا کہتے ہیں انہوں نے یہ قرآن بنالیا بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے۔

۵- فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝ (الطّور-۳۴)

ترجمہ تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں اگر سچے ہیں۔

۶- وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ (الحاقۃ-۴۱)

ترجمہ: اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں۔

حضور کاہن نہیں تھے

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ۝ (الطّور-۲۹)

ترجمہ: تو اے محبوب تم نصیحت فرماؤ کہ تم اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہو نہ مجنوں۔

۲- وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ (الحاقۃ-۴۲)

ترجمہ: اور نہ کسی کاہن کی بات۔

حضور اپنی خواہش سے نہیں صرف وحی سے بولتے

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ

Marfat.com

هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۙ (النجم-۳-۴)

ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

حضور پر ایمان لانے میں قریش کفار کے فضول عذر

وَقَالُوْا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰی مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا یُّجْبٰۤی اِلَیْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ (القصص - ۵۷)

ترجمہ: اور کہتے ہیں اگر ہم تمہارے ساتھ ہدایت کی پیروی کریں تو لوگ ہمارے ملک سے ہمیں اچک لے جائیں گے کیا ہم نے انہیں جگہ نہ دی امان والی حرم میں جس کی طرف ہر چیز کے پھل لائے جاتے ہیں ہمارے پاس کی روزی لیکن ان میں اکثر کو علم نہیں۔

حضور دین حق لائے

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِیْنَ خَصِیْمًا ۙ (النساء - ۱۰۵)

ترجمہ: اے محبوب بے شک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اُتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح تمہیں اللہ دکھائے اور دغا والوں کی طرف سے نہ جھگڑو۔

حضور حق پر تھے

اِنَّكَ عَلَی الْحَقِّ الْمُبِیْنِ ۝ (النمل - ۷۹)

ترجمہ: بے شک تم روشن حق پر ہو۔

حضور نے رسولوں کی تصدیق کی

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ (الصّٰفّٰت - ۳۷)

ترجمہ: بلکہ وہ تو حق لائے ہیں اور اُنہوں نے رسولوں کی تصدیق فرمائی۔

Marfat.com

حضورؐ کو خُدا نے اپنے بندوں پر حجت پُورا کرنے کے لئے بھیجا

۱- وَلَوْ لَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (القصص - ۴۷)

ترجمہ: اور اگر نہ ہوتا کہ کبھی پہنچتی انہیں کوئی مصیبت اس کے سبب جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تو کہتے اے ہمارے رب تو نے کیوں نہ بھیجا ہماری طرف کوئی رسول کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لاتے۔

۲- وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ (القصص - ۵۱)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے اُن کے لئے بات مسلسل اُتاری کہ وہ دھیان کریں۔

۳- لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ (یٰسٓ - ۷۰)

ترجمہ: کہ اُسے ڈرائے جو زندہ ہو اور کافروں پر بات ثابت ہو جائے۔

حضورؐ راہ راست پر تھے اور لوگوں کو سیدھی راہ پر بلاتے تھے

۱- اِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (الحج - ۶۷)

ترجمہ: بے شک تم سیدھی راہ پر ہو۔

۲- عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (یٰسٓ - ۴)

ترجمہ: سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو۔

۳- وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (المؤمنون - ۷۳)

ترجمہ: اور بے شک تم انہیں سیدھی راہ کی طرف بُلاتے ہو۔

۴- وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (الشوریٰ - ۵۲)

Marfat.com

ترجمہ: اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔

۵۔ صِرَاطِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ اَلَا اِلَی اللّٰہِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ۝ (الشوریٰ-۵۳)

ترجمہ: اللہ کی راہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سنتے ہو سب کام اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں۔

۶۔ اِنَّکَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ (الزخرف-۴۳)

ترجمہ: بے شک تم سیدھی راہ پر ہو۔

۷۔ وَ یَھْدِیَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ۝ (الفتح-۲)

ترجمہ: اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔

حضور سے بیعت خدا سے بیعت

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ۚ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ ۚ وَ مَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (الفتح-۱۰)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد کو توڑا اس نے اپنے بُرے کو عہد توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اُس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اُسے بڑا ثواب دے گا۔

بعثتِ نبوی کی حکمت

۱۔ کَذٰلِکَ اَرْسَلْنٰکَ فِیْ اُمَّۃٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِھَا اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَیْھِمُ الَّذِیْ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ وَھُمْ یَکْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ ھُوَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ مَتَابِ ۝ (الرعد-۳۰)

ترجمہ: اسی طرح ہم نے تم کو اُس اُمت میں بھیجا جس سے پہلے اُمتیں ہو گزریں کہ تم اُنہیں پڑھ کر سناؤ جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور وہ رحمٰن

Marfat.com

کے مُنکر ہو رہے ہیں تم فرماؤ وہ میرا رب ہے اُس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اُسی پر بھروسہ کیا اور اُسی کی طرف میرا رجوع ہے۔

۲- یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ (المائدۃ - ۶۷)

ترجمہ: اے رسول! پہنچا دو جو کچھ اُترا تمہیں رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

۳- حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ آپ اپنے ساتھ والے متبعین اور آنے والے مومنین کے لئے خدا کی حفاظت طلب کریں۔

(یعنی آپ پہلوں اور پچھلوں کے سفارشی ہیں)۔

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ (محمد-۱۹)

نوٹ: بعض مترجمین نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

ترجمہ مولوی محمود حسن:

"اور معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے اور ایمان دار مردوں اور عورتوں کے لئے"

ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی:

"اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیئے اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے"

ترجمہ ابوالاعلیٰ مودودی:

"اور معافی مانگو اپنے قصور کے لئے بھی اور مومن مردوں اور عورتوں کے لئے بھی"

ان مترجمین نے اپنے ترجموں میں ایسے الفاظ استعمال کئے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ خطاکار اور قصوروار بنا ڈالا۔ ذرا غور کیجئے ان غیر محتاط تراجم کے مطالعہ سے ایک عام مسلمان یا ایک غیر مسلم کیا تأثر لے

Marfat.com

سکتا ہے ؟ یہی کہ معاذ اللہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا دامن بھی خطاؤں سے پاک نہ تھا۔ کیا یہ تراجم دشمنانِ اسلام کے ہاتھ میں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف ایک مضبوط ہتھیار تھما دینے کے موجب نہیں ہوں گے ؟ کیا ان تراجم سے عصمت انبیاء علیہم السلام کا مسلّمہ عقیدہ مجروح نہیں ہوتا ان تراجم کے مقابلہ میں اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کا ترجمہ ایمان و عرفان اور علم و تحقیق کا ایک حسین مرقع ہے انہوں نے خُدائے قدوس کے کلامِ پاک کے شایانِ شان ترجمہ کر کے حضور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ محبوبیت اور عظمت مصطفویت کو کتنے عمدہ پیرایہ میں اجاگر کیا ہے اور کسی طویل تفسیر کے بغیر ترجمہ میں ہی ساری بات واضح کر دی ہے کہ "مومنین و مومنات" سے تمام مسلمان مرد و زن مراد ہیں اور " ذنبک " میں اُمّتِ مسلمہ کے خواص کی طرف اشارہ ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خطاؤں کا ذکر نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات معصوم اور پاک ہے جن کی زبان وحی ترجمان اور جن کا سینہ الم نشرح کا گنجینہ ہو جو شفیع المذنبین ہوں جن کے معاملہ کو خُدا اپنا معاملہ اور جن کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمائے اُن کے متعلق گناہ و خطا کی نسبت کا تصور بھی گناہ اور خطا ہے۔

اعلیٰحضرت کا ترجمہ ملاحظہ فرمایئے !

"اور اے محبوب ! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔"

خصائص النبی

علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ :

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے خصائص میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا نام لے کر نہیں پکارا بلکہ صفت کا ذکر کیا ہے جیسے " یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ " " یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ " " یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ " لیکن باقی انبیائے کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے نام لے کر

Marfat.com

ندا فرمائی[1]" مثلاً

۱- یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ (البقرۃ - ۳۵)

ترجمہ: اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو۔

۲- یٰنُوْحُ اھْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا (ھود - ۴۸)

ترجمہ: اے نوح! کشتی سے اُتر ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ

۳- یٰاِبْرٰھِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا ج (ھود - ۷۶)

ترجمہ: اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ۔

۴- وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یٰمُوْسٰی ۝ (طٰہٰ - ۱۷)

ترجمہ: اور تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ

۵- یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ (ص - ۲۶)

ترجمہ: اے داؤد! بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا۔

۶- یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ اِسْمُہٗ یَحْیٰی (مریم - ۷)

ترجمہ: اے زکریا! ہم تجھے خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام یحییٰ ہے

۷- یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ ط (مریم - ۱۲)

ترجمہ: اے یحییٰ کتاب مضبوط تھام۔

۸- اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔ (آل عمران - ۵۵)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ! میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا اور تجھے کافروں سے پاک کروں گا۔

رسولِ اکرم سے خطابِ ربانی

۱- یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ط (المائدۃ - ۶۷)

---

[1] خصائص الکبریٰ جلد دوم صفحہ ۱۹۰

Marfat.com

ترجمہ : اے رسول پہنچا دو جو کچھ اُتارا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے۔

۲۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ (الاحزاب ۴۵)

ترجمہ : اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔

۳۔ یٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۙ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۙ (یٰسٓ۔ ۱ تا ۳)

ترجمہ : حکمت والے قرآن کی قسم بے شک تم بھیجے ہوؤں میں سے ہو۔

۴۔ یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۙ (المزمل۔ ۱-۲)

ترجمہ : اے جھرمٹ مارنے والے! رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے۔

نوٹ : اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کی تصریح فرمائی وہاں ساتھ ہی رسالت یا کسی اور وصف کا ذکر فرمایا :

۱۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ (آل عمران ۔ ۱۴۴)

ترجمہ : اور محمد تو ایک رسول ہیں اُن سے پہلے اور رسول ہو چکے۔

۲۔ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۝ (الاحزاب۔ ۴۰)

ترجمہ : محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

۳۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔

ترجمہ : اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر اُتارا گیا۔

۴۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ۔ (الفتح۔ ۲۹)

ترجمہ : محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور

Marfat.com

آپس میں نرم دل۔

حضورِ نور میں

۱۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝

ترجمہ: بے شک اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

۲۔ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط (النور۔ ۳۵)

ترجمہ: اُس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اُس میں ایک چراغ ہے۔

۲۔ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (التوبۃ۔ ۳۲)

ترجمہ: چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نور اپنے مُنہ سے بجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا پڑے بُرا مانیں کافر

مولوی ظفر علی خان نے اس آیت کے مفہوم کو اپنے ایک شعر میں اس طرح بیان کیا ہے ؎

نورِ خُدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھُونکوں سے یہ چراغ، بجھایا نہ جائے گا

۴۔ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (الصف۔ ۸)

ترجمہ: چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا ہے پڑے بُرا مانیں کافر۔

۵۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ (الاحزاب ۴۵-۴۶)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بُلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

Marfat.com

حضور حاضر و ناظر ہیں

۱- اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ (الفتح - ۸)

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی و ڈر سناتا۔

۲- وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ (النساء - ۶۴)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے پاس حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

۳- وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِیْهِمْ ۚ (الانفال - ۳۳)

ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو۔

۴- وَجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا ۝ (النساء - ۴۱)

ترجمہ: اے محبوب! تمہیں اُن سب پر گواہ و نگہبان بنا کر لائیں۔

۵- اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝ (المزمل - ۱۵)

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجے کہ تم پر حاضر و ناظر ہیں جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے۔

حضور کا ادب رکن ایمان ہے

۱- اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ (الفتح - ۸-۹)

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اُس کے رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

۲- یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ

Marfat.com

وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ (الحجرات - ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اُونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور اُن کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اِکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

۳۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط (الحجرات - ۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو۔

۴۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّا اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ

(الاحزاب - ۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو۔ نبی کے گھروں میں حاضر نہ ہو جب تک اذن نہ پاؤ۔ مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ۔ نہ یُوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو۔

۵۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ (الحجرات - ۴)

ترجمہ: بے شک وہ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں

۶۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط (النور - ۶۳)

ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

۷۔ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ (الاعراف - ۱۵۷)

Marfat.com

ترجمہ: تو وہ جو اُن پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اُسے مدد دیں۔

۸۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ (الانفال-۲۴)

ترجمہ: جب رسول تمہیں اُس چیز کے لئے بُلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

حضور کی گستاخی کفر ہے

۱۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ (البقرۃ-۱۰۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

۲۔ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ (التوبۃ-۶۱)

ترجمہ: اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔

۳۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۝ (الاحزاب-۵۷)

ترجمہ: بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول کو اُن پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے اُن کے لئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۴۔ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً ؕ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِیْنَ ۝ (التوبۃ-۶۶)

ترجمہ: بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر اگر ہم تم میں کسی کو معاف کریں تو اوروں کو عذاب دیں گے اس لئے کہ وہ مجرم تھے۔

۵۔ وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَ

Marfat.com

نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط وَ سَاءَتْ مَصِيْرًا ٥ (النساء-۱۱۵)

ترجمہ: اور جو رسول کے خلاف کرے بعد اُس کے حق راستہ اُس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جُدا جُدا چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے اُسے دوزخ میں داخل کریں گے۔

۶- وَ مَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ٥ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَ اَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ ٥ (الانفال - ۱۳-۱۴)

ترجمہ: جو اللہ اور اُس کے رسول سے مخالفت کرے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے یہ تو چکھو اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ کافروں کو آگ کا عذاب ہے۔

۷- فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ٥ (النور-۶۳)

ترجمہ: تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا اُن پر کوئی دردناک عذاب ہے۔

۸- اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ قَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ط وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ٥ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ط اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَ نَسُوْهُ ط وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ٥ (المجادلۃ-۵-۶)

ترجمہ: بیشک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی ذلیل کیے گئے جیسے اُن سے اگلوں کو ذلت دی گئی اور بیشک ہم نے روشن آیتیں اتاریں اور کافروں کے لئے خواری کا عذاب ہے جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا پھر انہیں ان کے کوتک (کرتوت) جتا دے گا۔ اللہ نے انہیں گن رکھا ہے اور وہ بھول گئے اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔

Marfat.com

۹۔ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ شَاقُّوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ج وَمَنْ یُّشَاقِّ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ (الحشر۔۴)

ترجمہ: یہ اس لئے کہ وہ اللہ سے اور اس کے رسول سے پھٹے رہے جو اللہ اور اُس کے رسول سے پھٹا رہے تو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

حضورؐ کی محبت و اتباع فرض ہے

۱۔ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَکَلِمٰتِہٖ وَاتَّبِعُوْہُ (الاعراف۔۱۵۸)

ترجمہ: تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اُس کی غلامی کرو۔

۲۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (آل عمران۔۳۱)

ترجمہ: اے محبوب تم فرما دو لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ۔ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۳۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (النساء۔۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔

۴۔ وَاتَّبِعُوْہُ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ۝ (الاعراف۔۱۵۸)

ترجمہ: اور اُن کی غلامی کرو تاکہ تم راہ پاؤ۔

۵۔ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (الاعراف۔۱۵۷)

ترجمہ: تو وہ جو اُن پر ایمان لائیں اور اُن کی تعظیم کریں اور اُسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اُس کے ساتھ اُترا وہی بامراد ہوئے۔

Marfat.com

۶- اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ (الاعراف-۱۵۷)
ترجمہ: وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے، غیب کی خبریں دینے والے کی۔
۷- وَاِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ط (النور-۵۴)
ترجمہ: اور اگر رسول کی فرمانبرداری کرو گے راہ پاؤ گے۔
۸- وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ج وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ج
(الحشر-۷)
ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرما دیں وہ لو اور جس سے منع فرما دیں باز رہو۔

حضور بحیثیت حاکم و فرمانروا

۱- وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط (النسآء-۶۴)
ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔
۲- مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج (النساء-۸۰)
ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔
۳- یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ
فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ
كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ط (النساء-۵۹)
ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور رسول کا اور اُن کا جو تم میں حکومت والے ہوں۔ پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اُٹھے تو اُسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔
۴- یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ
وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ (محمد-۳۳)
ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل نہ کرو۔

Marfat.com

۵۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ط یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ج (الفتح ۔ ۱۰)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

حضور اُمت کے تمام معاملات اور فیصلوں میں قاضی ہیں

۱۔ اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَا اَرٰکَ اللّٰہُ ط (النساء ۔ ۱۰۵)

ترجمہ: اے محبوب! بے شک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اُتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح تمہیں اللہ دکھائے۔

۲۔ وَ قُلْ اٰمَنْتُ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنْ کِتٰبٍ ج وَ اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ (الشوریٰ ۔ ۱۵)

ترجمہ: اور کہو میں ایمان لایا اور اُس پر جو کوئی کتاب اللہ نے اُتاری اور مجھے حکم ہے کہ میں تم میں انصاف کروں۔

۳۔ اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ط (النور ۔ ۵۱)

ترجمہ: مسلمانوں کی بات تو یہی ہے کہ جب اللہ اور اُس کے رسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول اُن میں فیصلہ فرمائے تو عرض کریں ہم نے سُنا اور حکم مانا۔

۴۔ وَ اِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ وَ اِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا ۝ (النسآء ۔ ۶۱)

ترجمہ۔ اور جب اُن سے کہا جائے کہ اللہ کی اُتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے مُنہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔

۵۔ وَ مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ

Marfat.com

اَمْرً اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ (الاحزاب۔۳۶)

ترجمہ: اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ اور رسول کچھ فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔

۶۔ فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ (النساء۔۶۵)

ترجمہ: تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرماؤ اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

حضور معلم کتاب و حکمت ہیں

۱۔ رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ وَ یُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ (البقرۃ۔۱۲۹)

ترجمہ: اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ اُن پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور اُنہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمائے بے شک تُو ہی ہے غالب حکمت والا۔

۲۔ کَمَا اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْکُمْ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا وَ یُزَکِّیْکُمْ وَ یُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ وَ یُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرۃ۔۱۵۱)

ترجمہ: جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔

۳۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ

Marfat.com

اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

(آل عمران - ۱۶۴)

ترجمہ : بے شک اللہ کا بڑا احسان ہے مسلمانوں پر کہ اُن میں اُنہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتا ہے اور اُنہیں پاک کرتا ہے انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔

۴۔ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (الجمعۃ - ۲)

ترجمہ : وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں اُنہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور اُنہیں پاک کرتے ہیں اور اُنہیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔

حضور سارے جہان کے نبی ہیں

۱۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سبا - ۲۸)

ترجمہ : اور اے محبوب! ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔ خوشخبری دیتا ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

۲۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (الانبیاء - ۱۰۷)

ترجمہ : اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر سارے جہانوں کے لئے رحمت۔

۳۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔ (الاعراف - ۱۵۸)

ترجمہ : تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

۴۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ (الکوثر - ۱)

ترجمہ : اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

Marfat.com

۵۔ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ (النسآء-۷۹)
ترجمہ: اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لئے رسول بھیجا اور اللہ کافی ہے گواہ۔

۶۔ تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۝ (الفرقان-۱)
ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

حضور کو علم غیب دیا گیا

۱۔ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن-۲۶)
ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

۲۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪ (آل عمران-۱۷۹)
ترجمہ: اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے۔ ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

۳۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ (النساء-۱۱۳)
ترجمہ: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

۴۔ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ (الانعام-۳۸)
ترجمہ: ہم نے اس کتاب میں نہیں چھوڑی لکھنے میں کوئی چیز۔

۵۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (النحل-۸۹)
ترجمہ: اور ہم نے تم پر قرآن اُتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

۶۔ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (یونس-۳۷)

Marfat.com

ترجمہ سب کی تفصیل سے اس قرآن میں کچھ شک نہیں پروردگار عالم کی طرف سے۔

۷۔ اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ (الرحمٰن - ۱-۲)

ترجمہ: رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔

۸۔ وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝ (التکویر-۲۴)

ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

۹۔ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (الانعام-۵۹)

ترجمہ: اور کوئی تر اور خشک نہیں مگر ایک روشن کتاب میں لکھا ہوا۔

حضور کا اللہ تعالیٰ کی محبت میں محو ہونا

وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ (الضحیٰ-۷)

ترجمہ: اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی راہ دی۔

نوٹ: مولوی محمود حسن نے مندرجہ بالا آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے:

"اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ بھائی"

مولوی محمود حسن کے ترجمہ میں لفظ "بھٹکتا" قابلِ غور ہے۔ ذیل میں اُردو کی چند لغتوں سے اُس کے معنی درج کئے جاتے ہیں۔

بھٹکنا: گمراہ ہونا۔ راہ بھولنا۔ بے راہ چلنا۔ آوارہ ہونا۔ سرگشتہ ہونا۔ ڈانواں ڈول ہونا (فرہنگ آصفیہ)

بھٹکنا: گمراہ ہونا۔ راہ بھولنا۔ بے راہ چلنا۔ آوارہ ہونا۔ سرگشتہ ہونا۔ ڈانواں ڈول ہونا (نور اللغات)

بھٹکنا: گمراہ ہونا۔ رستہ بھولنا۔ بے راہ ہونا۔ آوارہ ہونا (جامع اللغات)

مترجم نے ایک لفظی معنی کے پیچھے پڑ کر یہ نہ سوچا کہ ان کے قلم سے کس عظیم القدر ہستی کا دامنِ عصمت چاک ہو رہا ہے ایک لفظ کے ہر جگہ ایک معنی نہیں ہوتے۔ ضال کے معنی گمراہ کے بھی ہیں لیکن اس کے معنی کسی امر کی طلب اور محبت میں محو ہو جانے کے بھی ہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے

Marfat.com

بارے میں آتا ہے:

قَالُوْا تَا للّٰہِ اِنَّکَ لَفِیْ ضَلٰلِکَ الْقَدِیْمِ ۝ (یوسف - ۹۵)

ترجمہ: بیٹے بولے خدا کی قسم آپ اپنی اس پرانی خود رفتگی میں ہیں۔

یہاں حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں محویت کو "ضلال" کہا گیا ہے۔ لفظ ضال عربی زبان میں متعدد معانی میں استعمال ہوتا ہے اس کا ایک معنی ہے مغلوب ہونا۔ چنانچہ کہا جاتا ہے "ضل الماء فی اللبن" پانی دودھ میں مخلوط ہوکر مغلوب ہوگیا۔ جو درخت بیابان میں تنہا ہو اُس کے لئے بھی اس لفظ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں "شجرۃ ضالۃ" اور جب کوئی لفظ متعدد معنوں میں مستعمل ہو تو اس کے کسی ایک معنی کے تعین مقام اور حال کے مناسبت سے کی جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مناسب اس جگہ صرف محبت میں محو ہونے کا معنی ہے۔ جس طرح اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی نے اس آیت میں "ضال" کو محبت پر محمول کیا ہے۔ جس کتاب نے حضور سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ اعلان کیا ہو:

مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی ۝ (النجم - ۲)

ترجمہ: تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔

تو پھر وہی کتاب یہ کس طرح کہہ سکتی ہے کہ تجھ کو "بھٹکتا پایا" لہٰذا یہ معنی قطعاً غلط ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ نبی معصوم کے حق میں اس قسم کے الفاظ کا استعمال کتنی بڑی سوء ادبی ہے مگر اس چیز کی پرواہ کئے بغیر مولوی محمود حسن نے اس آیت کا ترجمہ کیا ہے۔

"اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ بھائی"

حالانکہ یہ ترجمہ اُمّت کے اجماعی عقیدے کے خلاف ہے۔ امام رازی، امام راغب اصفہانی، علامہ سلیمان جمل، علامہ صاوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ "ضال" کا استعمال محبت میں محو ہونے کے لئے بھی ہوتا

Marfat.com

ہے۔ اعلیٰحضرت بریلوی نے آیت زیرِ بحث کے ترجمہ میں اپنی بےمثال لغت دانی اور حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم ترین ثبوت دیا ہے۔

اعلیٰحضرت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔

"اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔"

لفظ خود رفتہ ایک طرف تو ادبی محاسن کا مرقع ہے دوسری طرف اس سے محبت و شیفتگی کے تمام جذبات کا اظہار ہو جاتا ہے۔

حضورؐ کی ذات قدسی صفات ہر مسلمان کیلئے اُسوۂ حسنہ ہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝ (الاحزاب - ۲۱)

ترجمہ: بے شک تمہیں رسول کی پیروی بہتر ہے اُس کے لئے کہ اللہ اور پچھلے دن کے اُمید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

حضورؐ کیلئے مقام محمود

عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ (بنی اسرائیل - ۷۹)

ترجمہ: قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

حضورؐ مسلمانوں کی جانوں سے بھی عزیز ہیں

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب - ۶)

ترجمہ: نبی مسلمانوں کا اُن کی جان سے زیادہ مالک ہے۔

حضورؐ کے اعلیٰ اخلاق کی تعریف اور بے انتہا اجر

وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (القلم - ۳-۴)

ترجمہ: اور ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے اور بے شک تمہاری

Marfat.com

خُو بڑی شان کی ہے۔

دعائے خلیل و نوید مسیحا

۱- رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ یُزَكِّیْهِمْ ط (البقرۃ - ۱۲۹)

ترجمہ: اے رب ہمارے اور بھیج اُن میں ایک رسول انہیں میں سے کہ اُن پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور اُنہیں خوب ستھرا فرمائے۔

۲- وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ط (الصف - ۶)

ترجمہ: اور اُن رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے اُن کا نام احمد ہے۔

مسلمانوں کی تکلیف حضور پر شاق گزرتی ہے

عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ (التوبۃ - ۱۲۸)

ترجمہ: جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔

حضور پر کتاب اور حکمت نازل کی گئی

وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ (النساء - ۱۱۳)

ترجمہ: اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اُتاری۔

حضور مرادِ الٰہی کے مُبیّن (بیان کرنے والے) ہیں

وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ (النحل - ۴۴)

ترجمہ: اور اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف یہ یادگار اُتاری کہ تم لوگوں سے بیان کرو جو اُن کی طرف اُترا۔

حضور کا عذابِ الٰہی سے روک ہونا

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِیْهِمْ ط (الانفال - ۲)

Marfat.com

ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ اُن پر عذاب کرے جب تک اے محبوب تم اُن میں تشریف فرما ہو۔

حضورؐ نہ بھولے ہیں نہ بھٹکے ہیں

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى (النجم - ۲)

ترجمہ: تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔

تحلیل و تحریم (اشیاء کو حلال و حرام کرنا) حضورؐ کے منصب میں داخل تھا

۱- وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (الاعراف - ۱۵۷)

ترجمہ: اور ستھری چیزیں اُن کے لئے حلال فرماتے گا اور گندی چیزیں انہیں حرام کرے گا۔

۲- قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (التوبۃ - ۲۹)

ترجمہ: لڑو اُن سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اُس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اُس کے رسول نے۔

اہلِ کتاب کو حضورؐ پر ایمان لانے کا حکم

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ (المائدۃ - ۱۵)

ترجمہ: اے کتاب والو! بے شک تمہارے پاس ہمارے رسول تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں۔ بہت سی چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں۔

حضورؐ کی نبوّت کا ثبوت و استدلال

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ط قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ط هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ

Marfat.com

فِیْہِ ط کَفٰی بِہٖ شَھِیْدًا م بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ ط (الاحقاف۔۸)

ترجمہ: کیا کہتے ہیں اُنہوں نے اسے جی سے بنایا تم فرماؤ اگر میں نے اُسے جی سے بنا لیا ہوگا تو تم اللہ کے سامنے میرا کچھ اختیار نہیں رکھتے وہ خوب جانتا ہے جن باتوں میں تم مشغول ہو اور وہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ۔

حضورؐ پر ایمان نہ لانے والوں کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں

ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَرِھُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَھُمْ ۝ (محمد۔۹)

ترجمہ: یہ اس لئے ہے کہ انہیں ناگوار ہوا جو اللہ نے اُتارا تو اللہ نے ان کا کیا دھرا اکارت کیا۔

حضورؐ پر ایمان لانے والوں کے درجات اور اُن کا صلہ

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّھُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ کَفَّرَ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَاَصْلَحَ بَالَھُمْ ۝ (محمد۔۲)

ترجمہ: اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اس پر ایمان لائے جو محمدؐ پر اُتارا گیا اور وہی اُن کے رب کے پاس سے حق ہے اللہ نے اُن کی بُرائیاں اُتار دیں اور اُن کی حالتیں سنوار دیں۔

حضورؐ کے وطن کی عظمت

لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّ م بِھٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝ (البلد۔۱ تا ۳)

ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب! تم اِس شہر میں تشریف فرما ہو اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس کی اولاد کی کہ تم ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ازل میں تمام پیغمبروں سے حضورؐ پر ایمان لانے کا عہد لیا

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ

Marfat.com

النَّبِيّٖنَ لَمَا اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ (آل عمران - ۸۱)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور اُس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اُس کی مدد کرنا۔ فرمایا - کیوں تم نے اقرار کیا اور اُس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی کہ ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

حضور کو سبع مثانی عطا ہونے کا انعام

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝ (الحجر - ۸۷)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے تم کو سات آیتیں دیں جو دہرائی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن۔

حضور کی ازواج مسلمانوں کی مائیں ہیں

وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ (الاحزاب - ۶)

ترجمہ: اور اُس کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں۔

حضور کے بعد ازواج مطہرات سے کوئی نکاح نہیں کر سکتا

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ (الاحزاب ۵۳)

ترجمہ: اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ اُن کے بعد کبھی اُن کی بیبیوں سے نکاح کرو۔

Marfat.com

حضور کے مزاج اور نرم دلی کی تعریف

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ص (آل عمران - ۱۵۹)

ترجمہ: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم اُن کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے۔

اللہ نے حضور کا سینہ کھول دیا اور بوجھ ہلکا کر دیا

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ (الانشراح - ۱)

ترجمہ: کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔

اللہ نے حضور کا ذکر دنیا میں بلند کر دیا

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ (الانشراح - ۴)

ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

حضور پر اللہ تعالیٰ اور فرشتے درود بھیجتے ہیں مسلمانوں کو بھی حکم

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (الاحزاب - ۵۶)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر۔ اے ایمان والو! اُن پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

حضور کی دعا لوگوں کیلئے قربِ خدا ہے

وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ط اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ط سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ط (التوبۃ - ۹۹)

ترجمہ: اور جو خرچ کریں اُسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسول سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں۔ ہاں ہاں وہ اُن کے لئے باعثِ قرب ہے۔ اللہ جلد انہیں رحمت میں داخل کرے گا۔

حضور کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا

۱۔ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَا

Marfat.com

اِلٰی رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ (یونس-۲)

ترجمہ: کیا لوگوں کو اس کا اچنبھا ہوا کہ ہم نے اُن میں سے ایک مرد کو وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈر سناؤ اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے اُن کے رب کے پاس سچ کا مقام ہے۔

۱- اِنَّنِیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ ۙ (ھود-۲)

ترجمہ: بے شک میں تمہارے لئے اس کی طرف سے ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں۔

۱- وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۝ (الفرقان-۵۶)

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشی اور ڈر سناتا۔

۱- اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ ۝ (البقرۃ-۱۱۹)

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری اور ڈر سناتا اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہوگا۔

۱- یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ عَلٰی فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ بَشِیْرٍ وَّلَا نَذِیْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِیْرٌ وَّنَذِیْرٌ ؕ (المائدۃ-۱۹)

ترجمہ: اے کتاب والو! بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول تشریف لائے کہ تم پر ہمارے احکام ظاہر فرماتے ہیں بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا تھا کہ کبھی کہو کہ ہمارے پاس کوئی خوشی سنانے والا نہ آیا تو یہ خوشی اور ڈر سنانے والے تمہارے پاس تشریف لاتے ہیں۔

۱- اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ (الاعراف-۱۸۸)

ترجمہ: میں تو یہی ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں انہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

Marfat.com

۷۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ
(الاحزاب۔ ۴۵)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔

۸۔ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ (سبا۔ ۲۸)

ترجمہ: اور اے محبوب! ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

۹۔ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا ؕ وَّ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ ۝ (فاطر۔ ۲۴)

ترجمہ: اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا جو خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور جو کوئی گروہ تھا سب میں ایک ڈر سنانے والا گزر چکا۔

۱۰۔ اِنَّمَاۤ اَنْتَ نَذِیْرٌ ؕ (ھود۔ ۱۲)

ترجمہ: تم ڈر سنانے والے ہو۔

۱۱۔ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ (الرعد۔ ۷)

ترجمہ: تم تو ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی۔

۱۲۔ وَ قُلْ اِنِّیْۤ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ ۝ (الحجر۔ ۸۹)

ترجمہ: اور فرماؤ کہ میں ہی ہوں صاف ڈر سنانے والا۔

۱۳۔ اَوَ لَمْ یَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ (الاعراف۔ ۱۸۴)

ترجمہ: کیا سوچتے نہیں کہ ان کے صاحب کو جنوں سے کچھ واسطہ نہیں وہ تو صاف ڈر سنانے والے ہیں۔

۱۴۔ قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ (الحج۔ ۴۹)

Marfat.com

ترجمہ: تم فرمادو کہ اے لوگو! میں تو یہی تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں۔

۱۵ - تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا (الفرقان - ۱)

ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

۱۶ - فَقُلْ اِنَّمَا اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ۝ (النمل - ۹۲)

ترجمہ: تو فرما دو کہ میں تو یہی ڈر سنانے والا ہوں۔

۱۷ - وَ اِنَّمَا اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ (العنکبوت - ۵۰)

ترجمہ: اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں۔

۱۸ - اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ لَّكُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ۝ (سبا - ۴۶)

ترجمہ: وہ تو نہیں مگر تمہیں ڈر سنانے والے ایک سخت عذاب کے آگے۔

۱۹ - اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِیْرٌ ۝ فاطر - ۲۳)

ترجمہ: تم تو یہی ڈر سنانے والے ہو۔

۲۰ - قُلْ اِنَّمَا اَنَا مُنْذِرٌ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ (صٓ - ۶۵)

ترجمہ: تم فرماؤ میں ڈر سنانے والا ہی ہوں اور معبود کوئی نہیں مگر ایک اللہ سب پر غالب۔

۲۱ - اِنْ یُّوْحٰۤی اِلَیَّ اِلَّاۤ اَنَّمَا اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ (صٓ - ۷۰)

ترجمہ: مجھے تو یہی وحی ہوتی ہے کہ میں نہیں مگر روشن ڈر سنانے والا۔

۲۲ - اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ وَ مَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ (الاحقاف - ۹)

ترجمہ: میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے اور میں نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا۔

Marfat.com

۲۳- اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْہُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (الذاریٰت - ۵۰)
ترجمہ: بے شک میں اُس کی طرف سے تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں۔

۲۴- ھٰذَا نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰی ۝ (النجم-۵۶)
ترجمہ: یہ ایک ڈر سنانے والے ہیں اگلے والوں کی طرح۔

۲۵- اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ یَّخْشٰھَا ۝ (النزعٰت-۴۵)
ترجمہ: تم تو فقط اُسے ڈرانے والے ہو جو قیامت سے ڈرنے والا ہو۔

حضور پر خُدا کا خاص فضل

۱- وَ لَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ وَ رَحْمَتُہٗ لَھَمَّتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْھُمْ اَنْ یُّضِلُّوْکَ ط وَ مَا یُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَ مَا یَضُرُّوْنَکَ مِنْ شَیْءٍ ط وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ وَ عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ط وَ کَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ۝ (النساء-۱۱۳)
ترجمہ: اور اے محبوب! اگر اللہ کا فضل و رحمت تم پر نہ ہوتا تو ان میں سے کچھ لوگ یہ چاہتے کہ تمہیں دھوکا دیں اور وہ اپنے ہی آپ کو بہکا رہے ہیں اور تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اُتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

۲- اِلَّا رَحْمَۃً مِّنْ رَّبِّکَ ط اِنَّ فَضْلَہٗ کَانَ عَلَیْکَ کَبِیْرًا ۝ (بنی اسرائیل-۸۷)
ترجمہ: مگر تمہارے رب کی رحمت بے شک تم پر اُس کا بڑا فضل ہے۔

۳- وَ مَا کُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ یُّلْقٰٓی اِلَیْکَ الْکِتٰبُ اِلَّا رَحْمَۃً مِّنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُوْنَنَّ ظَھِیْرًا لِّلْکٰفِرِیْنَ ۝ (القصص-۸۶)
ترجمہ: اور تم امید نہ رکھتے تھے کہ کتاب تم پر بھیجی جائے گی ہاں تمہارے رب نے رحمت فرمائی تو تم ہرگز کافروں کی پشتی نہ کرنا۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو کبھی نہیں چھوڑا مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ (الضحیٰ ـــــ ۳)

ترجمہ: کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ ناپسند جانا۔

حضورؐ کا آخیر اوّل سے بہتر ہے وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ (الضحیٰ ـــ ۴)

ترجمہ: بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔

خُدا چاہتا ہے رضائے محمد وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ (الضحیٰ ـ ۵)

ترجمہ: اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

اللہ نے حضورؐ کو یتیمی میں پناہ دی اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ (الضحیٰ ـ ۶)

ترجمہ: کیا اُس نے تمہیں یتیم نہیں پایا پھر جگہ دی۔

حضورؐ کو خُدا نے غنی کیا وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝ (الضحیٰ ـ ۸)

ترجمہ: اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔

حضورؐ نے دوسروں کو غنی کر دیا وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (التوبہ ـ ۷۴)

ترجمہ: اور انہیں کیا بُرا لگا؟ یہی نا کہ اللہ و رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

حضورؐ کے پیروؤں سے خُدا کی محبّت قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (آل عمران ـ ۳۱)

ترجمہ: اے محبوب! تم فرما دو۔ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے

Marfat.com

فرمانبردار بن جاؤ۔ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضورؐ اہلِ کتاب کے قبلہ کے تابع نہیں

وَ مَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ج (البقرۃ — ۱۴۵)

ترجمہ: اور نہ تم اُن کے قبلہ کی پیروی کرو۔

حضورؐ کی اُمت سب اُمتوں سے افضل ہے

۱۔ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ط (البقرۃ ۱۴۳)

ترجمہ: اور بات یُوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب اُمتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

۲۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط (آل عمران — ۱۱۰)

ترجمہ: تم بہتر ہو ان سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔ بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

حضورؐ کے متبعین کے لئے فلاح

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الاعراف۔ ۱۵۷)

ترجمہ: تو وہ جو اُس پر ایمان لائیں اور اُس کی تعظیم کریں اور اُسے مدد دیں اور اُس نُور کی پیروی کریں جو اُس کے ساتھ اُترا وہی بامراد ہوئے۔

حضورؐ کے اخلاقِ ستودہ

۱۔ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ج وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ص فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ج فَاِذَا عَزَمْتَ

Marfat.com

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ٥ (آل عمران-۱۵۹)

ترجمہ: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم اُن کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دِل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ اور اُن کی شفاعت کرو اور کاموں میں اُن سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

۲۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا ٥ (النساء-۶۳)

ترجمہ: اُن کے دلوں کی تو بات اللہ جانتا ہے تو تم اُن سے چشم پوشی کرو اور انہیں سمجھا دو اور اُن کے معاملہ میں اُن سے رسا بات کہو۔

۳۔ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ٥ (الانعام-۵۱)

ترجمہ: اور اس قرآن سے انہیں ڈراؤ جنہیں خوف ہو کہ اپنے رب کی طرف سے یُوں اٹھائے جائیں کہ اللہ کے سوا نہ اُن کا کوئی حمایتی ہو نہ کوئی سفارشی اس امید پر کہ وہ پرہیزگار ہو جائیں۔

۴۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ط مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (الانعام-۵۲)

ترجمہ: اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام اس کی رضا چاہتے تم پر ان کے حساب سے کچھ نہیں اور ان پر تمہارے

Marfat.com

حساب سے کچھ نہیں پھر انہیں تم دور کرو تو یہ کام انصاف سے بعید ہے۔

۵۔ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝
(الانعام - ۵۳)

ترجمہ: اور یونہی ہم نے ان میں ایک کو دوسرے کے لئے فتنہ بنایا کہ مالدار کافر، محتاج مسلمانوں کو دیکھ کر کہیں کیا یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ہم میں سے کیا اللہ خوب نہیں جانتا حق ماننے والوں کو۔

۶۔ وَاِذَا جَاۗءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْۗءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الانعام - ۵۴)

ترجمہ: اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو اُن سے فرماؤ تم پر سلام تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کرلی ہے کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ بُرائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

۷۔ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ (الانعام ۵۵)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم آیتوں کو مفصل بیان فرماتے ہیں اور اس لئے کہ مجرموں کا راستہ ظاہر ہو جائے۔

۸۔ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (الحجر - ۸۸)

ترجمہ: اور اپنی آنکھ اٹھا کر اُس چیز کو نہ دیکھو جو ہم نے اُن کے کچھ جوڑوں کو برتنے کو دی اور اُن کا کچھ غم نہ کھاؤ اور مسلمانوں کو اپنی رحمت کے پروں میں لے لو۔

Marfat.com

۹۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝
(الکھف ۔ ۲۸)

ترجمہ: اور اپنی جان اُن سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اُس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں اُنہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں کیا تم دُنیا کی زندگی کا سنگار چاہو گے؟ اور اُس کا کہا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اُس کا کام حد سے گزر گیا۔

۱۰۔ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۟ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ (الکھف ۔ ۲۹)

ترجمہ: اور فرما دو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

۱۱۔ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (الشعراء ۔ ۲۱۵)

ترجمہ: اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو مسلمانوں کے لئے۔

۱۲۔ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (الشعراء ۔ ۲۱۶)

ترجمہ: تو اگر وہ تمہارا حکم نہ مانیں تو فرما دو میں تمہارے کاموں سے بے علاقہ ہوں۔

۱۳ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۝ (الصّٰفّٰت ۔ ۱۷۴)

ترجمہ: تو ایک وقت تک تم اُن سے منہ پھیر لو۔

۱۴۔ وَاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ۝ (الصّٰفّٰت ۔ ۱۷۵)

ترجمہ: اور اُنہیں دیکھتے رہو کہ عنقریب وہ دیکھیں گے۔

Marfat.com

۱۵۔ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ (الصّٰفّٰت ۔ ۱۷۶)
ترجمہ: تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں۔
۱۶۔ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ (الصّٰفّٰت ۔ ۱۷۷)
ترجمہ: پھر جب اُترے گا اُن کے آنگن میں تو ڈرائے گیوں کی کیا ہی بُری صبح ہوگی۔
۱۷۔ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ۝ (القلم ۔ ۴۸)
ترجمہ: تو تم اپنے رب کے حکم کا انتظار کرو اور اُس مچھلی والے کی طرح نہ ہونا جب اس حال میں پکارا کہ اُس کا دل گھُٹ رہا تھا۔

حضور کی شفقت و رحمت

۱۔ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ (التوبۃ ۔ ۶۱)
ترجمہ: اور جو تم میں مسلمان ہیں اُن کے واسطے رحمت ہیں۔
۲۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (التوبۃ ۔ ۱۲۸)
ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان ہے۔
۳۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ (التوبۃ ۔ ۱۲۹)
ترجمہ: پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرما دو کہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ میں نے پھر اُسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔
۴۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ (الکھف ۔ ۶)
ترجمہ: تو کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان کے پیچھے اگر وہ اس بات پر

Marfat.com

ایمان نہ لائیں غم سے۔

حضورؐ کا لوگوں سے بے غرض اور مستغنی رہنا

۱۔ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ط اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ (الانعام - ۹۱)

ترجمہ: تم فرماؤ میں قرآن پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کو۔

۲۔ وَمَا تَسْئَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ط اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (یوسف — ۱۰۴)

ترجمہ: اور تم اس پر اُن سے کچھ اُجرت نہیں مانگتے یہ تو نہیں مگر سار سے جہان کو نصیحت۔

۳۔ اَمْ تَسْئَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرٰجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ج وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ (المؤمنون - ۷۲)

ترجمہ: کیا تم اُن سے کچھ اُجرت مانگتے ہو تو تمہارے رب کا اجر سب سے بھلا اور سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

۴۔ قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ (الفرقان - ۵۷)

ترجمہ: تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اُجرت نہیں مانگتا مگر جو چاہے کہ اپنے رب کی طرف راہ لے۔

۵۔ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ط اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ج وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ (سبا - ۴۷)

ترجمہ: تم فرماؤ میں نے تم سے اس پر کچھ اجر مانگا ہو تو وہ تمہیں کو، میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

۶۔ قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ۝ (ص - ۸۶)

Marfat.com

ترجمہ : سب سے تم فرماؤ میں اس قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا اور میں بناوٹ والوں میں نہیں۔

۷۔ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى (الشوریٰ۔۲۳)

ترجمہ: تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔

۸۔ اَمْ تَسْئَلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ (الطور۔۴۰)

ترجمہ: یا تم ان سے کچھ اُجرت مانگتے ہو تو وہ چٹی کے بوجھ میں دبے ہیں۔

حضور آخری نبی ہیں

۱۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب۔۴۰)

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں سب نبیوں میں پچھلے۔

۲۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدۃ۔۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

۳۔ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ (البقرۃ ـــــ ۸۹)

ترجمہ: اور جب اُن کے پاس اللہ کی آخری کتاب (قرآن) آئی جو اُن کے ساتھ والی کتاب (تورات) کی تصدیق فرماتی ہے۔

۴۔ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا (الفتح۔۲)

ترجمہ: اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔

Marfat.com

اسمائے نبوی کا تذکرہ قرآن میں

حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلّم کے بے پایاں فضائل میں سے ایک اہم فضیلت یہ ہے کہ آپ کی صفاتِ حسنہ کے مطابق آپ کے اسمائے گرامی بھی بکثرت موجود ہیں۔ آسمانی صحائف، قرآن حکیم اور احادیث میں ان اسمائے مبارکہ کا ذکر وجہِ شادابیٔ قلب و نظر ہے۔ خُدا کے بعد یہ شرف آپ ہی کے لئے مخصوص ہے۔ کثرتِ اسمائے حسنیٰ مسمّٰی کے شرف و اجتباء پر دلالت کرتی ہے کیونکہ یہ صفاتی نام کسی نہ کسی صفت سے متعلق ہوتے ہیں۔ ذیل میں آپ کے صرف وہ اسمائے گرامی درج کئے جا رہے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں ہوا ہے اور ساتھ ہی وہ آیاتِ مقدّسہ بھی تحریر کی جا رہی ہیں جن میں ان اسماء کا ذکر ہوا ہے یا جن سے وہ مستنبط ہیں۔ حوالہ میں سورۃ کا نام اور آیت کا نمبر لکھ دیا گیا ہے :-

نمبر شمار	اسمِ نبوی	آیتِ مقدّسہ	حوالہ
۱	اَلْاٰمِرُ	يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ	الاعراف - ۱۵۷
۲	اَحْمَدُ	وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ط	الصف - ۶
۳	اَلْاُمِّيُّ	اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ	الاعراف - ۱۵۷
۴	اَلْاَمِيْنُ	اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۙ	الدخان - ۱۸
۵	اَلْبُرْهَانُ	قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ	النسا - ۱۷۵
۶	اَلْبَيِّنَةُ	فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ	الانعام - ۱۵۷
۷	اَلتَّالِيْ	اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ	العنکبوت - ۴۵

Marfat.com

بنرشمار	اسمِ نبوی	آیتِ مقدّسہ	حوالہ
۸	اَلْحَرِیْصُ	حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ	التوبۃ - ۱۲۸
۹	اَلْحَکَمُ	حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ	النساء - ۶۵
۱۰	حٰمٓ	حٰمٓ ۚ	الجاثیۃ - ۱
۱۱	اَلْخَاتَمُ	وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط	الاحزاب - ۴۰
۱۲	اَلذَّاکِرُ	وَاذْکُرْ رَّبَّکَ	الاعراف - ۲۰۵
۱۳	اَلرَّاضِیْ	لَعَلَّکَ تَرْضٰی	طٰہٰ - ۱۳۰
۱۴	اَلرَّسُوْلُ	یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ	المائدۃ - ۴۱
۱۵	رَسُوْلُ اللّٰہِ	مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط	الفتح - ۲۹
۱۶	اَلسَّاجِدُ	وَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ لا	الحجر - ۹۸
۱۷	اَلسِّرَاجُ	وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝	الاحزاب - ۴۶
۱۸	اَلشَّاکِرُ	وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ ۝	الاعراف - ۱۴۴
۱۹	اَلشَّاھِدُ	اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا	الاحزاب - ۴۵
۲۰	اَلشَّمْسُ	وَالشَّمْسِ وَضُحٰھَا لا ۝	الشمس - ۱
۲۱	اَلصَّابِرُ	وَلِرَبِّکَ فَاصْبِرْ ۝	المدثر - ۷
۲۲	اَلصَّاحِبُ	مَاضَلَّ صَاحِبُکُمْ	النجم - ۲
۲۳	صَاحِبُ الْحِکْمَۃِ	وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ	النساء - ۱۱۳
۲۴	صَاحِبُ الْحَوْضِ	اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ۝	الکوثر - ۱
۲۵	صَاحِبُ الْقُرْاٰنِ	وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ ۝	الحجر - ۸۷
۲۶	صَاحِبُ الْکِتَابِ	وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ	النحل - ۸۹
۲۷	صَاحِبُ الْوَحْیِ	ثُمَّ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ	النحل - ۱۲۳
۲۸	اَلصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ	وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ لا ۝	الشوریٰ - ۵۲

Marfat.com

نمبر شمار	اسم نبوی	آیت مقدّسہ	حوالہ
۲۹	اَلضُّحٰی	وَ الضُّحٰی	الضحیٰ - ۱
۳۰	اَلطَّاهِرُ	وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝	البقرۃ - ۲۲۲
۳۱	طٰسٓ	طٰسٓ قف	النمل - ۱
۳۲	طٰهٰ	طٰهٰ ۝	طٰهٰ - ۱
۳۳	اَلطَّيِّبُ	وَ الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ	النور - ۲۶
۳۴	ظِلُّ اللّٰه	اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ج	الفرقان - ۴۵
۳۵	اَلْعَابِدُ	وَ اعْبُدْ رَبَّكَ	الحجر - ۹۹
۳۶	اَلْعَالِمُ	فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	محمد - ۱۹
۳۷	اَلْعَبْدُ	سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ	بنی اسرائیل - ۱
۳۸	عَبْدُ اللّٰهِ	وَ اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ	الجن - ۱۹
۳۹	اَلْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى	فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ج	البقرۃ - ۲۵۶
۴۰	اَلْفَجْرُ	وَ الْفَجْرِ ۝	الفجر - ۱
۴۱	اَلْقَارِئُ	اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ	العلق - ۱
۴۲	اَلْقَاضِيْ	اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا	الاحزاب - ۳۶
۴۳	قَدَمُ صِدْقٍ	اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط	یونس - ۲
۴۴	اَلْمَامُوْرُ	وَ اسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ج	الشوریٰ - ۱۵
۴۵	اَلْمُبَشِّرُ	يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا	الاحزاب - ۴۵
۴۶	اَلْمَبْعُوْثُ	هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ	الجمعۃ - ۲
۴۷	اَلْمُبَلِّغُ	يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط	المائدۃ - ۶۷
۴۸	اَلْمُبَيِّنُ	لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ	النحل - ۴۴
۴۹	اَلْمُتَبَتِّلُ	وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝	المزمل - ۸

Marfat.com

نمبر شمار	اسم نبوی	آیتِ مقدّسہ	حوالہ
۵۰	اَلْمُتَوَکِّلُ	وَ تَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ ط	الاحزاب ۔۴۸
۵۱	اَلْمُتَہَجِّدُ	وَمِنَ الَّیْلِ فَتَہَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ ق	بنی اسرائیل ۔۷۹
۵۲	اَلْمُجْتَبٰی	وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ	آل عمران ۔ ۱۷۹
۵۳	اَلْمَحْفُوْظُ	یَحْفَظُوْنَہٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ ط	الرعد ۔ ۱۱
۵۴	مُحَمَّدٌ	وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج	آل عمران ۔ ۱۴۴
۵۵	مَحْمُوْدٌ	عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ہ	بنی اسرائیل ۔۷۹
۵۶	اَلْمُخْتَارُ	وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ ط	القصص ۔ ۶۸
۵۷	اَلْمُدَّثِّرُ	یٰٓاَیُّہَا الْمُدَّثِّرُ ۝	المدثر ۔ ۱
۵۸	اَلْمُذَکِّرُ	اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ ۝	الغاشیۃ ۔۲۱
۵۹	اَلْمُرْتَضٰی	اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ	الجن ۔ ۲۷
۶۰	اَلْمُزَّمِّلُ	وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۝	المزمل ۔ ۴
۶۱	اَلْمُرْسَلُ	اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ	الاحزاب ۔ ۴۵
۶۲	اَلْمَرْفُوْعُ	وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ۝	الانشراح ۔ ۴
۶۳	اَلْمُزَکِّیْ	وَیُزَکِّیْہِمْ	آل عمران ۔۱۶۴
۶۴	اَلْمُزَّمِّلُ	یٰٓاَیُّہَا الْمُزَّمِّلُ	المزمل ۔ ۱
۶۵	اَلْمُسَبِّحُ	فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ	الواقعۃ ۔ ۷۴
۶۶	اَلْمُسْتَعِیْذُ	فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ	النحل ۔ ۹۸
۶۷	اَلْمُسْتَغْفِرُ	وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ	محمد ۔ ۱۹
۶۸	اَلْمُسْتَقِیْمُ	وَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ ج	الشوریٰ ۔ ۱۵
۶۹	اَلْمُصَدِّقُ	مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ	البقرۃ ۔ ۹۷
۷۰	اَلْمُصَدَّقُ	قَدْ صُدِّقَ بِہٖ	الزمر ۔ ۳۳
۷۱	اَلْمُصْطَفٰی	اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ط	الحج ۔ ۷۵

Marfat.com

نمبر شمار	اسم نبوی	آیت مقدسہ	حوالہ
۷۲	اَلْمُصَلِّیْ	فَصَلِّ لِرَبِّکَ	الکوثر - ۲
۷۳	اَلْمُطَهَّرُ	وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا ۝	الاحزاب - ۳۳
۷۴	اَلْمُعَزَّرُ	وَتُعَزِّرُوْهُ	الفتح - ۹
۷۵	اَلْمَعْصُوْمُ	وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ط	المائدۃ - ۶۷
۷۶	اَلْمُعَلَّمُ	وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ	النساء - ۱۱۳
۷۷	اَلْمُعَلِّمُ	وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ	الجمعۃ - ۲
۷۸	اَلْغَفُوْرُ	لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ	الفتح - ۲
۷۹	اَلْمُفَضَّلُ	وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ	بنی اسرائیل - ۵۵
۸۰	اَلْمُقْتَدٰی	لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ	الاحزاب - ۲۱
۸۱	اَلْمُقَرَّبُ	فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۝	النجم - ۹
۸۲	اَلْمَکِیْنُ	اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَهْزِءِیْنَ ۝	الحجر - ۹۵
۸۳	اَلْمَلِیْنُ	فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ج	آل عمران - ۱۵۹
۸۴	اَلْمُنَادِیْ	سَمِعْنَا مُنَادِیًا	آل عمران - ۱۹۳
۸۵	اَلْمُنْذِرُ	اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرُ	الرعد - ۷
۸۶	اَلْمَنْصُوْرُ	وَیَنْصُرَکَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِیْزًا ۝	الفتح - ۲
۸۷	اَلْمُبِیْنُ	وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ۝	الاحزاب - ۴۶
۸۸	اَلْمُوَقَّرُ	وَتُوَقِّرُوْهُ ط	الفتح - ۹
۸۹	اَلْمُؤْمِنُ	اٰمَنَ الرَّسُوْلُ	البقرۃ - ۲۸۵
۹۰	اَلْمُؤَیَّدُ	وَاَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا	التوبۃ - ۴۰
۹۱	اَلْمَهْدِیُّ	وَیَهْدِیَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ۝	الفتح - ۲
۹۲	اَلنَّاهِیْ	وَیَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ	الاعراف - ۱۵۷
۹۳	اَلنَّبِیُّ	یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ	الاحزاب - ۴۵

Marfat.com

نمبر شمار	اسم نبوی	آیت مقدسہ	حوالہ
۹۴	اَلنَّجْمُ	وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی ۙ	النجم - ۱
۹۵	اَلنَّجْمُ الثَّاقِبُ ۙ	اَلنَّجْمُ الثَّاقِبُ ۙ	الطارق - ۳
۹۶	اَلنِّعْمَةُ	يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ	النحل - ۸۳
۹۷	اَلْهَادِیْ	وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْ	الشوریٰ - ۵۲
۹۸	یٰسٓ	یٰسٓ	یٰسٓ - ۱

حضورؐ کا اسماء الحسنیٰ سے موسوم ہونا

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب جناب محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو خود اپنے اسماء حسنیٰ سے بھی نوازا ہے۔ قرآن حکیم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب ذیل اسماء گرامی مذکور ہیں :-

۱- اسم الٰہی - اَحْسَنُ - فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ۝ (المؤمنون-۱۴)
اسم نبوی - 〃 - لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ (التین-۴)

۲- اسم الٰہی - بَشِيْرٌ - يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ - (التوبۃ-۲۱)
اسم نبوی - 〃 - وَبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ (الاعراف-۱۸۸)

۳- اسم الٰہی - اَلْحَاكِمُ - حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ج (الاعراف-۸۷)
اسم نبوی - 〃 - فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ - (المائدۃ-۴۸)

۴- اسم الٰہی - اَلْحَقُّ - وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ - (الاحزاب-۴)
اسم نبوی - 〃 - قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ج (یونس-۱۰۸)

۵- اسم الٰہی - اَلْخَبِيْرُ - وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝ (الملک-۱۴)
اسم نبوی - فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا ۝ (الفرقان-۵۹)

Marfat.com

۶- اسم الٰہی - اَلدَّاعِیْ - وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ (یونس - ۲۵)
اسم نبوی - 〃 - وَاِنَّکَ لَتَدْعُوْھُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ (المؤمنون ۷۳)

۷- اسم الٰہی - اَلرَّحْمٰۃُ - وَرَبُّکَ الْغَفُوْرُ ذُوالرَّحْمَۃِ ط (الکہف - ۵۸)
اسم نبوی - 〃 وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ (الانبیاء ۱۰۷)

۸- اسم الٰہی - اَلرَّحِیْمُ - ھُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ (البقرۃ - ۱۶۲)
اسم نبوی - 〃 - بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ (التوبۃ - ۱۲۸)

۹- اسم الٰہی - اَلرَّءُوْفُ - اِنَّ رَبَّکُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ (النحل - ۷)
اسم نبوی - 〃 - بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ - (التوبۃ - ۱۲۸)

۱۰- اسم الٰہی - اَلشَّھِیْدُ - وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا ط ۝ (الفتح - ۲۸)
اسم نبوی - 〃 - وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا ط (البقرۃ - ۹۷)

۱۱- اسم الٰہی - اَلصَّادِقُ - وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا ۝ (النساء - ۸۷)
اسم نبوی - 〃 - مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ (البقرۃ - ۹۷)

۱۲- اسم الٰہی - اَلْعَزِیْزُ - اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝ (الحج - ۴۰)
اسم نبوی - 〃 - لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ (التوبۃ - ۱۲۸)

۱۳- اسم الٰہی - اَلْعَظِیْمُ - وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ (البقرۃ - ۲۵۵)
اسم نبوی - 〃 - وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ (القلم - ۴)

۱۴- اسم الٰہی - اَلْعَفُوُّ - اِنَّ اللّٰہَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ (الحج - ۶۰)
اسم نبوی - 〃 - فَاعْفُ عَنْھُمْ وَاصْفَحْ ط (المائدۃ - ۱۳)

۱۵- اسم الٰہی - اَلْعَلِیْمُ - اِنَّ رَبَّکَ ھُوَالْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ۝ (الحجر - ۸۶)
اسم نبوی - 〃 - وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ط (النساء - ۱۱۳)

۱۶- اسم الٰہی - اَلْفَتَّاحُ - وَھُوَالْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ ۝ (سبا - ۲۶)
اسم نبوی - 〃 - فَقَدْ جَآءَکُمُ الْفَتْحُ ج (الانفال - ۱۹)

۱۷ اسم الٰہی - اَلْقَائِمُ - قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ط (آل عمران - ۱۸)

Marfat.com

اسم نبوی - اَلْقَائِمُ - وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ (الجن - ۱۹)

۱۸ - اسم الٰہی - اَلْكَرِيْمُ - يٰاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝ (الانفطار ۶)

اسم نبوی - 〃 - اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ (التکویر - ۱۹)

۱۹ - اسم الٰہی - اَلْمُبِيْنُ - اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝ (النور - ۲۵)

اسم نبوی - 〃 - اِنَّمَا اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (الحج - ۴۹)

۲۰ - اسم الٰہی - اَلْمُهَيْمِنُ - اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ (الحشر - ۲۳)

اسم نبوی - 〃 - وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ - (المائدۃ - ۴۸)

۲۱ - اسم الٰہی - اَلنَّاصِرُ - نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ (الانفال - ۴۰)

اسم نبوی - 〃 - وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ (العنکبوت - ۱۰)

۲۲ - اسم الٰہی - اَلنَّذِيْرُ - فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝ (اللیل - ۱۴)

اسم نبوی - 〃 - اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ (فاطر - ۲۳)

۲۳ - اسم الٰہی - اَلنُّوْرُ - اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط (النور - ۳۵)

اسم نبوی - 〃 - قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ (المائدۃ - ۱۵)

۲۴ - اسم الٰہی - اَلْوَلِيُّ - اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا - (البقرۃ - ۲۵۷)

اسم نبوی - 〃 - اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (المائدۃ - ۵۵)

۲۵ - اسم الٰہی - اَلْهُدٰى - اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ط (البقرۃ - ۱۲۰)

اسم نبوی - 〃 - وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ۝ (النجم - ۲۳)

Marfat.com

حضورؐ کا صفاتِ الٰہیہ سے متصف ہونا

اللہ تعالیٰ اپنے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝ (الاحزاب - ۴۳)

ترجمہ: اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔

اور دوسرے مقام پر اپنے محبوب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (التوبۃ - ۱۲۸)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے ۔ مسلمانوں پر کمال مہربان۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفاتحہ میں بندوں کو دعا کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ (الفاتحۃ - ۵)

ترجمہ ہم کو سیدھا راستہ چلا۔

سورۃ الشوریٰ میں حضور کے متعلق فرمایا۔

وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (الشوریٰ - ۵۲)

ترجمہ: اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔

سورۃ الفاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ (الفاتحۃ - ۵-۶)

Marfat.com

ترجمہ: ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ راستہ اُن کا جن پر تُو نے احسان کیا۔

سورۃ الاحزاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد فرمایا:

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰہَ ط (الاحزاب-۲۷)

ترجمہ: اور اے محبوب! یاد کرو جب تم فرماتے تھے اُس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اُسے نعمت دی کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق فرمایا ہے:

ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُہٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ط (الاحزاب-۴۳)

ترجمہ: وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیرے سے اُجالے کی طرف نکالے۔

سورۃ ابراہیم میں اپنے حبیب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق فرمایا ہے:

الٓرٰ ق کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ لا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۙ (ابراھیم-۱)

ترجمہ: ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اُتاری کہ تم لوگوں کو اندھیروں سے اُجالے میں لاؤ۔ ان کے رب کے حکم سے اس کی راہ کی طرف جو عزت والا سب خوبیوں والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق فرمایا ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یُزَكُّوْنَ اَنْفُسَھُمْ ط بَلِ اللّٰہُ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ (النساء-۴۹)

ترجمہ: کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو خود اپنی ستھرائی بیان کرتے ہیں بلکہ اللہ جسے چاہے ستھرا کرے۔

Marfat.com

سورۃ الجمعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے متعلق فرمایا ہے:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (الجمعۃ-۲)

ترجمہ: وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں اُنہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ اُن پر اُس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور اُنہیں پاک کرتے ہیں اور اُنہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق فرمایا ہے۔

وَاللّٰهُ شَهِیْدٌ عَلٰی مَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (آل عمران-۹۸)

ترجمہ: اور تمہارے کام اللہ کے سامنے ہیں۔

دوسرے مقام پر حضور کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

۱- فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ شَهِیْدًا ۝ (النساء-۴۱)

ترجمہ: تو کیسی ہوگی جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب! تمہیں اُن سب پر گواہ و نگہبان بنا کر لائیں۔

۲- وَیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا ط (البقرۃ-۱۴۳)

ترجمہ: اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

اللہ تعالیٰ اپنے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ ۝ (الانفطار-۶)

ترجمہ: اے آدمی! تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے۔

دوسری جگہ حضور کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ ۝ (التکویر-۱۹)

ترجمہ: بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا:

Marfat.com

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ج (المومنون - ۱۱۶)

ترجمہ: تو بہت بلندی والا ہے اللہ سچا بادشاہ۔

اپنے محبوب کے متعلق ارشاد فرمایا:

وَ شَهِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ (آل عمران - ۸۶)

ترجمہ: اور گواہی دے چکے تھے کہ رسول سچا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ (الحج - ۶۰)

ترجمہ: بے شک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

دوسرے مقام پر حضور کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

وَ لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اصْفَحْ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (المائدۃ - ۱۳)

ترجمہ: اور تم ہمیشہ اُن کی ایک نہ ایک دغا پر مطلع ہوتے رہو گے سوا تھوڑوں کے تو اُنہیں معاف کرو اور درگزر کرو۔ بے شک احسان والے اللہ کو محبوب ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل میں اپنے محبوب کو شامل فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے

۱- وَ مَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ج (التوبۃ - ۷۴)

ترجمہ: اور اُنہیں کیا بُرا لگا یہی نا کہ اللہ و رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

۲- وَ لَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ لا وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗٓ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝ (التوبۃ - ۵۹)

ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا کہ اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور رسول نے

Marfat.com

اُن کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

۳۔ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِ (الاحزاب ۔۳۷)

ترجمہ: جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اُسے نعمت دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسلمانوں کے اعمال کو اللہ اور رسول دونوں دیکھتے ہیں۔

۱۔ وَ قُلِ اعْمَلُوْا فَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمْ وَ رَسُوْلُہٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ (التوبۃ ۔ ۱۰۵)

ترجمہ: اور تم فرماؤ۔ کام کرو اب تمہارے کام دیکھے گا اللہ اور اس کے رسول اور مسلمان۔

اللہ تعالیٰ نے حضور کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا:

۱۔ فَلَمْ تَقْتُلُوْھُمْ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَھُمْ وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ج (الانفال ۔۱۷)

ترجمہ: تو تم نے اُنہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے کیا اور اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

۲۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ط یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ج (الفتح ۔۱۰)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

باب چہارم

نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

Marfat.com

نُورِ مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو — آنکہ از خاکش بروید آرزو
یاز نورِ مُصطفٰے او را بہاست — یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفٰے است

(اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

نُور و بشر کا مسئلہ آجکل نہایت اختلافی و نزاعی صورت اختیار کر چکا ہے حالانکہ قرآن حکیم اور احادیثِ صحیحہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے نُور ہونے کا واضح ثبوت موجود ہے مگر اس کو کیا کیا جائے کہ کچھ ہٹ دھرم لوگ علمائے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے جیسا بشر ثابت کرنے میں زبان و قلم کا پورا زور صرف کر کے اپنی سوختہ بختیوں کے کتبے لکھ رہے ہیں۔ ہمیں اُن کی معاندانہ ضد سے کوئی سروکار نہیں کیونکہ یہ شقاوت اُن کا مقدّر ہے۔ قلب و ذہن پر جب تہ بہ تہ تاریکیوں کا تسلّط ہو تو دلیل و برہان کی شعاعیں راہ نہیں پا سکتیں۔ ہمارا روئے سخن تو اُن سادہ لوح مسلمانوں کی طرف ہے جو حقائق سے نابلد ہونے کے باعث اُن کی کھوکھلی لفاظیوں سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ ذیل میں انہیں لوگوں کی تفہیم کے لیے قرآن و حدیث سے مسکت دلائل فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اہلِ سُنت حضور سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی بشریت اور نُورانیت دونوں کے قائل ہیں۔ البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے مماثلت کا دعویٰ کرنے والوں کو گستاخ اور بے ادب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ انبیاء کو اپنے مثل بشر کہنا ہمیشہ سے کفار کا دستور رہا ہے۔

Marfat.com

قرآن کریم میں بشر سے متعلق دو قسم کی آیات ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ا :۔ جن آیات میں انبیاء علیہم السلام سے کہلا دیا گیا ہے کہ ہم تم جیسے بشر ہیں تو مطلب یہ ہے کہ خالص مخلوق ہونے میں ہم تم جیسی مخلوق ہیں کہ جس طرح تم نہ خُدا ہو نہ خُدا کے بیٹے اور نہ خُدا کے ساجھی۔ اسی طرح ہم نہ خُدا ہیں نہ اُس کے بیٹے اور نہ اُس کے شریک۔

ب :۔ جن آیات میں انبیاء علیہم السلام کو بشر کہنے والوں کو کافر کہا گیا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ جو انبیاء کی ہمسری اور برابری کا دعویٰ کرتے ہوئے انہیں بشر کہے یا ان کی اہانت کی غرض سے انہیں بشر کہے۔

ا کے ثبوت میں درج ذیل آیات ہیں!

ا۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج (الکھف۔ ۱۱۰)

ترجمہ: تم فرماؤ ظاہری صورت بشری میں تو تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔

۲۔ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ط (ابراھیم۔ ۱۱)

ترجمہ: اُن کے رسولوں نے ان سے کہا ہم ہیں تو تمہاری طرح انسان مگر اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے احسان فرماتا ہے۔

ان جیسی تمام آیات میں یہی مراد ہے کہ ہم اللہ نہ ہونے میں اور خالص مخلوق ہونے میں تم جیسی مخلوق ہیں لیکن "مثلکم" کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ پیغمبر دوسرے انسانوں کے برابر ہیں اس دعویٰ کی تائید مندرجہ ذیل آیات سے ہوتی ہے!

ا۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ط (الانعام۔ ۳۸)

ترجمہ: اور نہیں ہے کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ اپنے پروں

Marfat.com

پر اُڑتا ہے مگر تم جیسی اُمتیں۔

۲۔ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط (النور۔ ۳۵)

ترجمہ: اُس کے نُور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔

پہلی آیت میں تمام جانوروں کو انسانوں کی مثل بنایا گیا ہے۔ حالانکہ انسان اشرف المخلوقات ہیں۔ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کے نور کو طاق اور چراغ سے مثال دی گئی ہے حالانکہ کہاں طاق اور چراغ اور کہاں اللہ تعالیٰ کا نور۔ جس طرح ان دونوں آیات کی رُو سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انسان جانور کی طرح ہے اور خُدا کا نُور چراغ کی طرح ہے اسی طرح متذکرہ بالا آیات کی رُو سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انبیاء علیہم السلام دوسرے انسانوں کے برابر یا ان کی طرح ہیں۔

ب کے ثبوت میں درج ذیل آیات ہیں:

۱۔ سورۂ ہود میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی۔

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا۔ (ھود۔ ۲۷)

ترجمہ: تو اس کی قوم کے سردار جو کافر ہوئے تھے بولے ہم تو تمہیں اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں۔

۲۔ سورۂ مومنون میں ارشاد ہے!

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۙ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۙ (المومنون۔ ۳۳-۳۴)

ترجمہ: اور بولے اس قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا اور آخرت کی حاضری کو جھٹلایا اور ہم نے انہیں دنیا کی زندگی میں چین دیا کہ یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی جو تم کھاتے ہو اُسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اُسی میں سے پیتا ہے اور اگر تم کسی

Marfat.com

اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرو جب تو تم ضرور گھاٹے میں ہو۔

اسی سورۃ میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا:

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰیٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۙ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا عَالِیْنَ ۚ فَقَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا ۔ (المؤمنون ۴۵-۴۷)

ترجمہ: پھر ہم نے موسیٰ اور اُس کے بھائی ہارون کو اپنی آیتوں اور روشن سند کے ساتھ بھیجا۔ فرعون اور اُس کے درباریوں کی طرف تو اُنہوں نے غرور کیا اور وہ لوگ غلبہ پائے ہوئے تھے تو بولے کیا ہم ایمان لے آئیں اپنے جیسے دو آدمیوں پر۔

سورۃ یٰسین میں ہے:

اِذْ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْۤا اِنَّاۤ اِلَیْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْا مَاۤ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۔ (یٰسین ۱۴-۱۵)

ترجمہ: جب ہم نے ان کی طرف دو بھیجے پھر اُنہوں نے اُن کو جھٹلایا تو ہم نے تیسرے سے زور دیا۔ اب ان سب نے کہا کہ بے شک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی۔

پس ثابت ہوا کہ کفار اپنے زمانہ کے انبیاء کو اپنی مثل بشر کہتے رہے قرآن میں ایک جگہ بھی یہ نہیں بتایا گیا کہ کسی اُمتی نے اپنے نبی کو بشر کہا ہو۔ کفار نے انبیاء کرام کو بشر اس وجہ سے کہا کہ وہ انہیں اپنی طرح بشر سمجھتے تھے۔ جب مشرکین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کہنے لگے کہ آپ بھی ہماری مانند ہیں ہم اور آپ یکساں برابر ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان ہمسری اور برابری کا دعویٰ کرنے والوں کو یہ جواب دینے کا حکم فرمایا کہ:

Marfat.com

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج
(الکھف - ۱۱۰)

ترجمہ: تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔

یعنی مجھ میں اور تم میں بہت فرق ہے کہ میں تو اپنے خالق اور مالک سے یہ تعلق رکھتا ہوں کہ مجھ پر اُس کے فرمان نازل ہوتے ہیں اور تم یہ تعلق نہیں رکھتے۔

آج جو لوگ "قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" سے یہ مطلب اخذ کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم ہم جیسے بشر تھے وہ مشرکین کی طرح عقل اور دل کے اندھے ہیں ان لوگوں نے بشر کے معنی ہی نہیں سمجھے۔ بشر۔ بَشَرَۃٌ سے بنا ہے جس کے معنی ہیں کھال۔ چمڑا۔ چہرہ۔ حضور سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم پر لفظ بشر کا اطلاق بھی اسی ظاہری شکل و شباہت کی بناء پر کیا گیا ہے۔ چنانچہ تفسیر خازن میں ہے۔

"سُمِّيَ الْاٰدَمِيُّ بَشَرًا لِاَنَّهٗ بَادِي الْبُشْرَةِ ظَاهِرُ الْجِلْدِ"

چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ظاہری صورت دیگر بنی نوع انسان سے ملتی جلتی تھی اس لئے حضور کو بشر کہا گیا مگر اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ وہ اپنے اوصاف و کمالات میں بھی دوسرے انسانوں کے ساتھ برابر ہیں۔ حدیث پاک میں مذکور ہے کہ حضور نے فرمایا "اَيُّكُمْ مِثْلِيْ" تم میں مجھ جیسا کون ہے؟ کسی صحابی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے جیسا بشر کہنے کی جرأت نہیں کی۔

حضور کی نورانیت

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی بشریت کا مطلب بیان کرنے کے بعد اب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی نورانیت کے اثبات میں حقائق پیش کرتے ہیں۔ قرآن حکیم میں ہے!

قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ (المائدہ - ۱۵)

ترجمہ: بے شک اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

Marfat.com

۱:- اس آیت کے تحت حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رقمطراز ہیں:
"نور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب قرآن مجید ہے۔[1]"

۲- "اور یہ جملہ متانفہ ہے اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد صرف یہ نہیں ہے کہ جس مضمون کو اہل کتاب مخفی رکھتے ہیں۔ آپ اس کو واضح فرما دیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بے شمار منافع ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔[2]"

۳- علامہ محمد ابن جریر طبری لکھتے ہیں!
"اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب کو خطاب فرمایا کہ اے اہلِ کتاب (تورات اور انجیل) تمہاری طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آچکے ہیں۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے حق کو روشن کیا اور اسلام کو ظاہر کیا اور شرک کو مٹایا پس آپ اُس شخص کے لئے نُور ہیں جس نے آپ کے نُور کی روشنی سے نفع اٹھایا[3]"

۴- صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں!
"اور اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نُور رکھا ہے اس لئے کہ آپ سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے جس طرح کہ نُور سے اندھیرے میں راہنمائی حاصل ہوتی ہے[4]"

۵- صاحب تفسیر عرائس البیان لکھتے ہیں:
"اور اللہ تعالیٰ کا وہ نُور ہیں جن سے انبیاء اور اولیاء کے وجود جلوہ گر ہوتے[5]"

---

[1] تفسیر موضح القرآن مطبوعہ دین محمدی پریس لاہور صفحہ ۱۰۲
[2] فتوحات الٰہیہ شرح جلالین از علامہ سلیمان جمل جلد اول صفحہ ۵۷۵
[3] تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن از محمد ابن جریر طبری جلد ۶ صفحہ ۱۰۴
[4] تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۲۳
[5] عرائس البیان جلد ۱ صفحہ ۱۷۷

Marfat.com

۶- ابوالسعود بیان کرتے ہیں :

"اور من جار کا تعلق جاء سے ہے اور من ابتداء غایت کے لئے ہے یا محذوف کے ساتھ مل کر نور سے حال ہے۔ پس اس میں صراحت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں اور جار مجرور کو فاعل پر اس لئے مقدم کیا گیا کہ آنے والے کی طرف شوق دلانا مقصود ہے اور نور میں تنوین عظمتِ شان پر دلالت کرتی ہے[1]"

۷- علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

"اور نور سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک مراد ہے اور اسی طرح حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا اور زجاج نے بھی یہی مطلب بیان کیا[2]"

۸- امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں :

"نور اور کتاب دونوں سے قرآن مراد لینا ضعیف ہے کیونکہ عطف کی وجہ سے معطوف اور معطوف علیہ میں مغائرت کا ہونا ضروری ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور ہے اس لئے کہ نورِ ظاہر سے نظر کو ظاہری اشیاء کے ادراک میں قوت حاصل ہوتی ہے اور نورِ باطن سے حقائق اور معقولات کے ادراک میں بصیرت قلبی کو تقویت ہوتی ہے[3]"

۹- بیضاوی، جلالین، جامع البیان، معالم التنزیل، جواہر الحسان، تنویر المقیاس، السراج المنیر، الجامع لاحکام القرآن، فتح البیان فی مقاصد القرآن، مدارک التنزیل، قاموس المحیط، منتہی الارب، تفسیر مظہری، صاوی حاشیہ جلالین، حاشیہ شہاب خفاجی، غرائب القرآن اور تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ

"نور سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔"

---

[1] تفسیر ابوالسعود جلد ۲ صفحہ ۱۴ [2] تفسیر روح المعانی جلد ۶ صفحہ ۸۷ [3] تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۵۶۶

Marfat.com

نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف

حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام صفاتِ الٰہیہ کے مظہرِ اتم ہیں جو مخلوق میں جلوہ گر ہو سکتی ہیں۔ باقی انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی جگہ جزوی طور پر صفاتِ الٰہیہ کے مظاہر ہیں لیکن آنحضور جامع الصفات ہیں اور ظاہر و باطن میں مجسم نور ہیں۔

نور کیا چیز ہے؟ نور کی کوئی جامع و مانع تعریف کرنا بہت ہی مشکل کام ہے بلکہ نور کی کسی تعریف کا ادراک بھی عام عقل و فکر کی حدود سے باہر ہے۔ یہاں اجمالی طور پر صرف اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہوگا کہ نور روح عظیم کی قوتِ تجلّی کا نام ہے اور نور ہی زمین و آسمان میں ہر چیز کی طاقت کا مصدر و ماخذ ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیقی قوت کی پہلی جامع تجلّی (RADIATION) نورِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اور نورِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی تمام کائنات کے لئے سرچشمۂ حیات ہے۔

۲۔ تمام انوار و تجلّیات کا ابتدائی مرکز خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اُس کی ذات نور، اُس کی صفات نور، اُس کا علم نور، اُس کا کلام نور، ارادہ نور، اُس کا ہر اسم اور ہر حکم نور، اُس کی ہر صفت نور، ہر نعمت نور، اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط۔

۳۔ نور و تجلّیات کا ثانوی مرکز حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے جو تمام صفاتِ حسنہ کی حامل ہے۔

۴۔ چونکہ نورِ ذات کی پہلی تجلّی نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی تمام خلقت پیدا ہوتی ہے اس لئے خالق اور مخلوق کے درمیان نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک لازمی اور ابدی واسطہ ہے اس نور کی وساطت کے بغیر کوئی نعمت و برکت یا رحمت و راحت خالق کی طرف سے مخلوق تک نہیں پہنچتی ہے۔

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قوانین نور کی سب سے زیادہ مظہر ہے اُن ہی کا نور کائنات کی ہر شے میں کارفرما ہے اُنہی کے نور کی تخلیق موجودات عالم کا سب سے بڑا راز ہے۔ اُنہی کے صدقے قلبِ انسانی تجلّی گاہِ نورِ ذات

Marfat.com

بنا ہے۔ اُنہیں کے فیض سے قوانینِ نُور کا علم انسان کو حاصل ہوا ہے جسے علم الدنی کا نام دیا گیا ہے۔ اُن ہی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حیاتِ انسانی کی رہنمائی کے لئے قرآن پاک کی شکل میں ایک نُوری ہدایت نامہ عطا فرمایا۔ انہیں کی زندگی ان ہدایات الٰہیہ کا بہترین عملی مرقع ہے اور اُنہوں نے ہی تسخیر کائنات کے سینکڑوں نمونے اپنی ذات سے پیش کر کے انسانی عروج کا رُخ متعین کیا ہے اس ضمن میں مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر چند امور کا اجمالی ذکر کیا جاتا ہے :

ا: عالم بشری میں نزول وحی کی تاب لاکر بندوں کو خُدا کا کلام سنایا اور ایک مکمل ضابطۂ حیات عطا فرمایا۔

ب: انگلی کے اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے کر دکھایا۔

ج: شبِ معراج میں عروج بشری کا مُنتہا دنیا پر واضح کر دیا۔ اور انتہائی ٹائم کنٹرول اور سپیس کنٹرول کی مثالیں قائم کیں۔

ا۔ اپنے جسد مبارک کے ساتھ ایک لمحہ میں افلاک تک بلکہ بالائے افلاک پرواز کی۔ ملائکہ اور ارواح کی سلامیاں لینے کے بعد ربِ ذوالجلال سے ہم کلام ہوئے اور بالمشافہ زیارت کا شرف حاصل کیا۔

۲۔ طویل ترین زمانہ ایک ثانیہ کی قلیل ترین مدت میں سمیٹ کر رکھ دیا۔

۳۔ تمام افلاک کے حالات کو مختصر ترین وقت میں ملاحظہ فرمایا اور۔

۴۔ پھر اُسی مختصر وقت میں اتنی بلندیوں سے اپنے مقام ارضی پر واپس تشریف لائے۔

د: ایک موقعہ پر اپنے وجود باسعود کو زمین کے آبی چشموں سے ہم آہنگ کر کے آنِ واحد میں اپنے دست مبارک کی انگلیوں سے پانی کے فوارے جاری کر دیئے۔

ہ: شجر و حجر کو اپنے حکم سے قوتِ گویائی بخشی۔

و: بارہا انسانی سمع و بصر کو حضور و غیب کی حدود سے بے نیاز کر کے دُنیا

Marfat.com

کو متحیر کیا۔

ز: اپنے پیشرو انبیاء علیہم السلام کے معجزات کی اس طرح تصدیق فرمائی کہ انہیں خود اپنی ذات بابرکات سے متعدد بار صادر فرمایا وعلیٰ ہذا القیاس۔

حرفِ آخر

اب میں اس بحث کو ایک ایمان افروز اور لافانی شعر کی مختصر تشریح کے بعد ختم کرتا ہوں۔

وہ شعر یہ ہے ؎

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے ہر گُل میں ہر شجر میں محمد کا نُور ہے

نہ جانے یہ شعر کس شاعر کا نتیجۂ فکر ہے۔ بہرحال کسی عاشقِ رسول کی تخلیق ہے۔ خُدا جانے شاعر نے کس ساعتِ سعید میں اور کس والہانہ کیفیت میں یہ شعر کہا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ جب سے یہ شعر کہا گیا اُس وقت سے اب تک اُس کا اثر کم نہیں ہوا۔ میں نے بچپن ہی میں یہ شعر پڑھا اور اس طرح حافظہ پر نقش ہوا کہ میرا وظیفۂ حیات بن گیا جب کبھی یہ شعر پڑھتا ہوں تو جسم و روح میں ایک ایسی وجدانی کیفیت محسوس کرتا ہوں کہ جس کا بیان الفاظ میں ممکن نہیں۔

بظاہر تو یہ آسان اور سادہ سا شعر ہے لیکن اس میں جو اسرار و رموز مضمر ہیں اُن پر بہت کم لوگوں کی نظر ہوگی اس لئے میں اس شعر کے رموز و غوامض کو بابا نانک کے دو شعروں کی روشنی میں منظرِ عام پر لانا چاہتا ہوں۔

بابا نانک کہتے ہیں ؎

عدد گنوں جس انچر کے چوگنے تا دس ملاؤ پنج گن کیجیو کاٹو بیس بنا

باقی بچے جو نو گن کیجیو دو اس میں اور ملا نانک ہر کنے بچن سے محمد نام بنا

بابا نانک کے ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ آپ دنیا کی کسی جاندار یا بے جان شے کا نام لیجئے اور اس کے عدد بحساب ابجد نکال لیجئے۔ ان اعداد کو چار گنا کر لیجئے ان میں دس عدد ملا لیجئے پھر پانچ گنا کر لیجئے۔ اب ان کو بیس پر تقسیم کیجئے جو باقی بچے ان کو نو گنا کر لیجئے اور ان میں دو عدد جمع کر لیجئے نتیجہ میں بانوے کا عدد برآمد

Marfat.com

ہوگا جو کہ بحساب ابجد حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلّم کے اسم گرامی محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کا عدد ہے۔

یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے بابا نانک کے ان شعروں کو پڑھتے ہی معرفت کے در وا ہو جاتے ہیں۔ تمام افکار و تخیلات ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتے ہیں اور سارے اشکال خود بخود رفع ہو جاتے ہیں۔ لولاکَ لما کی حقیقت منکشف ہو جاتی ہے اور مولوی ظفر علی خان کے اس شعر کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے ؎

گر ارض و سما کی محفل میں لولاکَ لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نُور نہ ہو سیّاروں میں

اگر کائنات میں محمد کا نُور جلوہ گر نہ ہوتا تو پھر جو صورت ہوتی اُس کی تفصیل علامہ اقبال کی زبان سے سُنیئے ؎

ہو نہ یہ پھول، تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو — چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسّم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو — بزمِ توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

Marfat.com

Marfat.com

باب پنجم

درنگاہِ اُو عیوبِ کائنات

Marfat.com

Marfat.com

درنگاہِ اُو غیوب کآنات

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ نبی علم کے بلند ترین مقام پر فائز ہوتا ہے جن حقائق پر ہمارا ایمان بالغیب ہوتا ہے نبی کا ایمان بالشہود ہوتا ہے۔ خُدائے عالم الغیب والشہادہ اُسے دنیائے محسوسات وغیر محسوسات کا مشاہدہ کرا دیتا ہے وہ حقیقت کو بالکل بے نقاب بچشمِ خویش دیکھتا ہے اس لئے اس کے علم کی حقیقت پر بحث خلل دماغ کے سوا کچھ نہیں۔

جس طرح ایک چڑیا اپنی چونچ کے پیمانے سے بحرِ بے پایاں کی حدود فراموش وسعتوں کا اندازہ نہیں کر سکتی اسی طرح ایک غیر نبی اپنے محدود ذہن سے علومِ نبوت کی حدود قیود کے تعیّن سے قاصر ہے۔ جو لوگ کرید کرید کر علمِ نبوت کو حدود میں محصور ثابت کرنے کے دلائل لانے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں وہ اصل میں نبوت کے موہبِ کبریٰ ہونے کے منکر ہیں۔ نبی کو جو کچھ عطا کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا جاتا ہے ہم کیا جانیں کہ لینے والے نے کتنا لیا اور دینے والے نے کتنا دیا۔ ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ لینے والے کا ظرف بھی حدود ناآشنا وسعتیں رکھتا تھا اور دینے والے کی فیاضیاں بھی غیر محدود تھیں۔ اس لئے علمِ نبوت کا تعیّن اور بالخصوص علم سرورِ انبیاءؐ کا تعیّن ہماری علمی و عقلی سطح سے ورا الورا ہے۔ ہمارا علم انفس و آفاق میں اسیر ہے اور نبی کی ذات حدودِ انفس و آفاق سے بلند تر ہے۔ اُسے محدود کرنے والے اپنی بدبختی اور کوڑھ مغزی کا ثبوت فراہم کرنے کے سوا کچھ نہیں کرتے۔ وقت

Marfat.com

کا تعیّن حادثِ کائنات کے اندازے سے کیا جاتا ہے۔ سرتاج انبیاء زمان و مکان کی قیود سے آزاد ہیں اُن کے لئے مکان کے نزدو دُور، تحت و فوق اور پس و پیش کی کوئی حیثیت نہیں وقت اُن کے سامنے ایک اکائی ہے جسے ماضی، حال اور استقبال میں تقسیم نہیں کیا گیا۔ ؎

خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری　　نہ ہے زماں نہ مکاں لا الہ الا اللہ

یہ الگ بات ہے کہ نبی کارگاہِ حیات میں عالمِ ناسوت سے منسلک رہنے کے لئے کبھی ملکۂ نبوت سے کام نہیں لیتا۔ حقیقت یہ ہے کہ نبی کو کائنات کے اندر محیط کر لیا جائے تو وہ نبی نہیں رہتا۔ حضرت علامہ اقبال نے ایک عام مردِ مومن کو کافر سے یوں ممتاز کیا ہے ؎

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے　　مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

ذیل میں اس مسئلہ (علمِ غیبِ رسول) کو نصوصِ صریحہ اور احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔

غیب کی تعریف امام فخر الدین رازی، غیب کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ان الغیب ھو الذی یکون غائبًا عن الحاسۃ[1]"

ترجمہ: غیب وہ ہے جو حاسہ سے باہر ہو یعنی حواس خمسہ سے غائب ہو۔

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"غیب نام آں چیزاست کہ از ادراکِ حواسِ ظاہرہ و باطنہ خارج باشد۔"

ترجمہ: یعنی غیب وہ چیز ہے جو حواس ظاہری و باطنی کے ادراک سے خارج ہو۔

خاصۂ نبوت علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

"نبوت کا سب سے اہم خاصہ اس کا غیبی علم ہے یعنی

---

[1] تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۶۹

Marfat.com

وہ علم جو عام انسانوں کی طرح وجدان، احساس یا عقل و
قیاس سے نہیں بلکہ براہِ راست صدائے غیب یا
رویائے صادقہ یا فرشتوں کے ذریعے خدائے پاک
سے حاصل ہوتا ہے [1]"

لفظ نبی کا مفہوم

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نبی کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

" نبی اُسے کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ غیب پر مطلع کردے اور اُسے یہ بتلا دے کہ وہ نبی ہے اور وہ اس وقت نبی فعیل بمعنے مفعول کے ہوگا یا نبی کا معنیٰ ہے جو ان (امورِ غیبیہ) کی خبر دے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اُسے دے کر بھیجا ہے اور اس وقت فعیل بمعنے فاعل ہوگا [2]"

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے ثابت ہوا کہ نبی کا معنیٰ غیب جاننا بھی ہے اور غیب بتلانا بھی۔ اگر بمعنی مفعول ہو تو غیب جاننا معنی ہے اور اگر بمعنی فاعل ہو تو غیب بتلانا اس کا معنی ہے اور یہی قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ آگے چل کر لکھتے ہیں :

" نبوت غیب پر مطلع ہونے کا نام ہے [3]"

علامہ شیخ قاسم، نبی کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

" لفظ نبی فعیل بمعنی مفعول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی سے اسرارِ غیبیہ کی خبریں دی ہیں [4]"

---

[1] : سیرت النبی جلد چہارم صفحہ ۵۴-۵۵ [2] شفاء جلد اول صفحہ ۱۶۰
[3] شفا جلد اول صفحہ ۱۶۱ [4] شرح مسایرہ مع المسامرہ صفحہ ۲۱۷

Marfat.com

علمائے دیوبند کے دس رکنی بورڈ نے مشہور عربی لغت المنجد کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جو دارُالاشاعت کراچی نے شائع کیا ہے انہوں نے اس لغت میں نبی اور نبوت کے حسب ذیل معانی بیان کئے ہیں :

النبوۃ والنبوۃ : خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام پاکر غیب کی بات بتانا۔

النبی والنبیُّ : اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کی بنا۔ پر غیب کی باتیں بتانے والا[1]

اس عبارت سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ علمائے دیوبند کے فُل بنچ کا یہی فیصلہ ہے کہ نبی غیب بتانے والے کو کہتے ہیں۔

قرآن میں علم غیب الرسل کے شواہد

قرآن حکیم میں ہے :

۱ : ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْہِ اِلَیْکَ ط (آل عمران - ۴۴)

ترجمہ : یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔

۲ - وَ عَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ط وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ۝ (النسآء - ۱۱۳)

ترجمہ : اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

۳ - وَ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ (آل عمران - ۱۷۹)

ترجمہ : اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے۔ ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

صاحب تفسیر جمل اس آیت کے تحت لکھتے ہیں :

"اور معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ رسولوں میں سے جسے چاہے منتخب فرما لیتا ہے پھر اسے غیب پر مطلع فرماتا ہے۔"

---

[1] المنجد اُردو ترجمہ صفحہ ۱۲۴۴

Marfat.com

۴۔ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ۔(الجن۔ ۲۶-۲۷)

ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اس آیت کے تحت صاحب تفسیر روح البیان لکھتے ہیں:

"ابن شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر رسول مرتضیٰ کے سوا کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور جو غیب اس کے ساتھ مختص نہیں اس پر غیر رسول کو بھی مطلع فرماتا ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم غیب پر بخیل نہیں۔"

اس آیت کے تحت صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں:

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب حاصل ہوتا ہے۔ پس وہ اس غیب پر بخیل نہیں ہیں بلکہ تم کو بھی اس کی تعلیم دیتے ہیں۔"

زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ:

"نبی میں چوتھی صفت یہ ہے کہ اُس کی ذات میں ایک ایسا نُور ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ آئندہ صادر ہونے والے امور غیبیہ کا ادراک کر لیتا ہے۔"

پس قرآن حکیم کی آیات اور مفسرین کرام کے اقوال سے ثابت ہو گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم عطا فرمایا تھا۔

علم غیب عطائی

علامہ سید سلیمان ندوی، قرآن حکیم کی حسب ذیل دو آیات کے متعلق لکھتے ہیں:

۱۔ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (الجن۔ ۲۶-۲۷)

۲۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۪ (آل عمران۔ ۱۷۹)

Marfat.com

"ان دو آیتوں سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ پیغمبروں کو غیب کی باتوں کی اطلاع دیتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جن آیتوں میں غیب دانی کی کلیتہً اور قطعاً نفی کی گئی ہے اُن سے مراد ذاتی اور حقیقی علم ہے۔ یعنی خُدا کے سوا بالذات کسی کو غیب کا علم نہیں۔ البتہ خدا کے واسطہ اور ذریعہ سے اور اس کی تعلیم و اطلاع سے پیغمبروں کو اس کا علم حاصل ہوتا ہے[1]"

ایک اشکال اور اس کا حل قرآن حکیم کی بعض آیات میں انبیاء علیہم السلام سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔ جیسے "عندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو"، اور بعض آیات میں علم غیب کا ثبوت کیا گیا ہے۔ جیسے "عٰلِمُ الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدہ الا من ارتضیٰ من رسول"، پس ان آیات سے تعارض دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ نفی میں آیات کو علم ذاتی پر محمول کیا جائے اور اثبات میں علم عطائی پر۔

چنانچہ علامہ بیضاوی بھی اسی وجہ سے غیب کی تقسیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اور وہ (غیب) دو قسم ہے ایک قسم وہ ہے کہ اس کے لئے کوئی دلیل نہیں اور اللہ کے قول کے وہی معنی ہیں یعنی

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ ط (الانعام-۵۹)

ترجمہ: اور اُسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے۔

اور دوسری قسم یہ ہے کہ دلیل موجود ہو جیسا کہ صانع یعنی بنانے والا اور اس کی صفات۔

والیوم الآخر اور اس کے حالات متعلقہ۔ اس آیت میں یہی آخری معنی مراد ہے"

---

[1] سیرت النبی جلد چہارم صفحہ ۶۷-۶۸

Marfat.com

ثانیاً " ولا اعلم الغیب " میں جو علم غیب کی نفی ہے۔ مفسیرین کرام نے اس کو ذاتی علم کی نفی پر محمول کیا ہے۔ چنانچہ علامہ محمد اسماعیل حقی صاحب روح البیان " لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ " کے تحت لکھتے ہیں :

" یعنی غیب نہیں جانتا مگر اللہ کے بتلانے سے "

صاحب تفسیر نیشاپوری لکھتے ہیں :

" یعنی میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ موصوف ہوں۔ "

علامہ آلوسی بغدادی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں :

" لا اعلم الغیب کہنے میں کوئی فائدہ نہیں۔ فائدہ تو اس میں ہے کہ یوں کہا جائے کہ میں یہ بات نہیں کہتا تھا کہ ان دونوں وصفوں کی نفی ہو جائے جو خواص الوہیت میں سے ہیں تاکہ حاصل یہ ہو کہ میں الوہیت کا دعویٰ نہیں کرتا۔ "

ان حوالوں سے ظاہر ہو گیا کہ تمام معتبر اور مستند مفسیرین یہی کہتے ہیں کہ لا اعلم الغیب میں مطلقاً غیب جاننے کی نفی نہیں ہے بلکہ اس غیب کی نفی ہے جو اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے اور اسی کو علم ذاتی کہا جاتا ہے۔

علم غیب رسول اور ایک حدیث کی شرح

برِصغیر کے نامور عالم اور صوفی حضرت مولانا شاہ محمد سلیمان پھلواروی علیہ الرحمۃ نے اپنے ایک مکتوب میں علم غیب رسول سے متعلق ایک حدیث کی پُر از حقائق و معارف شرح لکھی ہے۔ چونکہ یہ شرح ہمارے موضوع سے متعلق ہے اس لئے ذیل میں اس کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے :

اَللّٰھُمَّ صل علیٰ محمد نِ الذی یریٰ من خلفہ کما یریٰ من امامہ

" اے اللہ محمد پر صلوٰۃ بھیج جو پیچھے بھی اس طرح دیکھتے تھے جس طرح سامنے دیکھتے تھے "

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم انسانِ کامل اور مظہرِ اتم تھے پس" اللہ نور السموات والارض ــــ" کی تجلّی جب آپ پر ہوتی تو باوجود پیکر انسانی ہونے کے آپ نُور ہی نُور تھے ؎

عالم چہ شود ہمسر و ہمتائے محمد
نورست ہمہ نور سراپائے محمد

نور آفتاب کو حجاب مانع ہو سکتا ہے لیکن اس نور الٰہی کے لئے ظہور و بروز کو در و دیوار و سقوف و کوہ و حیل ہرگز حاجز نہیں کر سکتے اور نہ پیکر جسم و تن اس کی پُر نُور شعاع کو محدود کر سکتا ہے جسے حضرت حافظ رحمۃ اللہ علیہ یوں رد کر فرماتے ہیں ؎

حجاب چہرۂ جاں می شود غبار تنم
خوشا دمیکہ ازیں چہرہ پردہ برفگنم

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے حضور میں وہ چیزیں جنہیں خفی و اخفیٰ سمجھتے ہیں۔ جلی و اجلیٰ تھیں اور جنہیں نہاں سمجھتے ہیں عیاں تھیں۔ وقائع عالم آپ صلی اللہ علیہ وسلّم پر روشن تھے۔ عالم برزخ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پیش نظر۔ کبھی دوزخ و بہشت کو دیکھتے۔ کبھی عالم ملکوت پر نظر کرتے۔ کبھی جبرئیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام سے مکالمہ فرماتے اور کبھی حضرت موسیٰ و ابراہیم و یونس علیہم السلام کو مختلف حالات میں دیکھتے۔ الغرض نور کوئی حجاب نہ تھا۔ اب تم اس درود شریف کا مطلب سمجھ گئے ہو گے۔ عامۂ کتب احادیث مشکوٰۃ و صحیح بخاری و مسلم و مسند احمد وغیرہا میں مختلف طریق سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے نمازی مقتدیوں سے فرمایا کہ" رکوع و سجود میں مجھ سے سبقت نہ کرو۔ میں جس طرح اپنے سامنے کی چیزوں کو دیکھتا ہوں اسی طرح پس پشت بھی دیکھتا ہوں۔" یعنی تمہاری حالت سے بے خبر نہیں ہوں سب مجھ پر عیاں ہے اب میں عمومی و خصوصی دونوں طرح کی حد پیش پیش کرتا ہوں ؎

Marfat.com

۱:- اخرج ابن عدی والبیہقی وابن عساکر عن عائشہ رضی اللہ عنہا قارت کان رسول اللہ علیہ وسلّم یرٰی فی الظلماء کمایرٰی فی النور۔

"ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تاریکی میں بھی مثل روشنی کے دیکھتے تھے۔"

۲- وَاخرج البیہقی عن ابن عباس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یرٰی باللیل فی الظلمت کما یرٰی بالنہار فی الضوء۔

"حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم اندھیری رات میں بھی ویسا ہی دیکھتے تھے جیسا روزِ روشن میں۔"

۳- واخرج الشیخان عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم قال ھل ترون قبلتی ھھنا فو اللہ مایخفی علیّ رکوعکم ولا سجودکم انی لاراکم وراء ظھری۔

"یعنی بخاری ومسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ تم مجھے قبلہ رو سمجھتے ہو۔ خدا کی قسم تمہارے رکوع وسجود مجھ پر آشکارا ہیں میں تو تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔"

۴- واخرج مسلم عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ایھا الناس انی امامکم فلا تسبقونی بالرکوع ولا بالسجود فانی اراکم من امامی ومن خلفی۔

"مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں تمہارا امام یا تم سے آگے ہوں۔ پس رکوع وسجود میں مجھ سے سبقت نہ کرو میں تمہیں آگے پیچھے دونوں جانب سے دیکھتا ہوں۔"

۵- واخرج عبد الرزاق فی جامعہ والحاکم وابو نعیم عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلّم قال انی لانظر الی ما وراءی

Marfat.com

کما انظر مابین یدی۔

" یعنی عبدالرزاق نے اپنی جامع میں اور حاکم و ابونعیم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پیچھے ویسا ہی دیکھتا ہوں جس طرح اپنے سامنے۔"

۶۔ علامہ فاسی محدث مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں درود کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

وثبت رویتہ صلعم من خلفہ فی حدیث ابی ھریرۃ وانس عند الشیخین وعند عبدالرزاق فی جامعہ والحاکم عن ابی ھریرۃ وعند الحمیدی فی مسندہ وابن المنذر فی تفسیرہ البیہقی عن مجاھد مرسلاً

" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسِ پشت دیکھنا شیخین کے ہاں حضرت ابوہریرہ اور انس رضی اللہ عنہم کی روایتوں سے ثابت ہے اور نیز عبدالرزاق، حاکم، حمیدی، ابن منذر اور بیہقی کے نزدیک بھی ثابت ہے جیسا کہ ان حضرات کی جامع و تفسیر و مسند سے ظاہر ہے۔"

علامہ فاسی و نبہانی کی وسعتِ نظر بے شک قابلِ قدر ہے مگر تعجب ہے کہ ان دونوں بزرگوں نے امام المحدثین امام احمد کی تخریج کا کوئی ذکر نہ فرمایا۔ لہذا میں بتاتا ہوں کہ امام احمد نے بھی مسند میں یہ حدیث روایت کی ہے دیکھو مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۱۱۵

حدثنا عبداللہ ثنی ابی ثنا یحییٰ عن شعبۃ ثنا قتادۃ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتموا الرکوع والسجود فو اللہ انی لاراکم من بعدی وربما قال من وراء ظھری اذا رکعتم وسجدتم۔

" یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

Marfat.com

فرمایا کہ اے لوگو! اپنے رکوع و سجود کو بہ تمام ادا کرو۔ اس لئے کہ بخدا میں تم کو پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں اور کبھی فرماتے جب تم رکوع و سجود میں ہوتے ہو میں اپنی پشت سے دیکھتا ہوں۔"

اے عزیز! صحابہ کرام نے جب اپنے آپ کو محمدیت میں فنا کر دیا تو ان پر بھی کبھی کبھی اس پُر زور نورانیت محمدیہ کی تجلی ہوا کی اور خفی امور ان پر جلی ہو جایا کیے۔ کتب احادیث و سیر اس سے مملو ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرض موت میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میری بی بی بنت خارجہ حاملہ ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ بیٹی جنے گی۔ پس تمہارے دو بھائی اور تمہاری دو بہنوں (سوا تمہارے) میں تقسیم جائداد ہوگی۔ موطا کے شروع میں اس واقعے کی تفصیل دیکھو۔ پس حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا "انی اری" کہنا اسی رویت محمدیہ اور بصیرت احمدیہ کا انعکاس ہے۔ علیٰ ہذا القیاس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ محدث تو تھے ہی۔ نور محمدیت میں فانی ہو کر انہوں نے ایسی پُر زور نگاہ پیدا کر لی تھی کہ مدینہ منورہ میں برسر منبر خطبہ پڑھ رہے تھے اور نہاوند کی رزم گاہ اُن کے سامنے تھی۔ مسلمانوں کا پسپا ہونا اُن سے دیکھا نہ گیا۔ عین خطبے میں چلّا اُٹھے:

"یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ الْجَبَلَ"

اور وہاں فوجی سپہ سالار نے بھی سن لیا اور فرمان پر عمل کر کے فتحیاب ہوا۔ اس واقعے کو محدثین نے بہ طُرق متعددہ بیان کیا ہے اور تم نے شرح عقائد نسفی و مشکوٰۃ شریف میں بھی پڑھا ہوگا۔

اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حضوری مجلس کے لئے ایک صاحب چلے راستے میں ایک پرائی عورت کو دیکھنے لگے۔ جب دربار عثمانی میں حاضر ہوئے۔ حضرت عثمان ذی النورین نے انہیں دیکھ کر یوں ارشاد فرمایا:

ھاہ ھاہ اَیَدْخُلُ عَلَیَّ اَحَدُکُمْ وَفِی عَیْنَیْہِ اَثَرُ الزِّنَا۔؟

Marfat.com

"یعنی ہے ہے کیا میرے پاس کوئی ایسا شخص چلا آتا
ہے جس کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہے ؟"
انہوں نے یہ مکاشفہ دیکھ کر کہا!

یا امیر المومنین ! أَوَحیٌ بَعدَ رسول اللہ ؟

"یعنی کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد بھی کسی وحی کا
وجود ہے ؟"
آپ نے فرمایا:

لَا ! وَلٰکِنَّہ فِرَاسَۃُ الْمُؤمِنِ

"نہیں بلکہ یہ تو فراست مومن ہے۔"

کنز العمال و ریاض النضرہ و ازالۃ الخفاء وغیرہ میں بہ تخریج محدثین یہ روایات مندرج ہیں اس مکاشفے کو فراست کہو یا کرامت۔ درحقیقت یہ سب اسی نور محمدیت کے انعکاسات و تجلیات ہیں جسے کبھی حجاب حاجز نہیں ہوا۔ یوں ہی حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ ہیں جو فاتح باب ولایت تھے ان کے مکاشفات کی داستانیں بے شمار ہیں کنز العمال و ریاض النضرہ و کتب مناقب ان سے مملو ہیں۔ انہیں محمدیت میں فنائے اتم حاصل تھی پس اسی نور سے متجلی ہو کر سب کچھ دیکھتے تھے جب ضرورت دیکھی بیان کیا ورنہ صدور الابرار قبور الاسرار (پاک لوگوں کے سینے رازوں کے دفینے ہیں) اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے فرماتے تھے:

اِنَّ ھٰھُنَا عُلُوْمًا جَمَّۃً لَوْ وَجَدْتُ لَھَا حَمَلَۃً

"یہ علوم کا خزانہ ہے کاش میں اس کے لئے لینے والوں کو پاتا۔"

یہ روایت میں نے مزّی محدث کی کتاب رجال تہذیب الکمال میں دیکھی ہے اور دیگر محدثین نے بھی اسے نقل کیا ہے اور صحابہ و اہل بیت کے بعد دیگر طبقات اولیاء اللہ کے متعلق بھی مشاہدے اور مکاشفے کی صدہا حکایتیں بہ روایات

Marfat.com

صحیحہ منقول ہیں اور آخری فیصلہ یوں سنا دیا گیا ؎

قلوب العارفین لھا عیون تری مالا یراہ الناظرونا
و اجنحۃ تطیر بغیر ریش الیٰ ملکوت رب العالمینا

"عارفوں کے قلوب میں بھی آنکھیں ہوتی ہیں جن سے وہ ایسے چیزیں دیکھتے ہیں جن کو آنکھ والے نہیں دیکھتے اور ان کے ایسے بازو ہیں جو بغیر پر کے عالم ملکوت کی جانب پرواز کرتے ہیں۔"

اب تم سمجھ سکتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے وسیع علم کے متعلق یوں کہنا کہ

"ان کا علم ایسا تھا کہ پسِ دیوار کی حالت بھی جانتے تھے اور دوسروں کے نیز اپنے حاتمے سے بھی بے خبر تھے۔" معاذ اللہ کس قدر کم بینی و تنگ نظری بلکہ عماتے بصیرت ہے۔ خدا کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی وہ علم حاصل ہے جس کی نظیر متمنع ہے بوجہ استغراق آپ اسے بیان نہیں فرماتے لیکن کبھی ذرہ ذرہ کر کے قیامت تک کے تمام "ما کان و ما یکون" لوگوں کو بتا دیتے ہیں۔

حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہ قال قَامَ فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقامًا ما ترک شیئًا یکون من مقامہ ذالک الیٰ قیام الساعۃ الّا حدثہ الخ (متفق علیہ)

"یعنی حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہوئے تو اس وقت سے قیامت تک کے تمام آئندہ واقعات بتا دیئے اور کچھ نہ چھوڑا۔"

نیز طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"دنیا میرے لئے بلند کی گئی ہے پس اسے اور جو کچھ قیامت تک اس میں ہونے والا ہے میں نے سب کچھ اس طرح دیکھ لیا جس طرح

Marfat.com

میں اپنی ہتھیلی دیکھ رہا ہوں۔"

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے برسرِ منبر فرمایا۔ "سلونی عما شئتم" (جو کچھ تمہیں پوچھنا ہے پوچھ لو) چنانچہ ایک مشکوک شخص نے پوچھا۔ میرا باپ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فی الفور نام بتا دیا اور اس کی ماں نے تصدیق کی۔ یہ روایت عامۂ کتب حدیث میں موجود ہے۔

قرآن کریم میں آپ کو "یا یھا النبی" اور خاتم النبیین" فرمایا گیا اور نبی کو معصوم ہونا ضروری ہے۔ پھر اپنے خاتمے سے بے خبر رہنا کیا معنی؟ نیز احادیث متکاثرہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا مقام محمود میں رہنا — حوضِ کوثر پر ہونا۔ شفیع و مشفع ہونا، جنت کے اعلیٰ درجے میں ہونا موجود ہے۔ معاذ اللہ جب آپ کو اپنے خاتمے کی خبر نہ تھی تو آپ نے اپنے لئے یہ مقامات کیونکر بیان فرماتے اور جب آپ کو دوسروں کے حسنِ خاتمہ کی خبر ہی نہ تھی (معاذ اللہ) تو اپنے اصحاب و اہل بیت کو جنت کی بشارت کیونکر دی کہ "ابو بکر فی الجنۃ" "عمر فی الجنۃ" اور الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ" اور فاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ"۔ کیا بلاتیقنِ حسن خاتمہ، جنت کی بشارت دے کر عشرۂ مبشرہ اور سردارِ نوجوانانِ بہشت اور سیدۃ النساء جنت قرار دیا؟ لاحول اللہ۔ اور یہ آیت پاک:

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ وَ مَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ

"یعنی اے رسول! آپ لوگوں سے کہہ دیں کہ میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں اور میں خود نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا پیش آئے گا۔؟"

اس سے یہ مراد ہے کہ میں خدا کے بتلائے بغیر از خود کچھ نہیں جانتا پس جو کچھ کہتا ہوں یا کہوں گا سب خدا کی بتائی ہوئی باتیں ہوں گی۔ اٹکل پچو نہ ہوں گی۔ پس اس آیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے وسیع و محیط علم کی نفی کرنا قرآن کریم کی دیگر آیات و احادیث صحیحہ کی تکذیب کرنا ہے اور ان احادیث کو جو

Marfat.com

علیٰ سبیل التواضع وہضم نفس (کسر نفسی) آپ نے بیان فرمائی ہیں۔ حقیقت پر محمول کرنا ایک کھلی ہوئی ضلالت ہے۔ اللہ ہم سب لوگوں کو اس سے بچائے آمین[1]

مسئلہ علم غیب رسول کی عارفانہ تشریح

علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بہترین عارفانہ تشریح عالم اسلامی کے ایک بہت بڑے ولی اللہ حضرت سید عبدالعزیز دباغ مغربی علیہ الرحمۃ نے کی ہے۔ موصوف چونکہ بحر معرفت کے شناور ہیں اس لئے وہ اپنے ذاتی مشاہدہ کی بناء پر علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کی اطلاع قوی ترین ہے کیونکہ دنیا کی کوئی شے اس سے محجوب نہیں ہے اس لئے آپ کو عرش و فرش، علو و سفل، دنیا و آخرت اور دوزخ و جنت سب کی خبر ہے اس لئے کہ یہ سب کچھ تو آپ ہی کی بدولت پیدا ہوا ہے لہٰذا آپ کی تمیز ان تمام جہانوں کو چیر کر نکل جانے والی ہے۔ چنانچہ آپ کو اجرام سماویہ میں سے ہر جرم کا علم ہے کہ یہ کہاں سے پیدا کیا گیا ہے؟ کب اور کیوں پیدا کیا گیا اور اس کا منتہیٰ کیا ہوگا؟ آپ کو ہر آسمان کے فرشتوں کا پتہ ہے کہ کونسا فرشتہ کس فلک پر پیدا کیا گیا؟ کب پیدا کیا گیا اور اس کا انجام کیا ہوگا؟ اور آپ کو ان اختلاف مراتب اور منتہیٰ درجات کا بھی علم ہے اور اسی طرح آپ کو ستر حجابوں اور ہر حجاب کے فرشتوں کا بھی علم ہے آپ کو عالم علوی کے اجرام نیّر کا بھی علم ہے مثلاً ستارے، سورج، چاند، لوح، قلم برزخ اور وہ روحیں جو برزخ میں ہیں اسی طرح آپ کو زمینوں، ہر

---

[1] شمس المعارف مرتبہ مولانا شاہ غلام حسنین قادری چشتی سلیمانی پھلواروی و مولانا شاہ محمد جعفر ندوی پھلواروی صفحہ ۱۴۹ تا ۱۵۵

Marfat.com

زمین کی مخلوقات اور بحر و بر کی تمام اشیاء کا علم ہے۔ اسی طرح آپ کو جنت، اس کے درجات، اس کے رہنے والوں کی تعداد اور ان کے مقامات کی پوری واقفیت ہے۔ علیٰ ہذا القیاس دیگر عوالم کے متعلق بھی آپ کے علم کا یہی حال ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اللہ تعالیٰ کے قدیم ازلی سے مزاحم نہیں ہوتا کیونکہ علم خداوندی کی معلومات لاانتہا ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا علم اس عالم میں نہیں سما سکتا جس کی وجہ یہ ہے کہ اسرار ربوبیت اور اوصاف الوہیت جن کی کوئی انتہا نہیں ہے ان سے اس عالم کی کوئی نسبت نہیں ہو سکتی پھر جب روح کی ذات سے محبت ہوتی ہے تو ذات کی اس تمیز کے ساتھ مدد کرتی ہے اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدس ان تمام عوالم کو جاتی تھی جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ پاک ہے وہ خدا جس نے آپ کی ذات کو شرف بخشا، عزت بخشی اور اس تمیز پر قدرت دی ہے"[1]

علامہ اقبال کا عقیدہ درباره علم غیب رسول

مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش راوی ہیں کہ جب مسجد وزیر خان لاہور میں علمائے اہلِ سُنت اور علمائے دیوبند کے مابین حضور رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے موضوع پر مناظرہ ہونا پایا اور فریقین میں شرائط مناظرہ طے نہ ہونے کی وجہ سے بحث زیادہ طول پکڑ گئی تو معززین لاہور کے ایک وفد نے حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ فریقین کے چیدہ چیدہ علماء آپ کے سامنے آ کر مناظرہ کریں اور آپ جو فیصلہ فرمائیں وہ عوام الناس کو سنا دیا جائے۔ علامہ مرحوم نے جب معززین سے یہ بات سُنی تو بے اختیار

---

[1] خزینہ معرفت اردو ترجمہ ابریز شریف جلد اول صفحہ ۹۳-۹۴ مترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن ایم اے پی۔ ایچ۔ ڈی۔

Marfat.com

ہوکر زار زار رونے لگ گئے جب آپ کی طبیعت بحال ہوئی تو حاضرین نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ مرحوم فرمانے لگے کہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج علمائے دیوبند، حضور صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ امی و ابی روحی وجدی) کے علم کو ناقص ثابت کرنے کے لئے آئے ہیں۔ مجھے آپ لوگوں کے ایمان پر تعجب ہے کہ آپ مجھ سے یہ فیصلہ چاہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ناقص تھا یا کامل۔ میرا تو یہ ایمان ہے[1]

چشم او برزشت وخوب کا آشنا
در نگاہ او غیوب کا آشنا

مسئلہ علم غیب رسول سے متعلق علامہ اقبال کا ایک اور حقیقت کشا بیان ملاحظہ فرمایئے: علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے ہمدم دیرینہ سید نذیر نیازی مرحوم لکھتے ہیں کہ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۳۸ء کو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک علمی محفل منعقد ہوئی جس میں علامہ ممدوح نے نبی اور شعور نبوت پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا:

"شعور نبوت کو تو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس میں زمانے کی ساری وسعتیں سمٹ کر ایک نقطے پر آجاتی ہیں۔ ماضی، حال اور مستقبل کا امتیاز قائم نہیں رہتا۔ لہذا ہمارے لئے جو بات آنے والی ہوتی ہے۔ شعور نبوت کو پہلے ہی سے اس کا علم ہوتا ہے اس طرح جیسے کہ اس کا ظہور ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام ہر حقیقت اور ہر صداقت کو اپنے سامنے عیاں دیکھتے ہیں اور یہی وجہ ہے وحی الٰہی میں ان کے یقین کامل کی۔ لہذا جس علم کا سرچشمہ وحی الٰہی ہے اس میں یقین ہی یقین ہوگا۔ اس کے برعکس عقل و فکر کی دنیا کہ ہم اس میں قدم بہ قدم آگے بڑھتے ہیں اس میں اثبات ہوگا۔

---

[1] ثبوت کے لئے ملاحظہ فرمایئے ماہنامہ شمس المشائخ رمداس بابت ماہ نومبر ۱۹۳۸ء

Marfat.com

اس میں اثبات کے ساتھ بھی نفی اور یقین کے ساتھ ظن کا پہلو قائم رہتا ہے۔ فلسفہ نام ہے انسان کی دماغی کاوشوں کا لیکن یہ کاوشیں آخر انسانی ہیں ان میں یقین کا رنگ پیدا نہیں ہو سکتا۔ بالخصوص وہ یقین جسے ہم علم الیقین سے تعبیر کرتے ہیں۔ فکر میں یقین کا رنگ پیدا ہو گا تو وحیِ الٰہی کی بدولت کہ اس کی رہنمائی میں آگے بڑھے[1]"

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی متذکرہ بالا محفل میں دوسرے شرکاء کے علاوہ غلام احمد پرویز بھی شامل تھے اُنہوں نے اپنی ڈائری میں نبوت سے متعلق علامہ اقبال کے جو خیالات نقل کئے ہیں وہ سید نذیر نیازی کی روایت کے مؤید ہیں۔ ایک اقتباس پرویز صاحب کی ڈائری سے درج ذیل ہے۔

"رسول کی تعریف (Definition) کے متعلق فرمایا کہ ایک رسول میں اللہ کی طرف سے یہ شعور پیدا کر دیا جاتا ہے کہ وہ امتدادِ زمانہ (Length of Time) کو سمیٹ کر ایک حال کے اندر مرتکز کرے لہذا جو باتیں دوسروں کے نزدیک ۲ ہزار برس بعد آنے والی ہوتی ہیں وہ رسول کے سامنے زمانۂ مستقبل کی نہیں بلکہ حال کی ہوتی ہیں اس لئے وہ اپنی وحی میں اس قدر محکم یقین رکھتا ہے کہ اس کی پیشگوئیاں اس کی آنکھوں کے سامنے ہوتی ہیں وہ اُن کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے اس لئے اس کے دل میں شک و ریب کا کوئی دخل نہیں ہو سکتا[2]"

---

[1] : اقبال کے حضور از سید نذیر نیازی صفحہ ۶۲

[2] : ماہنامہ طلوع اسلام لاہور بابت اپریل ۱۹۵۱ء صفحہ ۳۲

Marfat.com

باب ششم

معراجِ مُصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلّم

Marfat.com

Marfat.com

معراجِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

واقعۂ اسریٰ

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مکی زندگی کا ایک مہتمم بالشان واقعہ معراج ہے۔ بہت سی روایات میں ہے کہ یہ واقعہ ہجرت سے ڈیڑھ سال قبل ۲۷ رجب اور سوموار کی رات کو پیش آیا تھا۔ روایات میں واقعہ کی تفاصیل یوں بیان کی گئی ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، اُم ہانی کے گھر آرام فرما رہے تھے کہ جبریل علیہ السلام چند فرشتوں کی معیت میں حاضر ہوئے۔ چھت کھل گئی اور آپ کو اٹھا کر حطیم میں لے آئے۔ حطیم خانۂ کعبہ کا وہ حصّہ ہے جو تعمیرِ ابراہیمی میں خانہ کعبہ میں شامل تھا۔ بعثتِ نبوی سے کچھ عرصہ قبل سیلاب کے باعث جب کعبہ کی دیواریں کمزور ہوگئیں تو اہلِ مکہ نے کعبہ کی تعمیرِ نو شروع کی اور یہ شرط لگائی کہ تعمیر میں صرف حلال کی کمائی صرف کی جائے گی۔ جس کی کمائی میں حرام کا معمولی سا اشتباہ بھی ہوتا تو اسے رد کر دیا جاتا۔ اس طرح سرمایہ کم فراہم ہوا اور انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اصل بنیاد میں کچھ حصّہ کم کر کے خانہ کعبہ تعمیر کر دیا۔ یہی حصّہ جو کعبہ کی اصل چار دیواری میں موجود تھا مگر تعمیرِ ثانی میں چھوڑ دیا گیا تھا حطیم کہلانے لگا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں لایا گیا تو آپ نیم خواب اور نیم بیداری کے عالم میں تھے۔ فرشتے آپ کو وہاں سے اُٹھا کر چاہِ زمزم پر لے گئے۔ یہیں شقِ صدر کا واقعہ پیش آیا۔ آپ کا دل آبِ زمزم سے دھویا گیا اور سینے میں ملاءِ اعلیٰ سے مناسبت رکھنے والا خزینۂ نور بھرا گیا۔ اب آپ مکمل طور پر بیدار تھے۔ پھر آپ حرم کعبہ سے باہر تشریف لائے۔ یہاں اسرافیل علیہ السلام کی قیادت میں ستر ہزار فرشتوں کی

Marfat.com

جماعت سلامی کے لئے دو رویہ کھڑی تھی۔ یہاں سواری کے لئے براق پیش ہوا۔ یہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا جانور تھا۔ اس کی تعریف میں ملا معین ہروی لکھتے ہیں:

"براق کیسا براق، مَلک آسا، فلک پیما، خورشید پیکر، آسمان میداں، شہاب کی طرح روشن آنکھیں، خوبصورت پیشانی، خوش خصائل، بلند فضائل، ثابت قدم، تیز، آراستہ بال، نورانی ریال، عنبریں دُم، موتیوں جیسے سُم، ریحانِ جنّت جس کا چارہ، جنّت جس کی چراگاہ، سریع السیر، تیز گام، زمردیں لگام، زبرجدی پشت، یاقوتی زین، ستارہ جبیں، سیدھی پتلی ٹانگیں، نظر قدم پر اور قدم نظر پر پڑتا تھا۔"[1]

جبریل علیہ السلام نے رکاب تھامی، میکائل علیہ السلام نے باگ پکڑی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے درخواست کی گئی کہ آپ سوار ہو جائیں۔ آپ نے سوار ہونے کا ارادہ کیا تو براق کسمسایا۔ شوخی پر جبریل امین نے تھپکی دیتے ہوئے کہا "اے خوش بخت! خُدا کی قسم تیری پیٹھ پر اس سے بہتر سوار کبھی نہیں بیٹھا۔" یہ سن کر براق پسینے میں شرابور ہو گیا۔

اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سواری حرم پاک سے مسجدِ اقصیٰ کی طرف روانہ ہوئی۔ راستے میں ایک نخلستان آیا اور جبریل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کا دارالہجرۃ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم یہاں اترے اور دو نفل ادا کئے۔ یہ پہلی منزل مدینہ طیبہ تھی۔ آگے چلے تو ایک مقام پر پہنچ کر جبریل امین نے کہا یہ طور سینا ہے۔ یہیں جناب موسیٰ علیہ السلام کے سر مبارک پر کلیم الٰہی تاج رکھا گیا تھا۔ یہیں انہوں نے التجا کی تھی کہ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (اے رب میرے! مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں) اس پر خُدائے ذوالجلال نے جواب دیا کہ

---

[1] معارج النبوۃ رکن دوم

Marfat.com

لَنْ تَرَانِیْ (تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا) بایں ہمہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شوقِ دیدار اس قدر اضطراب انگیز تھا کہ نقاب کشائی کی دوبارہ التجا کی۔ یہ اصرار دیکھ کر اس محبوبِ حقیقی نے اپنے عاشق صادق کو شکستہ خاطر تو نہ کرنا چاہا لیکن محض اتمام حجت کے لئے فرمایا کہ پہلے میں پہاڑ پر اپنی ایک تجلّی پھینکتا ہوں۔ اگر وہ میرے جلوۂ نور کی تاب لاسکا اور اپنی جگہ پر برقرار رہا تو پھر تجھے بھی دیدار سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ حضرت موسیٰ اس شرط پر رضامند ہوگئے چنانچہ طور پر تجلّی کا گزرنا تھا کہ کوہ طور جل کر خاکستر ہوگیا۔ پس باری تعالیٰ کی تجلّی کا بذاتِ خود متحمل ہونا تو کجا فقط اس کی دید ہی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوگئے۔ حضور نے یہاں بھی دو نفل ادا کئے۔ تیسری منزل بیت اللحم تھی۔ آپ کو بتایا گیا کہ یہ جناب مسیح علیہ السلام کا مقام پیدائش ہے۔ آپ نے یہاں بھی سواری سے اُتر کر دو نفل ادا کئے۔ آگے چلے تو کسی نے آپ کو پکارا مگر آپ نے کوئی توجہ نہ دی۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ یہودیت تھی جو آپ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی تھی۔ کچھ اور آگے بڑھے تو اسی طرح نصرانیت کی پکار بلند ہوئی مگر آپ بے التفاتی سے آگے بڑھ گئے۔ پھر ایک دوشیزہ طناز بصد عشوہ و ناز سامنے آئی مگر منزل نورانیت کے مسافر نے کوئی توجہ نہ دی۔ آپ کو بتایا گیا یہ دنیا تھی جو آپ کو اپنی جانب مائل کرنے کے لئے ناز و انداز دکھا رہی تھی کچھ اور آگے بڑھے تو مکروہ صورت بڑھیا دکھائی دی۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ بھی دنیا ہے اور یہ اپنی اصل عمر میں سامنے ہے۔ اسی سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اب دنیا کی کتنی عمر باقی رہ گئی ہے۔ آخر میں پھر ایک شخص نے آپ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا مگر آپ بے تعلق رہے۔ بتایا گیا کہ یہ شیطان ہے جو آپ کو راستہ سے ہٹانا چاہتا تھا۔ اب براق بیت المقدس کی سرزمین میں داخل ہوگیا۔ اس سرزمین پر ہر طرف خُدا کی برکات بکھری ہوئی تھیں۔ یہ وہ سرزمین تھی جسے اکثر انبیاء کے مولد و مسکن ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ براق سے اترے اور لگام اُسی حلقہ سے باندھی جہاں انبیائے سابقین اپنی

Marfat.com

سواریاں باندھا کرتے تھے۔ مسجد اقصیٰ میں داخل ہوتے تو حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء صفت بستہ منتظر تھے۔ نماز کے لئے صفیں سیدھی کی گئیں اور جبریل امین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امامت کے مصلے پر کھڑا کر دیا اور خود اقامت کہنے لگے۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور تمام انبیاء نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا:

"لائق ستائش ہے وہ خدائے بزرگ و برتر جس نے مجھے رحمۃ للعالمین کا تاج پہنا کر تمام جہان والوں کے لئے بشیر و نذیر بنایا۔ مجھے وہ کتاب مبین عطا فرمائی جس میں واضح طور پر ہر چیز کا بیان موجود ہے۔ اُسی قدوس بندہ نواز نے میری اُمت کو خیر الامم بنایا۔ اُس رب ذوالجلال نے میرا شرح صدر فرمایا اور میرا بوجھ اتارا، میرے ذکر کو بلند فرمایا۔ اُس نے مجھے فاتح و قائم بنایا۔"

یہ مختصر اور جامع خطبہ ختم ہوا تو جناب خلیل اللہ نے بے ساختہ فرمایا "اے گروہ انبیاء و مرسلین! اے ملائکہ مقربین! اِن خصائص و کمالات کے باعث محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم سب سے افضل ہیں۔" اس کے بعد آپ مسجد سے باہر تشریف لائے۔ اب آپ کے سامنے دو پیالے پیش کئے گئے۔ ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ۔ آپ نے دودھ کا پیالہ اُٹھا لیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا "آپ نے فطرت کو ترجیح دی، شراب کا پیالہ اٹھایا ہوتا تو آپ کی اُمت گمراہ ہو جاتی۔" یہاں تک کے سفر کو واقعۂ اسریٰ کہا جاتا ہے۔

واقعۂ معراج اب تک کا سفر زمین کا سفر تھا۔ اب آسمان کی طرف سفر شروع ہوا۔ بلندی کو عروج کہتے ہیں اس لئے اس سفر کو سفرِ معراج کہا جاتا ہے۔ جب پہلے آسمان پر پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوانے کے لئے آواز دی دربان نے پوچھا "کون ہے؟" کہا "جبریل" ہوں

Marfat.com

اُس نے پُوچھا ساتھ کون ہے؟" جواب دیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) اُس نے پھر پوچھا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ کہا "ہاں" اس پر دروازہ کھُلا تو مرحبا کہہ کر فرشتوں نے استقبال کیا۔ یہیں ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور اے صالح بیٹے، اے صالح نبی کہہ کر استقبال کیا۔ اُن کے دائیں بائیں بہت سے لوگ تھے۔ وہ دائیں طرف دیکھتے تو ہونٹوں پر مسرّت آمیز تبسّم بکھر جاتا، مگر بائیں جانب نظر کرتے تو چہرے پر اداسی پھیل جاتی۔ حضور نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ کو بتایا گیا کہ ان کے دائیں طرف نیکوکار ہیں اور انہیں دیکھ کو خوشی ہوتی ہے مگر بائیں طرف اپنی بدکار اولاد پر نظر پڑتی ہے اداس ہوجاتے ہیں۔ یہاں اور بھی بہت سے مناظر آپ کی آنکھوں کے سامنے آئے۔ آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ فصل کاٹ رہے ہیں۔ فصل کٹتی ہے اور اُس سے زیادہ اُگ آتی ہے۔ آپ کو بتایا گیا کہ یہ خُدا کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ ہیں جن کا اجر غیر مقطوع ہے اور برابر بڑھ رہا ہے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ فرشتے کچھ لوگوں کے سر کچل رہے ہیں۔ آپ کو بتایا گیا کہ یہ ان لوگوں کا انجام ہے جو اپنی نمازوں میں غفلت برتتے تھے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے کپڑوں میں آگے پیچھے پیوند لگے ہوئے ہیں اور وہ گھاس چر رہے ہیں۔ یہ زکوٰۃ وصدقات سے جی چرانے والے لوگ تھے۔ آپ نے کچھ پھُولے ہوئے پیٹوں والے دیکھے جن کے پیٹوں میں سانپ بھرے ہوئے تھے وہ انہیں ڈس کر مبتلا ئے عذاب کئے رکھتے تھے۔ یہ لوگ فرش پر پڑے تھے اور لوگ انہیں روندتے ہوئے گزر رہے تھے۔ یہ سود خوار تھے۔ آپ نے کچھ مرد اور کچھ عورتیں دیکھیں ان کے ایک طرف تازہ خوش ذائقہ گوشت رکھا تھا اور دوسری طرف سڑا ہوا، غلیظ اور بدبودار گوشت پڑا تھا وہ تازہ گوشت کی طرف ہاتھ بڑھاتے مگر فرشتے بدبو دار گوشت کھانے پر انہیں مجبور کرتے۔ رازدارِ حقیقت جبریل علیہ السلام نے بتایا یہ زانی مرد اور زنا کار عورتیں ہیں جو حلال بیویوں اور حلال شوہروں کے ہوتے ہوئے

Marfat.com

حرام کی طرف لپکتے رہے۔ پھر ایک اور تمثیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئی۔ ایک چھوٹا سا سوراخ نمودار ہوا جو پھیلتے پھیلتے بڑا ہو گیا۔ اس میں سے ایک موٹا تازہ پلا ہوا بیل باہر آیا پھر واپس جانے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر سوراخ چھوٹا ہونے لگا۔ آپ کو بتایا گیا کہ یہ فتنہ پھیلانے والے لوگ ہیں۔ تلافی مافات کی کوشش کرتے ہیں مگر کامیاب نہیں ہو سکتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگ دیکھے جن کے ناخن تانبے کے بنے ہوئے تھے اور وہ ان سے اپنا منہ اور سینہ نوچ رہے تھے۔ یہ غیبت کرنے والے اور چغل خور تھے۔ یتیموں کا مال ہضم کرنے والوں کا یہ حال تھا کہ اُن کے ہونٹ اُونٹ کی طرح تھے اور وہ انگارے پھانک رہے تھے۔ اس طرح کے مختلف مناظر دیکھ رہے تھے کہ ایک فرشتہ آیا جس کے چہرے پر کرختگی چھائی ہوئی تھی یہ جہنم کا داروغہ تھا۔ آپ نے جہنم کی جھلک دیکھنے کی خواہش کا اظہار فرمایا تو دوزخ پوری ہولناکیوں کے ساتھ سامنے آگیا۔

پہلے آسمان کی سیر ختم ہوئی اور دوسرے آسمان پر پہنچے تو وہاں نوجوان انبیاؑ جناب یحییٰ علیہ السلام اور جناب عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اے صالح پیغمبر اور اے صالح بھائی کہہ کر آپ کا خیر مقدم کیا۔ تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سے چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السلام سے اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ ساتویں آسمان پر کعبۃ اللہ کے عین اوپر ملائکہ کا کعبہ دیکھا۔ ایک وقت میں ستر ہزار فرشتے اس کا طواف کر رہے تھے۔ جبریل علیہ السلام نے آپ کو بتایا کہ فرشتوں کی تعداد کا اندازہ اس سے لگائیے کہ جس فرشتے نے پہلے ایک دفعہ طواف کیا ہے اب تک اس کی باری نہیں آئی۔ یہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات اپنے جدامجد جناب ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔ یہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ لے جائے گئے۔ روایات کے مطابق سدرہ ایک بیری کا درخت

Marfat.com

ہے جس کی جڑیں ساتویں آسمان پر ہیں۔ اُس کی سربلندی بے حساب ہے۔ اس کے پتے ہاتھی کے کان کے برابر، اس کے پھل شہر حجر کے مٹکوں کے برابر ہیں۔ اس کے ہر پتے پر ایک فرشتہ تھا۔ سدرۃ المنتہیٰ، عالم خالق اور خُدا کے درمیان حدّ فاصل ہے۔ تمام مخلوق کا علم یہاں ختم ہو جاتا ہے۔ اس سے آگے عالم غیب شروع ہو جاتا ہے۔ اسی مقام پر جنّت الماویٰ ہے۔ آپ کو جنّت کا مشاہدہ کرایا گیا اور آپ نے وہ انعام خداوندی دیکھے جو کسی نے کبھی نہیں دیکھے۔ مشاہدۂ جنّت کے بعد سدرہ سے آگے بڑھنے لگے تو جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا یہی میری انتہا ہے، میں آگے نہیں جا سکتا۔ شیخ سعدیؒ نے جبریل امین علیہ السلام کے الفاظ کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھا ہے ؎

اگر یک سرِ موئے برتر پرم　　فروغِ تجلّی بسوزد پرم

یہاں آپ نے فرشتوں کی امامت کی اور دو رکعت نماز پڑھائی۔

اب سفر کا تیسرا مرحلہ شروع ہوا۔ یہ سفر اس عالم میں تھا کہ ملائکہ تک ساتھ نہیں جا سکتے تھے۔ اب سواری کے لیے "رفرف" آیا۔ رفرف کی وضاحت ممکن ہی نہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ سے عرشِ بریں تک کا سفر رفرف پر طے ہوا۔ لاتعداد پردے ایک ایک کر کے اُٹھتے چلے گئے اور نورانی مسافر یہ کہتا ہوا آگے بڑھتا گیا ؎

ہر لحظہ نیا طور نئی برقِ تجلّی　　اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے

جب صرف ایک پردہ باقی رہ گیا تو "رفرف" نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ یہاں گھوڑے کی طرح کی ایک سواری ملی۔ آخری پردے سے گزرے تو ساقِ عرش آگیا۔ حجاب کبریا تک اس سواری کا ساتھ تھا اب بالکل تنہا سفر تھا۔ ایک صدائے دلنواز نے سہارا دیا۔ "اُدْنُ مِنّی" (مجھ سے اور قریب آجا) ایک قدم اٹھتا تو زمین سے اب تک کا قطع کردہ فاصلہ طے ہو جاتا۔ ہزار مرتبہ یہ صدائے دلربا بلند ہوئی اور ہزار قدم طے ہوئے۔ اب مقامِ قرب آیا۔ فَتَدَلّٰی تک رسائی

Marfat.com

ہوئی اور پھر وہ حضوری حاصل ہوئی کہ " فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى" کا خلوت کدہ آگیا۔ یہاں محب و محبوب میں باتیں ہوئیں " فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى " بُعد ختم ہوئے فاصلے تمام ہو گئے۔ آنکھیں مشاہدۂ جمال میں یوں محو ہوئیں کہ ما زاغ البصر و ما طغٰی ۔

پھر واپسی کا سفر شروع ہوا۔ براق پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے راستے میں کچھ قافلوں پر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا۔ مقام طوبیٰ میں پہنچے تو جبریل علیہ السلام سے فرمایا " میرے اس سفر کی تصدیق کون کرے گا ؟" اُس نے کہا " ابوبکر بن قحافہ "۔ واپس اُم ہانی کے گھر پہنچے تو ابھی تک بستر گرم تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا ۔

قرآنِ حکیم اور واقعۂ معراج یہ تمام تفاصیل احادیث میں بیان ہوئی ہیں قرآن کریم میں واقعۂ معراج کا ذکر تین مقامات پر اجمالی انداز سے بیان ہوا ہے مگر اجمال اتنا بلیغ ہے کہ ساری تفاصیل اس میں سمٹ آئی ہیں ۔

واقعۂ اسریٰ سورۂ بنی اسرائیل کی ابتداء میں ہے :

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ (بنی اسرائیل - ۱)

ترجمہ : پاکی ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اُسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں ۔ بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

سورہ النجم میں عالم بالا کی سیر کا ذکر یوں فرمایا گیا :

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ عَلَّمَهٗ

Marfat.com

شَدِیْدُ الْقُوٰی ۙ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰی ۙ وَهُوَ بِالْاُفُقِ
الْاَعْلٰی ۚ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۙ فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۚ
فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی ۚ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا
رَاٰی ۝ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً
اُخْرٰی ۙ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ
الْمَاْوٰی ۝ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی ۙ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ
مَا طَغٰی ۝ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی ۝ (النجم۔ آیات ۱ تا ۱۸)

ترجمہ: اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔ تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے۔ پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا۔ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا۔ پھر خوب اتر آیا۔ تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو اور انہوں نے وہ جلوہ دوبارہ دیکھا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اُس کے پاس جنت الماویٰ ہے جب سدرہ پر چھا رہا تھا آنکھ نہ کسی طرف پھیری نہ حد سے بڑھی — بے شک اپنے رب کی بہت نشانیاں دیکھیں۔"

واقعۂ معراج اور اہلِ مکہ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے اُس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُم ہانی کے گھر تھے۔ صبح اُٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تمام واقعہ سنایا۔ وہ محو حیرت ہو گئیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حرم کعبہ جانے لگے تو چادر پکڑ کر بولیں "اس واقعہ کا ذکر کسی سے نہ کیجیے گا ورنہ یہ لوگ مذاق اڑائیں گے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں مذاق کے خوف سے

Marfat.com

سچائی نہیں چھپا سکتا۔ میں ضرور بیان کروں گا۔" چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے تمام واقعہ من وعن بیان کر دیا۔ مخالفین نے تکذیب کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کا مذاق اڑانے لگے کچھ کمزور ایمان رکھنے والے بھی متزلزل ہو گئے۔ کچھ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر گئے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ عجیب وغریب بات سن کر وہ ضرور تکذیب کریں گے اور اسے خلاف واقع قرار دے کر دین حق سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اگر وہ یہ سب کچھ کہتے ہیں تو میں تصدیق کرتا ہوں ایسا یقیناً ممکن ہے۔" پوچھا گیا "کیسے ممکن ہے؟" آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ "اُن پر آسمان سے وحی آتی ہے تو میں تصدیق کرتا ہوں یعنی جب اس بات کو ممکن سمجھتا ہوں تو کیا خدا میں اتنی قدرت نہیں کہ وہ انہیں سیر کرا دے۔" یہ بڑی ہی مسکت دلیل تھی اس لئے وہ کمزور ایمان رکھنے والے جو اُلجھن میں مبتلا ہو گئے تھے نادم ہوئے اور ان کا ایمان محکم ہو گیا۔ یہی موقعہ تھا کہ صاحب معراج نے ابوقحافہ کے بیٹے کو صدیق کے لقب سے نوازا۔

کفار میں سے جن لوگوں نے بیت المقدس دیکھا ہوا تھا اُنہوں نے آپ پر طرح طرح کے سوالات کئے۔ آپ نے صحیح جواب دیئے تو کہنے لگے یہ تو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آپ اس سے پہلے بیت المقدس کبھی نہیں گئے مگر یہ بھی ممکن ہے کہ بیت المقدس کے متعلق یہ تفاصیل آپ نے کسی اور سے سن کر یاد رکھی ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر اب بھی نہیں مانتے تو کچھ توقف کر لو۔ وہ قافلے جو اس سفر میں میرے راستے میں آتے وہ واپس آئیں گے تو میری باتوں کی تصدیق کریں گے۔ جاتے ہوئے ایک قافلہ پر میرا گزر ہوا۔ براق کو دیکھ کر ان کے اونٹ بھڑک گئے۔ ایک اونٹ بھاگ کھڑا ہوا۔ میں نے اہلِ قافلہ کو اونٹ کا پتہ بتایا تم بھی سن لو کہ وہ اونٹ اس رنگ کا تھا۔ واپسی پر فلاں وادی میں ایک قافلہ سو رہا تھا میں نے ان کے برتن میں اس طرح پانی پیا کہ استعمال کی علامات برتن پر چھوڑ آیا ہوں۔ آج سورج طلوع ہونے تک یہ قافلہ وادیٔ بطحا میں پہنچ جائے گا۔ اُن سے

Marfat.com

پوچھ لینا۔ بعد میں قافلے والوں نے ان باتوں کی تصدیق کر دی مگر جب قلب و دماغ پر تعصّب اور انکار کا زنگ ہو تو کوئی حق کی تصدیق پر کس طرح آمادہ ہو سکتا ہے۔

معراجِ جسمانی و معراجِ روحانی

ایک دو ضعیف روایات کی بنیاد پر بعض تجدد پسند مفسرین کا خیال ہے کہ معراج جسمانی نہیں بلکہ معراجِ روحانی تھا اور یہ سب کچھ خواب میں پیش آیا۔ حالانکہ قرآن حکیم کے الفاظ اور روایات صحیحہ واضح طور پر معراج جسمانی کے حق میں ہیں۔ سورہ بنی اسرائیل کی ابتدائی آیت دیکھئے سبحٰن الذی کہہ کر خدائے قدوس کس طرح اپنی قدرت کاملہ کا اظہار کر رہا ہے۔ خواب کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کا بیان یوں شان سے کیا جاتا۔ وہ خدا جو رات کے مختصر سے حصّہ میں اپنے بندے کو بحالت بیداری ان عجیب و غریب حالات سے دوچار کرتا ہے فی الواقع اس کی شان بلند ہے اور ذہن یہ ماننے پر مجبور ہے کہ اُس کی قدرت کاملہ سے کچھ بعید نہیں۔

روایات کو دیکھئے سب سے پہلے اُم ہانی آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کو واقعہ بیان کرنے سے روکتی ہیں انہیں خدشہ ہے کہ کفار اس کی تضحیک کریں گے، اگر آپ نے فرمایا ہوتا کہ میں نے خواب میں یہ سب کچھ دیکھا ہے تو حضرت اُمّ ہانی کو تضحیک کا اندیشہ کیوں ہوتا؟ کیونکہ خواب میں تو کوئی بھی آدمی ایک سیکنڈ کے اندر اندر لندن، پیرس اور امریکہ کی سیر کر کے واپس آ سکتا ہے۔ اگر روحانی خواب کی تعبیر کو تسلیم کر لیا جائے تو معراج کا واقعہ کوئی محیّر العقول واقعہ نہیں رہ جاتا۔ پھر یہ دیکھئے کہ کفارِ مکہ، اُم ہانی کے اندیشہ کے عین مطابق اسے خلاف واقع قرار دے کر اس کی تضحیک کرتے ہیں۔ بھلا کسی کے خواب کو کوئی خلاف واقع کیسے قرار دینے لگا؟ وہ لوگ آپ پر طرح طرح کے سوالات بھی کرتے ہیں۔ کسی آدمی کے خواب کو کبھی یوں موضوع بحث نہیں بنایا جاتا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے قافلوں کی جو نشانیاں دی ہیں انہیں آخر کس تاویل سے خواب سے منسلک کیا جائے گا۔ کیا خواب میں کوئی براق پر سوار ہو کر اونٹوں کو بھڑکا سکتا ہے کیا پانی پینے کے

Marfat.com

برتن پر اپنے نشانات چھوڑ سکتا ہے۔ معراج جسمانی سے متعلق روایات حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں اس لئے ان پر اُمّت کا اجماع ہے۔

معراج روحانی کے قائل حضرات سورۂ بنی اسرائیل کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں جس میں کہا گیا ہے:

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

(بنی اسرائیل — ۶۰)

ترجمہ: اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاوا جو تمہیں دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو

وہ لوگ "رویا" کا لفظ خواب کے معنوں میں لیتے ہیں۔ بلاشبہ یہ لفظ ان معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے مگر یہ بحالت بیداری آنکھوں دیکھے منظر کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ متنبّی کہتا ہے:

وَرُقَادُكَ اَعْلٰى فِى الْعُيُوْنِ مِنَ الْغُمْضِ

(آنکھوں کے لئے تیرا دیدار نیند سے زیادہ شیریں ہے)

خود آیت کے الفاظ وضاحت کرتے ہیں کہ یہاں رویا خواب کے نہیں بلکہ بیداری کی حالت میں آنکھوں دیکھے منظر کے لئے استعمال ہوا ہے۔ سچے خوابوں کے اہل مکہ بھی قائل تھے۔ آخر وہ حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب بھی تو تسلیم کرتے تھے پھر "رویا" اُن کے لئے آزمائش کیسے بن سکتا تھا۔ معراج جسمانی کا انکار کرنے والے ابن اسحٰق سے منسوب اس قول سے بھی استناد کرتے ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ یعقوب بن عقبہ نے اُن سے یہ روایت کی تھی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ واقعہ معراج کو رویائے صادقہ (سچا خواب) کہتے تھے مگر یہ روایت سراسر ضعیف ہے کیونکہ اس کے سلسلۂ رواۃ میں ایک کڑی گم ہے۔ یعقوب بن عقبہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا تھا۔ اس لئے محدثین نے اس کی تضعیف کی ہے۔

ایک اور روایت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب

Marfat.com

ہے۔ کہا یہ گیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان کے کسی شخص نے محمد بن اسحٰق سے یہ روایت بیان کی تھی اس شخص کا نام نہیں بتایا گیا۔ ایسی گمنام روایات اصول حدیث کے لحاظ سے قابل قبول نہیں۔ پھر یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف جو قول منسوب ہے اس میں کہیں یہ الفاظ ہیں :

مافقد جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا جسم گم نہیں ہوا تھا)

اور کہیں یہ آیا ہے :

ما فقدت جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم

(میں نے نہیں کھویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا جسم)

گویا اُم المومنین رضی اللہ عنہا فرما رہی ہیں کہ شبِ معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلّم میرے پاس تھے اور ان کا جسم غائب نہیں ہوا تھا۔ حالانکہ یہ بالکل خلاف واقعہ ہے۔ معراج شریف کا واقعہ ہجرت سے پہلے مکی زندگی میں ظہور پذیر ہو چکا تھا اور اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہجرت کے بعد حرم نبوی میں شامل ہوئی تھیں۔

اصل میں جو لوگ مغرب سے شکست خوردہ ذہن رکھتے ہیں وہ ان ضعیف روایات کا سہارا لے کر معذرت کے انداز میں معراج روحانی کا نظریہ قائم کر بیٹھے ہیں۔ اہلِ مغرب نے رات کے قلیل وقفے میں ایک ذات کا بجسدِ عنصری عالم بالا تک جانا اور واپس آنا خلافِ عقل کہا تھا۔ ان عقلیت پرستوں نے تمام دلائل و شواہد کو بالائے طاق رکھ کر یہ عجیب و غریب تاویل تراش لی ہے۔ دانش فروشانِ مغرب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ صرف واقعہ معراج ہی نہیں رب اکبر کی نیرنگیٔ قدرت کا ہر کرشمہ ایسا ہے کہ انسان کا محدود ذہن اس کی توجیہات سے عاجز ہے۔ انسانی فکر و ادراک کتنی ہی بلندیوں پر پہنچ جائے خُدا کی قدرتوں کے اسرار و غوامض کو گرفت میں نہیں لا سکتا۔ واقعۂ معراج جیسے حقائق مقام نبوّت

Marfat.com

اور مقام تکمیل نبوّت سے مختص ہیں۔ تعجب ہے کہ ایسے انسانی فہم و ادراک سے ورا۔ الورا۔ واقعہ کو اپنے بے دست و پا شعور کی گرفت میں لانے کی کوشش کی جاتی ہے اور پھر اسے باہمی بحثوں اور منطق آرائیوں کی آماجگاہ بنالیا جاتا ہے۔ ایسے حقائق تسلیم کرنے کے لئے ہیں ان پر بحث نہیں کی جاسکتی۔ ہمارا واماندۂ راہ علم تو ابھی ریگِ ساحل پر خزف چینی کر رہا ہے اس میں سمندر کی پہنائیوں اور گہرائیوں کو چھاننے کی صلاحیّت کہاں سے آگئی ؎

لیتا ہوں مکتبِ غم دل میں سبق ہنوز لیکن یہی کہ رفت گیا اور بُود تھا

بے بصر اور کور ذوق لوگ رکیک تاویلات کے جھمیلوں میں اُلجھے رہیں — رب الارباب کی قدرتِ کاملہ کی معرفت رکھنے والے تو "آمَنَّا وَصَدَّقْنَا" کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ خدائے قدوس کی بالا دست قوت اور پیغمبر اقدس و اعظم کی لطیف و ارفع ذات کے لئے کچھ بھی محال نہیں ؎

عشق کی ایک جست نے طے کر دیا قصّہ تمام اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں

واقعۂ معراج ایک اور لطیف پہلو بھی رکھتا ہے اور وہ یہ کہ انسان تسخیرِ کائنات کے سلسلہ میں بہت آگے جا سکتا ہے ؎

سبق ملا ہے کہ معراجِ مصطفےٰ سے مجھے کہ عالمِ بشریّت کی زد میں ہے گردوں

فی الواقع یہ معراجِ مصطفےٰ ہی ہے جس نے انسانوں کو فضاؤں اور خلاؤں میں پرکشائی پر آمادہ کیا اور دوسری دنیاؤں کے امکانات کے در کھول دیئے۔ چاند اور زہرہ و مریخ اس کی زد میں آگئے اور انسان پکار اُٹھے ؎

یہ نیلگوں فضا جسے کہتے ہیں آسماں ہمت ہو پرکشا تو حقیقت میں کچھ نہیں

حرفِ آخر جو لوگ معراجِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے علم و عقل کے خلاف سمجھتے ہیں میں انہیں صرف اتنا کہوں گا کہ ابھی انسانی علم بہت ہی محدود ہے۔ یہ آہستہ آہستہ ترقی کر رہا ہے۔ بیسیوں حقائق جنہیں قرآن کریم نے صدیوں پہلے بیان کیا تھا اور جنہیں کسی زمانہ میں انسان

Marfat.com

اپنے دور کے علم و عقل کے مطابق نہیں پاتا تھا اور جسے جاتا ویلات کیا کرتا تھا
آج سائنس انہیں تسلیم کر چکی ہے اور ہم مسلّمات کی طرح انہیں مانتے ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

باب ہفتم

معجزاتِ مصطفیٰ
صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

Marfat.com

باب ہفتم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

معجزاتِ مصطفیٰ

انبیاء علیہم السلام چونکہ اللہ تعالیٰ کے سفیر کی حیثیت سے دنیا میں تشریف لاتے ہیں اس لئے خدائے قدوس انہیں صداقت کی دلیل کے طور پر معجزات عطا کر کے بھیجتا ہے۔ گویا معجزہ نبی اور غیر نبی کی شناخت کی واضح برہان ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمایا:

فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ ۔ (القصص : ۳۲)

ترجمہ: تو یہ دو حجتیں ہیں تیرے رب کی۔

ہر دعوٰی کے لئے دلیل ناگزیر ہے اور جتنا بڑا دعویٰ ہو دلیل بھی اتنی ہی عظیم اور ناقابلِ انکار ہونی چاہیئے۔ دعوٰیٔ نبوت، مخلوقات میں سب سے بڑا دعوٰی ہے کیونکہ کہنے والا یہ کہتا ہے کہ وہ فرستادۂ خدائے ذوالجلال ہے اور اُس کی طرف سے احکام و ہدایات لے کر آیا ہے۔ لہٰذا اُس کی صداقت کے لئے ایسے امور کا ظہور ضروری ہے جن کی مثل لانے سے پوری نسلِ انسانی عاجز ہو۔ دیکھنے والا معجزہ کا ظہور دیکھے تو یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے کہ یہ محض خدا کی عطاء ہے، کرشمۂ یزدانی ہے اور اس کی نظیر لانا مخلوق کے بس کی بات نہیں۔ اس لئے تمام انبیاء خدا کی طرف سے معجزات کے براہین قاطعہ لے کر آئے اور چونکہ حضرت محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ختمی المرتبت ہیں، قیامت تک آپ کی نبوت باقی رہے گی اس لئے آپ کو

Marfat.com

معجزات بھی اس کثرت سے عطا کئے گئے کہ ہر دور کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کے آگے سرِ تسلیم خم کئے رہیں گے۔ سب سے بڑا معجزہ تو خود آپ کی حیاتِ طیبہ ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حمیدہ، افعالِ پسندیدہ، عادات و خصائل، حُسنِ انتظام، تدبیرِ خلائق اور سیاستِ مُلکیہ پر نظر کی جائے اور یہ دیکھا جائے کہ کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف طبیعتوں اور متضاد مزاج کے مالک لوگوں کو ایک قانونِ الٰہی کا فدائی بنا دیا۔ یہی معجزات کچھ کم نہیں"۔

بلاشبہ ایک ایسی ذات جو بچپن میں یتیم ہوگئی۔ جسے کسی انسان نے ایک حرف تک نہیں پڑھایا اور جس نے جاہلیت کے دَورِ مُظلمہ میں لڑکپن اور جوانی کا سفر طے کیا اُس میں طہارتِ قلب و نظر اور پاکیزگیٔ قول و عمل کے ساتھ یہ فراست کہاں سے آگئی کہ اس نے کائنات کے دقیق ترین رازوں سے پردے اٹھائے اور ایسے حقائق بیان کئے جنہیں تلاش کرنے میں حکمت و دانش کے بڑے بڑے مدعی عاجز تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کو جس انقلاب سے دوچار کیا تاریخ اُس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے۔ یہ انقلاب زندگی کے ہر گوشے کو تغیر آشنا کر گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم کردہ نظامِ حکومت آج تک بے مثال ہے۔ ایک آدمی کا اتنے عظیم کاموں سے صرف تئیس ۲۳ سالہ مختصر دورِ نبوت میں ہمکنار عمل ہونا ہزاروں معجزوں کے برابر کا معجزہ ہے۔ اس عظیم ترین معجزہ کے ساتھ دیگر انبیاء کی طرح کے تمام معجزات بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور پذیر ہوئے۔ اگر ان کا استقصاء کیا جائے تو بہت ضخیم دفتر تیار ہو سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ

Marfat.com

۳

علیہ وسلم کے معجزات پر بہت لوگوں نے مستقل تصانیف سپردِ قلم کی ہیں مگر پھر بھی سینکڑوں معجزات حیطۂ تحریر میں نہیں آسکے۔

میں نے "بطورِ مُشتے از خروارے" صرف چند معجزات لکھ دیئے ہیں اور یہ میری بساط کہاں کہ میں اُس ذات کے معجزات کا استقصاء کرسکوں جس کا ہر نفس ایک عدیم النظیر معجزہ تھا۔

۱ــــ ہجرت سے قبل ایک شب عمائدینِ قریش (ابوجہل، ابولہب اور ولید بن مغیرہ وغیرہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جبل ابوقبیس پر تشریف فرما تھے) اور کہنے لگے کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے پیغمبر ہیں اور اپنے دعوٰی میں صادق ہیں تو اس چاند کو جو بدر کی صورت میں ہم کو نظر آتا ہے دو ٹکڑے کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور پھر چاند کی طرف انگشت مبارک سے اشارہ کیا۔ چاند اُسی وقت دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک حصہ جبل ابوقبیس کی طرف اور دوسرا دوسری طرف نظر آنے لگا۔ مشرکین یہ دیکھ کر اس کے سوا کچھ نہ کہہ سکے۔ اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ عَظِيْمٌ[1] (واقعی یہ تو بہت بڑا جادو ہے) اس معجزہ کی شہادت ملیبار کے راجہ چیرامن پیرومل نے بھی دی ہے جس کا مفصل ذکر "تاریخ فرشتہ" اور "ملیار مینول" مرتبہ برٹش گورنمنٹ میں بھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ اتنا بڑا ہے کہ اس کے متعلق قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی ہے:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ (القمر: ۱-۲)

ترجمہ: "پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا۔"

---

[1] صحیحین

Marfat.com

۲ــــ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے قریب مقام صہبا میں تشریف فرما تھے۔ اس دوران میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زانو پر رکھ کر سو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند کی وجہ سے حرکت نہ کی۔ جب آفتاب غروب ہو گیا تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تو انہوں نے عرض کیا۔ نہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ "الٰہی! یہ علی رضی اللہ عنہ تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں مشغول تھے تو آفتاب واپس لوٹا دے"۔ حضرت اسمار رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "میں نے دیکھا کہ آفتاب غروب ہونے کے بعد پھر طلوع ہوا اور اس کی دھوپ پہاڑوں اور زمین پر پڑنے لگی"۔ [1]

۳ــــ غزوۂ خیبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کل جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ صبح تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اس فخر کے امیدوار بن کر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں دُکھتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا اُنہیں دیا اور اُن کی آنکھوں میں لعابِ دہن لگایا وہ اچھے ہو گئے اور خیبر فتح ہو گیا۔ [2]

۴ــــ غزوۂ حنین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص قزمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ دوزخی ہے۔ جب کفار سے مقابلہ ہوا تو یہ شخص زخمی ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اسے دوزخی فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ

---

[1] طبرانی [2] مسلم

Marfat.com

وسلم نے فرمایا کہ تحقیق یہ دوزخی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد زخموں کی تکلیف سے تنگ آکر اُس شخص نے خودکُشی کرلی۔ [1]

۵ ــــ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر میں مارے جانے والے کافروں کے قتل کی جگہ ایک دن پہلے دکھا دی تھی۔ کسی نے ان میں سے اس جگہ سے تجاوز نہ کیا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا مقتل بتایا تھا [2]

۶ ــــ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تمام اہل صفہ کو بُلا لو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سب کو بُلا لائے۔ ان سب کے رُوبرُو ایک پیالہ رکھا گیا جس میں سے سب نے سیر ہوکر کھایا اور پھر بھی بچ رہا۔ بقول ابونعیم ایک سو آدمی ایک پیالہ میں سیر ہو گئے [3]

۷ ــــ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص اشعث بن قیس حاضر ہوا اور کہا کہ میں کیسے مانوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ نے مٹھی بھر کنکر زمین سے اٹھائے اور فرمایا دیکھو یہ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی۔ یہ سنتے ہی اُس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں [4]

۸ ــــ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں ایک روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی کا برتن پیش کیا اور عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، پانی صرف اتنا ہے جتنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا

---

[1] بخاری [2] بخاری، مسلم [3] مسلم [4] بخاری

Marfat.com

ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس برتن میں اپنا دست مبارک ڈالا تو پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے اس طرح پھوٹ پڑا جس طرح زمین سے چشمہ پھوٹتا ہے۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے خوب سیر ہوکر پانی پیا۔ جن کی تعداد پندرہ سو کے قریب تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک لاکھ افراد بھی ہوتے تو یہ پانی ان کے لئے کافی ہوتا[1]

۹۔۔۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں جبلِ حرا پر تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ اس وقت پہاڑ میں جنبش پیدا ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ٹھہر جا۔ تجھ پر کوئی نہیں مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صدیق رضی اللہ عنہ یا شہید[2]۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سوائے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سب شہید ہوئے اور یہ پانچوں صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔

۱۰۔۔۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو سمیٹ کر اس کے مشارق اور مغارب مجھے دکھا دیئے پس جہاں تک میں نے دیکھا وہاں تک میری اُمت کی حکومت پہنچ جائے گی۔[3]

۱۱۔۔۔ غزوۂ خیبر میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پر ایسا زخم آیا کہ اُن کی زندگی خطرے میں پڑ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زخم پر تین بار دم کیا وہ بالکل اچھا ہو گیا۔[4]

---

[1] بخاری [2] بخاری [3] مسلم [4] مسلم

Marfat.com

۱۲ حدیبیہ میں ایک کنواں تھا جو پانی سے خالی ہوگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کنویں پر تشریف لائے تھوڑا سا پانی منگایا اور اُس کنویں میں ڈلوا کر دعا کی۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس کنویں میں اس قدر پانی ہوگیا کہ تمام لشکر نے (جس میں چودہ سو آدمی تھے) پانی پیا۔ [1]

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجابِ رحمت کی جاری واہ واہ

۱۳ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے۔ پانی ختم ہوگیا۔ لوگ تشنگی سے پریشان ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور ایک اور شخص کو بلا کر فرمایا کہ آپ پانی ڈھونڈھ کر لائیں یہ ایک عورت کو ڈھونڈھ کر لے آئے جس کے پاس دو بڑی مشکیں پانی سے بھری ہوئی تھیں۔ آپ نے ایک برتن منگایا اور دونوں مشکوں سے پانی اس میں ڈلوایا پھر تمام حاضرین نے سیر ہو کر پانی پیا اور جتنی مشکیں اور برتن ساتھ تھے وہ سب پانی سے بھر لئے۔ اس پر بھی اس عورت کی مشکیں بھری رہیں [2]

۱۴ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر کہا۔ یا رسول اللہ! قحط کی وجہ سے مویشی ہلاک ہو گئے ہیں اور ہمارے اہل و عیال بھوک سے مر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی وقت مینہ کے لئے دعا کی۔ ابھی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ معاً آسمان پر ابر نمودار ہوا۔ اور سات دن تک بارش ہوتی رہی۔ پھر ایک شخص نے عرض کیا کہ اب دعا فرمائیں کہ بارش تھم جائے کیونکہ مکان گر گئے ہیں اور مال ڈوب گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دعا کی کہ مدینے میں بارش نہ برسے اور گرد و نواح میں برسے۔ اُسی وقت ابر کھُل گیا اور مطلع

---

[1] بخاری [2] بخاری

Marfat.com

صاف ہوگیا اور مدینہ کے اردگرد بارش ہوتی رہی۔ [1]

۱۵ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا۔ پانی ختم ہوگیا۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کچھ بچا ہوا پانی لاؤ۔ ہم ایک برتن میں پانی لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک اُس پانی میں ڈالا اور انگلیوں میں سے پانی کا چشمہ جاری ہوگیا۔ [2]

۱۶ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کے والد غزوۂ اُحد میں شہید ہوگئے اور وہ مقروض تھے۔ جب کھجور کی فصل آئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ تشریف لائیں تاکہ قرض خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر کچھ رعایت کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم چلو اور ہر قسم کی کھجوروں کے الگ الگ ڈھیر لگا دو۔ چنانچہ ہم نے کھجوروں کے الگ الگ ڈھیر لگا دیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو بڑے ڈھیر کو تین بار پھر پھر کر دیکھا اور فرمایا کہ قرض خواہوں کو بُلاؤ۔ جب قرض خواہ آگئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کو ناپ ناپ کر کھجوریں دینی شروع کر دیں حتیٰ کہ سارے قرض خواہ نمٹ گئے اور کھجوروں کا ڈھیر جوں کا توں نظر آتا تھا۔ گویا ایک دانہ بھی اس میں سے کم نہ ہوا [3]

۱۷ حضرت یزید بن ابی عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں ایک زخم کا نشان دیکھا اور پوچھا کہ یہ کیسا نشان ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ زخم غزوۂ خیبر میں آیا تھا اور یہ اتنا شدید زخم تھا کہ اس سے جانبر ہونے کی کوئی امید نہیں تھی۔ اس لئے لوگوں کو یقین ہوگیا کہ سلمہ رضی اللہ عنہ شہید ہوگیا ہوگا۔ سلمہ رضی اللہ عنہ حضور

---

[1] بخاری [2] بخاری [3] بخاری

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے زخم پر ہاتھ پھیرا۔ اور لعابِ دہن لگا کر دُعا کی تو وہ بالکل اچھا ہو گیا۔[1]

۱۸ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں منشی کے فرائض سرانجام دیتا تھا لیکن وہ اچانک اسلام سے پھر گیا اور مشرکین سے جا ملا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ زمین میں ہرگز نہیں سمائے گا۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ مرتد جہاں دفن ہوا تھا میں وہاں گیا تو دیکھا کہ اُس کی لاش باہر پڑی ہوئی ہے۔ لوگوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ لوگوں نے اُسے کئی بار قبر میں رکھا لیکن ہر بار زمین نے اُسے باہر پھینک دیا۔[2]

۱۹ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قریب مقام زوراء میں تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی کا ایک برتن لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک برتن میں رکھ دیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کا فوارہ اُبلنے لگا۔ قریباً تین سو اشخاص نے اس پانی سے وضو کیا۔[3]

۲۰ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "میں اُس پتھر کو بھی جانتا ہوں جو مکہ میں مجھے سلام کیا کرتا تھا۔[4]" بیہقی اور بعض دیگر محدثین نے کہا ہے کہ اس پتھر سے مراد حجرِ اسود ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ دوسرا پتھر تھا۔

۲۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عباد بن بشر رضی اللہ عنہ

---

[1] بخاری [2] صحیحین [3] صحیحین [4] مسلم

Marfat.com

اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سے اٹھ کر اپنے اپنے گھر کو چلے۔ رات سخت تاریک تھی۔ ان دونوں کے ہاتھ میں ایک ایک چھوٹی لکڑی تھی۔ ان میں ایک لکڑی روشن ہو گئی اور دونوں اس کی روشنی میں چلتے رہے جب دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو دوسری لکڑی بھی روشن ہو گئی۔ اس طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے یہ دونوں لکڑیوں کی روشنی میں گھر پہنچے۔ [1]

۲۲ حضرت عبداللہ بن جعسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک شریر اونٹ تھا جو باغ میں آتا اور سبزہ کھا جاتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو بلایا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سجدہ کر کے مؤدب ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی ناک میں نکیل ڈالی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "زمین و آسمان کی تمام مخلوق سوائے نافرمان کے یہ جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں"۔ [2]

۲۳ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کا وقت آ گیا اور پانی نہ ہونے کی وجہ سے صحابۂ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین پریشان تھے۔ جن لوگوں کے گھر قریب تھے وہ تو اپنے اپنے گھروں میں وضو کر آئے کچھ باقی رہ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک پتھر کے پیالہ میں پانی لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس میں اپنی چار انگلیاں ڈالیں اور پانی پھوٹ کر بہنے لگا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُس

---

[1] بخاری ۔ [2] ابوداؤد

Marfat.com

پانی سے اسّی صحابہ رضی اللہ عنہم نے وضو کیا۔ [1]

۲۴ ایک دفعہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مکہ میں ایام حجۃ الوداع میں بیمار ہوئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی عیادت کو تشریف لائے سعد رضی اللہ عنہ کو بوجہ غلبۂ مرض اپنی زندگی کی امید نہ تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امید ہے کہ تم نہیں مروگے اس قدر جیو گے کہ بہت سے شخصوں کا بھلا اور بہت سے شخصوں کا بُرا تمہارے ہاتھ سے ہوگا۔ [2]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان درست ثابت ہوا۔ سعد رضی اللہ عنہ تندرست ہوکر قریباً پچاس برس تک اور جیئے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ملک فارس انہوں نے فتح کیا۔ قادسیہ کی لڑائی میں اُن کے حُسنِ تدبیر سے دشمن کو شکست ہوئی اور رستم بن فرخ زاد قتل ہوا۔ اور سفید محل کا خزانہ مسلمانوں میں تقسیم ہوا۔ ان کے ہاتھوں سے سینکڑوں مسلمانوں کو فائدہ پہنچا اور سینکڑوں مجوسی تہ تیغ ہوئے۔

۲۵ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کروائے گا۔ [3] چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرکے مسلمانوں کو کشت وخون سے بچالیا۔

۲۶ غزوۂ خندق میں جب لشکر کفار بھاگ گیا اور محاصرہ اٹھ گیا تو حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب ہم اُن پر چڑھ جائیں گے اور وہ ہم پر نہ چڑھ سکیں گے [4] چنانچہ اسی کے مطابق ہوا۔ پھر کفار، مدینہ پر

---

[1] بخاری [2] بخاری، مسلم [3] بخاری [4] بخاری

Marfat.com

لشکر کشی نہ کر سکے اور مسلمانوں نے مکہ فتح کر لیا۔

۲۷ غزوۂ تبوک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آندھی آنے سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آج رات کو آندھی آئے گی اس لئے کوئی شخص نہ اٹھے اور جس کے پاس اونٹ ہو اسے مضبوطی سے باندھ لے۔ [1] چنانچہ رات کو ایسا ہی ہوا۔ زبردست آندھی آئی۔ ایک شخص اُٹھا تو اُسے آندھی اُڑا کر لے گئی۔

۲۸ ایک دن جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم غنائم تقسیم کر رہے تھے۔ ذوالخویصرہ آیا۔ یہ شخص بنی تمیم میں سے تھا۔ اُس نے کہا "اے محمد! عدل کرو"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اگر میں عدل نہ کروں گا تو اور کون کرے گا۔؟" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ موجود تھے عرض کیا کہ "اگر اجازت ہو تو میں اس کا سر اڑا دوں"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ "جانے دو"۔ اس کے ہمراہی دکھاوے کی نمازیں پڑھیں گے اور یہ ایک دن بہترین فرقہ پر خروج کریں گے۔ ان کے ساتھ اس وقت ایک ایسا آدمی ہو گا کہ اس کا ایک بازو مثل پستانِ زن جنبش کرتا ہو گا۔ [2] چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان درست ثابت ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اُن پر خوارج نے خروج کیا۔ وہ لوگ قوم ذوالخویصرہ میں سے تھے اُن کا ایک فرد ایسا تھا جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان جیسا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن سب کو قتل کیا۔

۲۹ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس آ رہے تھے۔ راہ میں آندھی آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آندھی ایک منافق کی موت کے لئے آئی ہے۔ جب مدینے میں آئے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید منافق

---

[1] بخاری [2] بخاری

Marfat.com

مرگیا ہے [1]

۳۰ ایک دن حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ کہ قریب ہے کہ میری امت عمدہ فرش (نماط) بچھائے گی [2] کچھ عرصہ بعد صحابہ رضی اللہ عنہ جو تنگدست تھے مالدار ہو گئے اور جابر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے بھی پُر تکلف فرش گھر میں بچھایا۔

۳۱ ایک دن ابو جہل نے کہا کہ "اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو میں نے سجدہ کرتے دیکھا تو لات وعزیٰ کی قسم اُن کی گردن کو پاؤں سے کچل دوں گا"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ ابو جہل اسی ارادے سے آیا مگر یکبارگی اُلٹا پھرا اور اپنے ہاتھوں سے کسی چیز کو روک رہا تھا۔ لوگوں نے کہا تجھے کیا ہوا تو اُس نے کہا کہ "میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اپنے درمیان آگ کی ایک خندق اور فرشتوں کے پر دیکھے"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اگر اور نزدیک آتا تو فرشتے اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔ [3]

۳۲ ایک دن عروہ بن الجعد نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی جس کی برکت سے وہ مالا مال ہو گئے۔ اگر وہ مٹی بھی خریدتے تھے تو اُس میں بھی انہیں نفع ہوتا۔ [4]

۳۳ حضرت جابر بن سَمُرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہنشاہ فارس کا وہ خزانہ جو سفید کوشک میں ہے اُسے مسلمانوں کی ایک جماعت فتح کرے گی۔ [5] چنانچہ حضور رسول اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پوری ہوئی اور حضرت بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر کسریٰ کا دار الخلافہ فتح ہوا۔

---

[1] مسلم [2] بخاری [3] مسلم [4] بخاری [5] مسلم

Marfat.com

۳۴ اُمِّ مالک رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایک کپی گھی کی تھی وہ اس میں سے گھی نکال کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجتی تھیں۔ اور جب بچے سالن مانگتے تو اُن کو بھی اسی کپی سے گھی نکال کر دیا کرتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اس کو نہ نچوڑتیں تو اس میں سے گھی ہمیشہ نکلتا رہتا۔ [1]

۳۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے بادشاہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کے انتقال کی اُسی دن خبر دے دی تھی جس دن وہ فوت ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے اور حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ چار تکبیروں کے ساتھ ادا فرمائی [2] حبشہ کے بادشاہوں کا لقب نجاشی ہوا کرتا تھا۔ ان کا اصل نام اصحمہ تھا۔ یہ پہلے نصرانی تھے لیکن جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوت نامہ ملا تو مشرف بہ اسلام ہو گئے اور واشگاف لفظوں میں کہہ دیا کہ جس نبی کے متعلق پچھلی کتابوں میں پیشین گوئی ہے وہ یہی ہیں۔ چنانچہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت گرویدہ ہو گئے حالانکہ وہ بہت دور دراز ملک میں رہتے تھے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی موت سے مطلع کر دیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔

۳۶ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر، مقداد (رضی اللہ عنہما) اور مجھے حکم دیا کہ تم لوگ مقام خاخ تک جاؤ (یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے) وہاں تم کو ایک عورت ملے گی اُس کے پاس ایک خط ہے وہ لے آؤ۔ ہم تینوں گھوڑوں پر سوار ہو کر وہاں پہنچے

---

[1] مسلم [2] صحیحین

Marfat.com

تو وہ عورت وہاں مل گئی ہم نے اُس سے کہا کہ خط ہمارے حوالہ کر دے اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا کہ اگر تو خط نہیں نکالے گی تو ہم تیری تلاشی لیں گے یہ سُن کر اُس نے اپنے سر کے جوڑے سے ایک خط نکالا ہم وہ خط حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ یہ خط حاطب بن ابی بلتعہ نے مشرکین مکّہ کے نام لکھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے فتح کرنے کا ارادہ کیا تھا اور یہ بات راز میں رکھی تھی، حضرت حاطب نے اس راز سے مشرکین مکہ کو مطلع کرنا چاہا تھا۔ [1] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب سے اس کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ میری بیوی بچے مکّہ میں ہیں میرا وہاں کوئی رشتہ دار نہیں ہے کہ میرے گھر والوں کی مدد کر سکے۔ اس لیئے میں نے مناسب سمجھا کہ قریش پر ایک احسان کر دوں تاکہ میری بیوی بچے اُن کی گزند سے بچ جائیں۔ یہ بات سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اجازت ہو تو میں اس منافق کو قتل کر دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں بدری صحابیوں پر خدا کی خاص مہربانی ہوئی ہے (حاطب بھی بدری تھے) بدریوں کی خطائیں خدا نے معاف فرمائی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب کو تنبیہ کر کے معاف کر دیا۔ حضرت حاطب نے صاف کہہ دیا کہ انہوں نے یہ قصور محض اپنے بیوی بچوں کی محبت میں کیا ہے۔ کفر کی محبت میں نہیں کیا۔

۳۷ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ اُحد میں خندق کھودتے وقت ایک ایسی چٹان سامنے آگئی کہ اس کے ٹوٹنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں کچھ پانی منگوایا

---

[1] صحیحین

Marfat.com

پھر اُس میں اپنا لعاب شریف ڈالا۔ پھر دعا فرمائی اور فرمایا کہ یہ پانی اِس چٹان پر ڈال دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اس کے بعد وہ سخت چٹان ایسی ہوگئی جیسے ریت کا ٹیلہ۔ [1]

۳۸ ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور فرمایا کہ داہنے ہاتھ سے کھایا کرو۔ اُس شخص نے جھوٹ موٹ کہا کہ میرا داہنا ہاتھ بے کار ہے میں اُس سے کھانا نہیں کھا سکتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا بے کار ہی سہی۔ اُس وقت سے اُس کا داہنا ہاتھ واقعی بے کار ہو گیا۔ [2]

۳۹ جب قومِ مُضر کی شرارت حد سے بڑھ گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے حق میں دعائے ہلاکت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر قحط کا عذاب نازل فرما دیا۔ ابو سفیان نے حالانکہ مخالف تھا رحم کی استدعا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمتِ کائنات نے فوراً دُعا کی اور خوب بارش ہوئی جس سے قحط جاتا رہا۔ [3]

۴۰ نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! انس رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہے اُس کے لئے دُعا فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی وقت دُعا فرمائی کہ "یا اللہ! انس رضی اللہ عنہ کو بہت مال دے اور بہت اولاد دے اور جو کچھ تُو نے اُسے دیا ہے اُس میں برکت دے۔" انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "میں بہت مالدار ہو گیا اور میری بیٹیوں اور بیٹوں کی اولاد میں اس قدر کثرت ہوئی کہ اُن کا شمار سو سے زیادہ تک پہنچ گیا۔" ابن جوزی کا قول ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے باغ کے انگور کو ایک سال میں دو بار پھل لگتا تھا۔ [4]

---

[1] بخاری [2] مسلم [3] بخاری، مسلم [4] بخاری

Marfat.com

۴۱ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ کل ہمراہیوں کی تعداد ایک سو تیس[۱۳۰] تھی۔ ان سب کے لئے ساڑھے تین سیر آٹا گوندھا گیا اور ایک بکری ذبح کر کے اُس کی کلیجی بھونی گئی۔ خدا کی شان سب نے وہ بھنی ہوئی کلیجی کھائی۔ بکری کا گوشت دو بڑے پیالوں میں بھر دیا گیا جو سب نے سیر ہو کر کھایا اور کچھ بچ رہا۔ [۱]

۴۲ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوم ثقیف میں ایک شخص بڑا ظالم اور سفاک ہوگا اور ایک شخص بڑا کذاب ہوگا۔ [۲] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق بنی ثقیف میں حجاج بن یوسف پیدا ہوا۔ یہ اتنا سفاک حکمران تھا کہ اُس نے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی قتل کرائے۔ اسی طرح بنی ثقیف کا ایک فرد مختار تقفی تھا جو بڑا کذاب اور جھوٹا مدعی نبوت تھا۔

۴۳ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملک حجاز میں ایک آگ نکلے گی جو شہر بصرہ میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی۔ چنانچہ خلفائے بنو عباس کے دور میں ایسا ہی ہوا۔ ۳ر جمادی الاولیٰ ۶۵۴ھ میں بروز جمعہ عشاء کے بعد یہ آگ حجاز میں مدینہ منورہ سے متصل نکلی۔ یہ آگ کیا تھی۔ آگ کا ایک قلعہ تھا جو طولاً بارہ[۱۲] میل اور عرضاً چار[۴] میل پر مشتمل تھا اور جس کی بلندی قریباً نو فٹ تھی۔ یہ آگ دریا کی طرح لہریں مارتی تھی۔ سیلاب کی طرح رواں تھی اور اس کی آواز بجلی کے کڑکے کی طرح تھی۔ اس آگ سے پتھر جل کر سرمہ ہو جاتے تھے اور پہاڑ رانگے کی طرح موم ہو جاتے تھے مگر درختوں پر اس آگ کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ اس آگ کی روشنی میں رات کو

---

[۱] بخاری، مسلم [۲] مسلم

Marfat.com

لوگ مدینہ میں دن کی طرح کام کرتے تھے اور اس کی چمک مکہ اور شہر بصرہ میں دکھائی دیتی تھی۔ ۲۷ رجب کو یہ آگ فرو ہوئی۔ [1]

۴۴ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں غزوۂ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں دو شخص سفید کپڑوں میں ملبوس دیکھے جو خوب جنگ کر رہے تھے۔ انہیں میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یہ جبرائیل اور میکائیل علیہم السلام تھے۔ جنگ بدر میں بھی فرشتے مدد کے لئے آئے تھے۔ [2]

۴۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر کی لڑائی میں ایک مسلمان ایک مشرک کا تعاقب کر رہا تھا۔ ناگاہ اس نے دیکھا کہ ایک سوار کسی کو کوڑے مار رہا ہے پھر اس سوار نے کہا بڑھ اے حیزوم! اس مسلمان نے دیکھا کہ وہ مشرک جس کا تعاقب کر رہا تھا۔ چت گر پڑا ہے اور گرنے سے اس کی ناک بیٹھ گئی ہے اور سر پھٹ گیا ہے اور جہاں جہاں کوڑا لگا تھا وہاں جگہ نیلی ہو گئی ہے۔ مسلمان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فرشتہ تھا۔ حیزوم تیسرے آسمان کے گھوڑے کا نام ہے۔ [3]

۴۶ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھا۔

۴۷ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ مشرکہ تھیں۔ ایک دن انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کوئی ناشائستہ کلمہ کہا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بہت ناگوار ہوا اور وہ روتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] بخاری، مسلم [2] بخاری، مسلم [3] مسلم [4] بخاری، مسلم

Marfat.com

دعاء فرمائیں کہ میری والدہ کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی وقت دعا فرمائی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خوش خوش گھر واپس ہوئے جب اپنے مکان پر پہنچے تو دروازہ بند تھا اور پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کے قدموں کی آہٹ اُن کی والدہ نے سنی تو آواز دی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہیں ٹھہرے رہو۔ میں نہا رہی ہوں۔ غُسل سے فارغ ہو کر والدہ نے دروازہ کھولا اور کلمۂ شہادت پڑھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے وفورِ انبساط سے آنسو نکل آئے [1]

۴۸ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ بت خانہ ذی الخلصہ میں جاکر اُسے مسمار کر دو۔ لیکن جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی کہ وہ گھوڑے پر سوار نہیں ہو سکتے تھے اگر سوار ہوتے تھے تو گر پڑتے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی اس حالت کا ذکر کیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر رضی اللہ عنہ کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا یا اللہ! اس کو برقرار رکھ اس کو ہادی اور مہدی بنا۔ اُس دن سے جریر رضی اللہ عنہ پھر کبھی گھوڑے سے نہیں گرے اور ڈیڑھ سو سوار اپنے ساتھ لے جاکر بت خانۂ ذی الخلصہ کو برباد کر دیا۔ [2]

۴۹ سید القراء حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مسجد نبوی تعمیر کی گئی تو کوئی منبر نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک سوکھے ہوئے تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ جب منبر بنایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خشک تنے کے ستون کی بجائے منبر پر خطبہ دینا شروع کیا۔ تو اس ستون سے نہایت دردناک انداز میں رونے کی آواز آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے

---

[1] مسلم [2] مسلم، بخاری

Marfat.com

تشریف لائے اور ستون کو اپنے سینہ سے چمٹا لیا تو وہ اس طرح سسکیاں لیکر رونے لگا جیسے بچہ رونے کے بعد سسکیاں لیتا ہے۔ پھر وہ خاموش ہو گیا۔ [1]

۵۰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بلایا وہ تاخیر سے حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری اونٹنی کمزور ہے اس لئے آنے میں دیر ہو گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو ایک ایڑی لگائی تو وہ تیز رفتار ہو گئی [2]

۵۱ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جنات نے حاضر ہو کر سوال کیا۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر کون گواہی دے سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک درخت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ یہ درخت۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس درخت کو بلایا تو وہ درخت اپنی جڑوں کو گھسیٹتا ہوا آیا اور گواہی دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ [3]

۵۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز اہلِ مدینہ کو دشمن کے حملہ کا خطرہ لاحق ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ایک کمزور گھوڑے پر سوار ہو کر اکیلے تحقیق احوال کے لئے تشریف لے گئے۔ وہ گھوڑا نہایت کمزور اور سست چال تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو فرمایا۔ میں نے اس گھوڑے کو دریا کی طرح تیز پایا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے وہ اتنا تیز ہو گیا کہ کوئی گھوڑا اس سے آگے نہ بڑھ سکا۔ [4]

۵۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک میں

---

[1] بخاری [2] مسلم [3] مسلم [4] بخاری

Marfat.com

صحابہ رضی اللہ عنہم کو خوراک کی تکلیف تھی۔ خوراک کم تھی۔ لوگ بھوکے رہتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! لوگوں کے پاس جو تھوڑا بہت توشہ بچا ہوا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے جمع کر کے برکت کی دعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھال کا ایک دسترخوان بچھوایا اور بچا ہوا توشہ منگوا کر دسترخوان پر رکھ دیا۔ کوئی مٹھی بھر جوار، کوئی مٹھی بھر چھوہارے اور کوئی مٹھی بھر روٹی کے ٹکڑے لے کر حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ ایک تھوڑے سے سامان کو رکھ کر برکت کے لئے دعا کی اور فرمایا۔ اپنے اپنے برتن اس سے بھر لو۔ چنانچہ سارے لشکر نے برتن بھر لئے اور خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور پھر بھی کھانا بچ گیا۔ [1]

۵۴ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جو کی چند روٹیاں لے کر آئے کل روٹیاں اتنی تھیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنی بغل میں دبائے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کی دعوت کی اور دعائے برکت دے کر اُن کو اپنی روٹیوں کے کھانے کے لئے بٹھا دیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قریباً ساٹھ یا ستر آدمی تھے جو اس دسترخوان سے شکم سیر ہو کر اُٹھے۔ [2]

۵۵ غزوۂ اُحد میں حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ نکل کر باہر آ گئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے اُٹھا کر آنکھ کو اُس کے حلقہ میں رکھ دیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُس وقت سے اُن کی آنکھ کی روشنی پہلے سے زیادہ ہو گئی۔ [3]

---

[1] مسلم [2] ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ [3] صحاح و جمع الفوائد

Marfat.com

۵۶ غزوۂ ذی قرد میں ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کے چہرہ پر ایک تیر آ لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً تیر نکالا اور خون صاف کر کے لعاب دہن مبارک اُن کے زخم پر مل دیا۔ زخم اُسی وقت بھر گیا۔ [1]

۵۷ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم سفر میں تھے۔ میرے پاس ایک لوٹا تھا۔ اُس میں پانی تھا۔ اس لوٹے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا۔ تھوڑا سا پانی بچ رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو احتیاط سے رکھنا یہ کام آئے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب دھوپ نکلی تو لوگ پیاس سے بیتاب ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھبراؤ نہیں اور وہی لوٹا منگوایا اور اس سے پانی ڈالنا شروع کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پانی ڈالتے جاتے تھے اور میں پلاتا جاتا تھا۔ لوگ ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھبراؤ نہیں سب کے لئے کافی ہے۔ جب سب پی چکے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مجھے پلایا اور سب سے پیچھے خود پیا۔ اور فرمایا کہ پلانے والے کو سب سے پیچھے پینا چاہیئے۔ تمام لشکر ایک لوٹے سے سیراب ہو گیا۔ [2]

۵۸ غزوۂ خندق میں جب کفار لشکر عظیم لے کر مدینہ منورہ پر چڑھ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی کے مشورہ سے مدینہ کے گرد خندق کھودی۔ لشکر کفار نے تقریباً ایک مہینہ تک محاصرہ کئے رکھا۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور ایسی آندھی چلی کہ ایسی کبھی نہ چلی تھی جس سے خیمے اُکھڑ گئے۔ جانور ہلاک ہو گئے۔ انسان تہ و بالا ہو گئے اور آندھی کے ساتھ کفار بھی اُڑ گئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "نُصِرْتُ

---

[1] صحاح وجمع الفوائد [2] مسلم

Marfat.com

بِالصَّبَا وَاُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ" اس واقعہ کا ذکر سورۂ احزاب میں ہے:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝

(الاحزاب : ۹)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے اُن پر آندھی اور لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے"۔

۵۹ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (ہجرت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے غار میں چھپنے کا حال بیان کیا اور) کہا کہ میں نے غار کی اوپر کی جانب دیکھا تو مجھ کو مشرکوں کے قدم نظر آئے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر اُن میں سے کسی ایک کی نظر بھی اپنے قدموں پر پڑ گئی تو ہم کو دیکھ لے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابوبکر! رضی اللہ عنہ تمہارا خیال ان دو شخصوں کی نسبت کیا ہے جن کا ساتھی خدا ہے۔ [1]

۶۰ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! جب آپ رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کر کے چلے تھے تو آپ نے کیا کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (غار سے نکل کر) ہم ساری رات چلے اور دوسرے دن بھی آدھے دن تک سفر

---

[1] بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ

Marfat.com

یارسول اللہ! دشمن آگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے"۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ کے خلاف دُعا کی۔ سراقہ کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے کہا۔ میں جانتا ہوں کہ تم دونوں نے میرے خلاف دعا کی ہے تم میری نجات وخلاصی کی دعا کرو میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں کفار کو تمہارا پیچھا کرنے سے روک دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے لئے دعا کی اور وہ نجات پاگیا۔ اور پھر جو شخص سراقہ کو راستہ میں ملا اُس نے اُس سے کہہ دیا کہ تمہارے لئے میرا تجسس کافی ہے۔ اُس کو جو بھی ملا اُس کو اُس نے یہی کہہ کر واپس کر دیا۔ [1]

۶۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن سلام ایک جگہ درختوں کے پھلوں کو اکٹھا کر رہے تھے کہ انہوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لے آنے کا حال سنا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ میں آپ سے تین باتیں دریافت کرتا ہوں جن کو سوائے نبی کے کوئی نہیں جانتا۔ ایک تو یہ کہ قیامت کی پہلی علامت کیا ہوگی۔ دوسری یہ کہ جنتیوں کا پہلا کھانا کیا ہوگا جس کو جنت میں داخل ہو کر کھائیں گے۔ تیسری یہ کہ کونسی چیز ہے جو بیٹے کو باپ یا ماں کی مشابہت کی طرف کھینچتی ہے؟ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے ابھی ابھی ان باتوں سے مجھ کو آگاہ کیا ہے۔ قیامت کی پہلی علامت وہ آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف کھینچ کر لے جائے گی۔ اور جنتیوں کا سب سے پہلا کھانا مچھلی کے کلیجہ کی زیادتی ہوگی۔ یعنی جگر کا وہ ٹکڑا جو جگر سے علیحدہ لٹک رہا ہے۔ اور بچے میں ماں باپ کی

---

[1] بخاری، مسلم بحوالہ مشکوٰۃ

Marfat.com

کرتے رہے جب دوپہر ہوگئی اور آفتاب ٹھہر گیا اور راستہ (آنے جانے والوں سے) خالی ہوگیا تو ہم کو ایک پتھر نظر آیا بہت لمبا جس کے نیچے سایہ تھا اور آفتاب اُس پر نہ آتا تھا (یعنی اُس کے نیچے دھوپ نہ تھی) ہم اُس کے پاس اُترے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے ہاتھوں سے ایک جگہ صاف و ہموار کی تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس جگہ آرام فرمائیں۔ پھر میں نے پوستین بچھایا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہیئے۔ میں اِدھر اُدھر دیکھتا رہوں گا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کروں گا۔" چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور میں وہاں سے اٹھا تاکہ اِدھر اُدھر دیکھتا رہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کروں۔ میں نے ایک چرواہے کو دیکھا جو اِدھر چلا آرہا تھا۔ میں نے اُس سے پوچھا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے۔ اُس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا کیا تُو دودھ دوھ دے گا۔ اُس نے کہا ہاں۔ یہ کہہ کر اُس نے ایک بکری کو پکڑا اور لکڑی کے پیالے میں تھوڑا سا دودھ دوہ دیا۔ میرے پاس ایک چھاگل تھی۔ جس میں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانی بھر رکھا تھا جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیتے بھی تھے اور اُس سے وضو بھی فرماتے تھے۔ میں واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے میں نے جگانا مناسب نہ جانا اور خود بھی سو رہا۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بیدار ہوئے۔ میں نے دودھ میں تھوڑا سا پانی ملا دیا اور وہ ٹھنڈا ہوگیا اور پھر عرض کیا یا رسول اللہ! پیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا یہاں تک کہ میں راضی ہوگیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "کیا کوچ کا وقت نہیں آیا؟" میں نے عرض کیا ہاں وقت آگیا۔ چنانچہ دن ڈھلے ہم نے کوچ کیا اور ہمارے پیچھے سراقہ بن مالک آیا (جس کو مکہ کے کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں بھیجا تھا اور سو اونٹ انعام مقرر کیا تھا) میں نے عرض کیا

Marfat.com

مشابہت کا سبب یہ ہے کہ اگر مرد کا پانی (منی) عورت کے پانی (منی) پر غالب ہوتا ہے تو باپ بچے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے یعنی اُس کی صورت پر پیدا ہوتا ہے۔ یہ سُن کر عبداللہ بن سلام نے کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے رسول ہیں۔ اس کے بعد عبداللہ بن سلام نے کہا۔ یا رسول اللہ! یہودی بڑی افترا پرداز قوم ہے اُس کو جب میرا مسلمان ہونا معلوم ہوگا وہ مجھ پر جھوٹے بہتان باندھیں گے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ میرے اسلام کا حال معلوم ہونے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری بابت اُن سے دریافت کرلیں۔ چنانچہ یہود کو بلایا گیا (اور عبداللہ بن سلام کہیں چھپ گئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا۔ تم میں عبداللہ بن سلام کیسا شخص ہے؟ انہوں نے کہا۔ ہم میں سے بہترین آدمی کا بیٹا ہے۔ ہمارا سردار ہے اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر عبداللہ بن سلام مسلمان ہو جائے تو کیا تم بھی مسلمان ہو جاؤ گے۔ انہوں نے کہا خدا اُس کو اسلام سے بچائے اور اپنی پناہ میں رکھے۔ یہ سُن کر عبداللہ بن سلام اُن کے سامنے آگئے اور کہا۔ "میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے رسول ہیں"۔ یہ سُن کر یہود نے کہا۔ "ہم میں سے یہ شخص بہت بُرا ہے اور بدترین شخص کا بیٹا ہے اور ان کے طرح طرح کے عیب بتانے لگے۔ عبداللہ بن سلام نے کہا یا رسول اللہ! یہی وہ بات ہے جس سے میں ڈرتا تھا۔ [1]

۶۲ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ ایک دیہاتی آیا۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] بخاری بحوالہ مشکوٰۃ

Marfat.com

علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ "کیا تو اس کی گواہی دیتا ہے کہ خدائے واحد کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے اور خدا کے رسول ہیں"۔ دیہاتی نے کہا "اور کوئی اس کی شہادت دیتا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "یہ کیکر کا درخت گواہی دے گا"۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو بلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادی کے کنارے تھے۔ وہ درخت زمین کو چیرتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے تین بار گواہی طلب کی۔ اُس درخت نے تین بار گواہی دی اور کہا کہ حقیقت میں ایسا ہی ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے بعد وہ درخت اپنی جگہ پر چلا گیا۔ [1]

۶۳ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھ کو اس امر کا یقین کیونکر ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں کھجور کے اس خوشہ کو بلاتا ہوں وہ میرے پاس آکر اس کی گواہی دے گا کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوشہ کو بلایا۔ وہ خوشہ کھجور سے اُترنے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آکر زمین پر گِرا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واپس چلا جا۔ چنانچہ وہ خوشہ واپس چلا گیا۔ یہ دیکھ کر وہ دیہاتی مسلمان ہو گیا۔ [2]

۶۴ حضرت محسن بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ کہتے سُنا ہے کہ میں نے مسروق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

---

[1] دارمی بحوالہ مشکوٰۃ [2] ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ

Marfat.com

کس نے اس رات جنّوں کی خبر دی تھی جبکہ انہوں نے قرآن مجید کو سُنا تھا۔ مسروق رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ مجھے تیرے باپ یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنوں کے آنے کی خبر ایک درخت نے دی تھی۔ [1]

۶۵ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کھانا طلب کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو آدھا وسق جَو دیئے جن میں سے وہ، اس کی بیوی اور اُس کے مہمان ہمیشہ کھاتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک روز اُس شخص نے ان جَوؤں کو ماپا تو وہ جَو بہت جلد ختم ہو گئے۔ وہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور صورت حال عرض کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم ان کو نہ ماپتے تو تم ہمیشہ ان میں سے کھاتے رہتے۔ وہ جَوں کے تُوں رہتے۔ [2]

۶۶ حضرت حزام بن ہشام رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تین آدمی تھے:

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔

(۲) عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام)

(۳) عبداللہ یعیش رضی اللہ عنہ (راستہ بتانے والا)

مدینہ کے راستے میں جب یہ چاروں اُمِّ مَعْبَدْ کے خیموں کے نزدیک پہنچے تو انہوں نے دریافت کیا کہ اگر ان کے پاس گوشت اور کھجوریں ہوں

---

[1] بخاری، مسلم بحوالہ مشکوٰۃ [2] مسلم بحوالہ مشکوٰۃ

Marfat.com

تو اُن سے خرید لی جائیں لیکن وہاں اُنہیں کوئی چیز نہ ملی۔ اُس زمانہ میں لوگ قحط کے مارے ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ایک بکری پر پڑی جو خیمہ کے ایک جانب کھڑی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم معبد سے دریافت کیا کہ اس بکری کو کیا ہوا؟ اُم معبد نے کہا دُبلا ہونے کی وجہ سے بکری ریوڑ میں نہیں جا سکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا یہ دودھ دیتی ہے؟ اُم معبد نے کہا جس مصیبت میں یہ مبتلا ہے دودھ اس میں کہاں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اجازت دیتی ہو کہ میں اس کا دودھ دوہ لوں۔ اُم معبد نے کہا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے تھنوں میں دودھ نظر آئے تو شوق سے دوہ لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری منگوائی اُس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا۔ پھر بسم اللہ پڑھی اور برکت کی دعا کی۔ بکری نے اپنے پاؤں کو دودھ دینے کے لئے کشادہ کر دیا اور جگالی کرنے لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا برتن منگوایا جو بہت سے لوگوں کو سیراب کر دے اور اس میں دودھ دوہا جو خوب بہتا ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ اُم معبد کو پلایا یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو پلایا اور پھر آخر میں خود پیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ اس برتن میں دودھ دوہا یہاں تک کہ وہ برتن دودھ سے لبریز ہو گیا اور وہ دودھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم معبد کے پاس چھوڑ دیا اور اُم معبد کو مسلمان کر لیا۔ پھر آگے روانہ ہوئے۔ [1]

۶۷ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جب دودھ پلانے کی غرض سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے

---

[1] شرح السنۃ۔ استیعاب کتاب الوفا بحوالہ مشکوٰۃ

Marfat.com

گاؤں لے گئیں تو ان دنوں وہاں قحط کے باعث گھاس وغیرہ کی بہت ہی کمی تھی۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت تھی کہ جب سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بکریاں چرنے جاتیں تو خوب پیٹ بھر کر آتیں اور اُن کے تھنوں میں دودھ بھرا ہوا ہوتا تھا جبکہ دوسرے لوگوں کی بکریوں کا وہی حال ہوتا جو قحط کے دنوں میں ہوا کرتا ہے۔ [1]

۶۸ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خانہ کعبہ میں مشرکین نے تین سو ساٹھ بُت رکھے ہوئے تھے اور اُن کے پاؤں سیسے کے ذریعے جما دیئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے بعد جب وہاں تشریف لے گئے تو ایک لکڑی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت پڑھتے تھے:

جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ه

(بنی اسرائیل: ۸۱)

ترجمہ: "حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا"

اور لکڑی سے بتوں کی طرف اشارہ کرتے جاتے تھے۔ پس جس بُت کی طرف اشارہ کرتے وہ بُت چت گر جاتا اور جس کی پشت کی طرف اشارہ کرتے وہ بُت اوندھا گر جاتا۔ اسی طرح تمام بُت اُکھڑ اُکھڑ کر گر پڑے۔ [2]

۶۹ حضرت حبیب بن فوئیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کے والد فوئیک رضی اللہ عنہ نابینا ہو گئے تھے۔ اُن کی آنکھیں بالکل سفید ہو گئی تھیں وہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی سفید آنکھیں دیکھ کر

---

[1] طبرانی [2] تفسیر ابن کثیر

Marfat.com

دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہوگیا ہے۔ انہوں نے اپنی تکلیف کی کیفیت بتائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آنکھوں میں پھونک ماری تو اُن کی بینائی اسی وقت لوٹ آئی اور تکلیف بالکل رفع ہوگئی حتی کہ اُن کو چھوٹی سے چھوٹی چیزیں بھی نظر آنے لگیں۔ چنانچہ حبیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا کہ وہ اسّی سال کی عمر میں اپنے ہاتھ سے سُوئی میں دھاگہ ڈالتے تھے۔ [1]

۷۰ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نوجوان کو لایا گیا جو گونگا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے دریافت فرمایا کہ میں کون ہوں؟ تو اُس نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ [2]

۷۱ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابراہیم بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ قرد میں ایک چشمہ پر قیام فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اس چشمہ کا نام بلسان ہے اور اس کا پانی کھاری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں اس کا پانی میٹھا ہے پس وہ پانی میٹھا ہوگیا۔ [3]

۷۲ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کے پاس ایک جُبّہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنا کرتے تھے وہ اس جُبّہ کو دھوکر اس کا پانی بیماروں کو پلاتی تھیں اور ان کے بدن پر لگاتی تھیں تو وہ تندرست ہوجاتے تھے۔ [4]

۷۳ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر دورانِ سفر افراتفری کی وجہ سے ایک جگہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا کچھ سامان راستہ میں گم ہوگیا جسے رات کی تاریکی میں تلاش کرنے کی صورت نہیں

---

[1] البدایہ والنہایہ [2] بیہقی [3] البدایہ والنہایہ [4] مسلم

Marfat.com

تھی۔ اس اثنا میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ کی پانچوں انگلیوں سے ایک خاص قسم کی روشنی پھوٹ رہی تھی۔ میں نے اس روشنی کی مدد سے وہ سامان تلاش کر لیا۔ حتیٰ کہ رسیوں اور لاٹھیوں جیسی چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی اکٹھی کر لیں۔ [1]

۷۴ حضرت ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کلثوم بن حصین رضی اللہ عنہ جو ہجرت کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ غزوۂ احد میں جنگ کرتے ہوئے ان کے سینے میں ایک تیر لگا اور سخت زخمی ہو گئے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے زخم پر لعابِ دہن لگایا تو اُن کا زخم مندمل ہو گیا اور بالکل ٹھیک ہو گئے۔ اسی واقعہ کی نسبت سے آپ کا نام "مخور" یعنی زخمی سینہ والا مشہور ہو گیا۔ [2]

۷۵ حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر (عالم طفولیت میں) گرم ہانڈی اُلٹ گئی تھی۔ جس سے ان کا ہاتھ جل گیا تھا اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ہاتھوں پر اپنا دست مبارک پھیرا اور پھر لعابِ دہن لگا کر دعا فرمائی تو اُن کا ہاتھ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ [3]

۷۶ غزوۂ بدر میں حضرت حبیب بن یساف کے کندھے پر ایسی کاری ضرب لگی کہ ایک طرف کا حصہ کٹ کر لٹک گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی وقت اُن کے لٹکے ہوئے حصّہ کو ملا کر دم کیا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُسی ہاتھ سے اُس کافر کو قتل کیا جس نے مجھے زخمی کیا تھا۔

---

[1] کثیر ابن کثیر [2] تفسیر ابن کثیر [3] سنن نسائی

Marfat.com

۷۷ جب مکہ معظمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے تمام افراد کو شعب ابی طالب میں محصور کیا گیا تو مشرکین مکہ نے اُن سے سوشل بائیکاٹ کرنے کی ایک قرارداد لکھی تھی اور اس قرارداد کے لکھنے والے کافر کا نام منصور بن عکرہ تھا۔ اُسے قدرت کی طرف سے یہ سزا ملی کہ اُس کے ہاتھ کی اُنگلیاں شل ہو گئیں اور اُس کا ہاتھ ہمیشہ کے لئے بیکار ہو گیا۔ [1]

۷۸ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں دادِ شجاعت دے رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی تلوار ٹوٹ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لکڑی کا ایک ڈنڈا دیا اور فرمایا کہ "عکاشہ رضی اللہ عنہ جاؤ۔ اس سے لڑو"۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ ڈنڈا ہاتھ میں لیا تو وہ تلوار بن گیا۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ اس تلوار سے لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور یہ تلوار "العون" کے نام سے مشہور ہو گئی اور حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ تمام جنگوں میں اس تلوار کو استعمال کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مرتدین کے خلاف جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ [2]

۷۹ حضرت شرجیل جعفی رضی اللہ عنہ کی ہتھیلی پر ایک غدود اُبھر آیا۔ جس کی وجہ سے نہ وہ تلوار پکڑ سکتے تھے نہ گھوڑے کی لگام تھام سکتے تھے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی اس تکلیف کا حال بیان کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے غدود پر

---

[1] سیرت ابن ہشام [2] سیرت ابن ہشام

Marfat.com

اپنا دست مبارک زور سے دبا کر اُسے مسل دیا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے اُن کا غدود بالکل تحلیل ہو گیا۔ [1]

۸۰ حضرت خالید بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی ٹوپی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک لگائے ہوئے تھے اُن کا اثر یہ تھا کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ جس جنگ میں وہ ٹوپی پہن کر جاتے تھے تو انہیں فتح حاصل ہوتی تھی۔ [2]

۸۱ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے یہ دعا فرمائی کہ "اے اللہ! ان کو گرمی اور سردی کی تکلیف سے محفوظ رکھ" چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ وہ گرمیوں میں گرم اور سردیوں میں ٹھنڈے کپڑے پہنتے تھے اور اُن پر گرمی اور سردی کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ [3]

۸۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعا فرمائی کہ "اَفْلَحَ وَجْهُكَ" (تیرا چہرہ کامیاب اور فلاح مند ہو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا یہ اثر ہوا۔ کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے ستر برس کی عمر میں وفات پائی لیکن ایک بال بھی سفید نہ ہوا۔ اور اس عمر میں چہرہ اتنا پُر رونق تھا کہ پندرہ برس کے جوان نظر آتے تھے۔ [4]

۸۳ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ "اے اللہ! ابن عباس رضی اللہ عنہ کو دین کی سمجھ اور تفسیر کا علم دے" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو تبحر علمی کی وجہ سے حبر (بڑا علم والا) اور ترجمان القرآن کہا جاتا ہے۔ [5]

---

[1] طبرانی، بیہقی [2] بیہقی [3] ابن ماجہ، بیہقی [4] بیہقی [5] صحیحین

Marfat.com

۸۴ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرمائی کہ "اے اللہ! سعد کی دعائیں قبول ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی سب دعائیں قبول ہوتی تھیں۔ [1]

۸۵ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برلب آب تشریف فرما تھے کہ عکرمہ بن ابوجہل آگیا اور کہنے لگا کہ "اگر آپ سچے ہیں تو اس پتھر کو بلاؤ جو پانی کے دوسرے کنارے پر پڑا ہے" پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو اشارہ کیا تو وہ پانی کے اوپر تیرتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگیا اور اللہ کے ایک ہونے اور آپ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی گواہی دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عکرمہ سے فرمایا۔ "کیا یہ تیرے لئے کافی نہیں"؟ اُس نے کہا۔ "اگر یہ پھر اپنی جگہ واپس چلا جائے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا" چنانچہ وہ واپس چلا گیا اور عکرمہ نے اسلام قبول کر لیا [2]

۸۶ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر مجھے یمن کا گورنر مقرر کرنا چاہا۔ میں نے عرض کیا میں ناتجربہ کار ہوں مقدمات کے فیصلے کیسے کر سکوں گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر پھیرا اور دعا فرمائی کہ "اے اللہ! اسے ہدایت پر قائم رکھ اور اس کی زبان کو حق پر قائم رکھ" حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے بعد میں نے بے شمار مقدمات کے فیصلے کئے اور کبھی کوئی شبہ واقع نہیں ہوا ہے۔ [3]

۸۷ حضرت جابر و حضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

---

[1] ترمذی، بیہقی [2] تفسیر کبیر [3] ابن ماجہ

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ کی کسی گلی سے گذرتے تو وہ گلی خوشبو سے مہک اٹھتی اور لوگ جان لیتے کہ اس گلی سے اللہ کے رسول گذرے ہیں۔ [1]

۸۸ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ خندق کے دوران دشمنوں کا لشکر بھاگ گیا اور مدینہ کا محاصرہ ختم ہو گیا تو اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اب وہ دشمن ہم پر حملہ آور نہ ہو سکیں گے بلکہ ہم اُن پر چڑھائی کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جنگ احزاب کے بعد مشرکین مکہ، مدینہ پر لشکر کشی نہ کر سکے بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر چڑھائی کی اور مکہ فتح ہو گیا۔ [2]

۸۹ حضرت سہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ حنین کے دوران میں ایک سوار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں فلاں پہاڑ پر چڑھا تو میں نے دیکھا۔ قبیلہ ہوازن کے لوگ اپنے اونٹوں، مویشیوں اور آلاتِ حرب وضرب کے ساتھ حنین میں پہنچ گئے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ وہ کل انشاء اللہ مسلمانوں کا مالِ غنیمت بن جائیں گے۔ اس واقعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ میں فتح پانے اور مسلمانوں کو مالِ غنیمت ملنے کی پیشین گوئی فرمائی تھی۔ چنانچہ یہ پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی اور دوسرے دن مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور بہت سے مویشی اور ساز و سامان مسلمانوں کو مل گیا۔ [3]

۹۰ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو چار سو سوار دے کر کیدر کی طرف روانہ کیا۔ یہ دومۃ الجندل

---

[1] طبقات ابن سعد [2] بخاری [3] ابوداؤد

Marfat.com

کا بڑا سرکش حاکم تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیدر نیل گائے کا شکار کھیلنے کے لئے رات کو قلعہ سے نکلے گا تو تم اس کو گرفتار کر لینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ خاموشی کے ساتھ رات کو دومۃ الجندل پہنچے اور اُس قلعہ کے پاس چھُپ کر بیٹھ گئے۔ رات کو اس قلعہ کے پاس چند نیل گائیں آئیں اور دیوار سے اپنی کمر کو رگڑنے لگیں۔ کیدر جاگ پڑا وہ اسی وقت باہر آیا اور نیل گایوں کی طرف شکار کے لئے چل پڑا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس کا محاصرہ کر کے اس کو گرفتار کر لیا اور اس کا بھائی اور اس کا لڑکا قتل ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اسے گرفتار کر کے دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر جزیہ مقرر کیا اور اسے رہا کرنے کا حکم دیا۔ [1]

۹۱ حضرت ابوبُرْدَہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تین کٹے ہوئے انسانی سر پیش کئے اور عرض کیا کہ ان میں سے دو آدمیوں کو تو میں نے قتل کیا ہے۔ تیسرے آدمی کے متعلق میں نے صرف اتنا دیکھا کہ ایک لمبے تڑنگے اور گورے رنگ کے آدمی نے اسے قتل کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر فرمایا کہ یہ فلاں فرشتہ تھا جس نے تیسرے آدمی کو قتل کیا ہے۔ [2]

۹۲ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ جنگ بدر کے بعد کفار کے ساتھ قیدی بن کر آئے تو رہائی کے لئے فدیہ کی ایک مقدار مقرر کی گئی تاکہ وہ فدیہ ادا کر کے قید سے رہا ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ "جتنا فدیہ میرے حصّہ میں آتا ہے اتنا میرے پاس نہیں ہے اس لئے ادا نہیں کر سکتا"۔

---

[1] ابوداؤد [2] بیہقی

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "عباس رضی اللہ عنہ! تمہارے اس مال کا کیا ہوا جو تم نے ام الفضل کے پاس زمین میں دفن کر رکھا ہے اور تم بدر میں جاتے وقت اُس سے کہہ آئے تھے کہ اگر میں جنگ میں قتل ہو جاؤں تو یہ میری اولاد کو دے دینا"۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ انکشاف سن کر متعجب ہو کر کہا کہ یا رسول اللہ! اس بات کا علم میرے اور ام الفضل کے سوا اور کسی کو نہیں تھا۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسی مال سے اسی قدر فدیہ منگوا کر ادا کر دیا۔ [1]

۹۳ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد منیٰ میں بیٹھا ہوا تھا کہ دو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اُن میں ایک انصاری تھا اور دوسرا قبیلہ ثقیف کا فرد تھا۔ دونوں نے سلام کے بعد عرض کیا کہ "یا رسول اللہ! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھنے کے لئے آئے ہیں۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو کہو میں ابھی بتا دیتا ہوں"۔ انہوں نے کہا بتائیے کہ ہم پوچھنا چاہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم یہ بات پوچھنا چاہتے ہو کہ کعبہ کی زیارت کا ثواب اور طواف کے بعد دو رکعتوں کا پڑھنا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے کا ثواب اور عرفات میں ٹھہرنے اور منیٰ میں کنکریاں مارنے اور قربانی کرنے کا ثواب کیا ہے۔ ان دونوں نے عرض کیا۔ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے۔ ہم یہی باتیں پوچھنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں [2]

۹۴ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ "اے ثابت! تم زندہ رہو گے قابل تعریف زندگی کے ساتھ اور تم مارے جاؤ گے تو شہید ہو گے"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی

---

[1] بیہقی [2] معجم کبیر

Marfat.com

صحیح ثابت ہوئی۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مسیلمہ کذاب سے یمامہ کے مقام پر جو جنگ ہوئی اس میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو شہادت کا رُتبہ نصیب ہوا۔ [1]

۹۵ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ "مدینہ میں ایک مرتبہ اتنا کشت وخون ہوگا کہ اس کے کالے پتھروں پر خون جم جائے گا۔ (یعنی کالے پتھر سرخ نظر آئیں گے) چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مدینہ کے صحابہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی اطاعت سے انکار کر دیا تو یزید نے مدینہ پر ایک سفاک لشکر بھیجا اور مقام حرّہ پر (جہاں کالے پتھر ہیں) سخت جنگ ہوئی اور اس میں سینکڑوں صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے اور حرّہ کے پتھر خون سے ڈھک گئے۔ [2]

۹۶ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن صوحان رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ اُن کے جسم کا ایک عضو اُن کے سارے جسم سے پہلے جنت میں پہنچ جائے گا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ اکثر مورخین نے لکھا ہے کہ جنگ نہاوند میں اُن کا بایاں ہاتھ کٹ کر شہید ہو گیا تھا۔ [3]

۹۷ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ "آپ مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اُن کی اصل صورت میں دکھا دیجئے؟" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا بیٹھ جاؤ۔ ابھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہی تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کعبہ پر اُترے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ سے فرمایا کہ نظر اٹھا کر دیکھو۔ حضرت حمزہ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو انہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام زمرد سبز کی طرح چمکتے ہوئے نظر آئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ انہیں دیکھتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑے۔ [4]

[1] مسند ابویعلیٰ [2] ابوداؤد [3] بیہقی [4] طبقات ابن سعد

Marfat.com

Marfat.com

باب ہشتم

ارشاداتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(اخلاقی تعلیمات)

Marfat.com

Marfat.com

ارشاداتِ مُصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلّم

کس قدر مبارک تھی وہ ساعت جب اسلام کا آفتابِ عالمتاب آج سے چودہ سو سال قبل فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہوا اور جانفزا تھا وہ مژدہ جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بنی نوع آدم کو سنایا۔ جس کے سننے سے انسانیّت کے نصیب جاگ اُٹھے اور مشرق و مغرب دونوں کی ذہنیت میں انقلابِ عظیم برپا ہوگیا وہ جو تین سو ساٹھ خداؤں کو سجدہ کرتے تھے خدائے واحد کے پُرستار بن گئے۔ قتل و غارت جن کا محبوب مشغلہ تھا تہجد گزار اور عابد شب زندہ دار بن گئے، جو لوگ زنا کاری، شراب خوری اور قمار بازی پر فخر کیا کرتے تھے، تقویٰ اور طہارت کی مجسم تصویریں بن گئے۔ وہ جو علوم فنون سے بالکل عاری تھے تہذیب و تمدّن کے علمبردار بن گئے۔ وہ جو خاندان اور حسب و نسب کو شرافت و مکرمت کا معیار سمجھتے تھے اب "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ" کا ورد کرنے لگے وہ جو قبیلہ قریش کے علاوہ سب انسانوں کو ادنیٰ اور ذلیل سمجھتے تھے سب کو اپنا بھائی تصوّر کرنے لگے۔

قصہ مختصر یہ کہ اسلام نے ایک حیرت انگیز انداز میں عربوں کے طریقِ فکر، اصولِ حیات اور معیارِ اخلاق میں یکسر انقلاب پیدا کر دیا۔

آیئے آپ کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے چند ارشادات سناؤں جن پر عرب کے صحرانشینوں نے نہ صرف خود عمل کیا بلکہ ان ارشادات کو دنیا کے گوشہ گوشہ تک پہنچایا جہاں جہاں ان ارشادات پر عمل کیا گیا وہیں وہیں سے نفرت و عداوت کی آگ

Marfat.com

۲

بُجھ گئی۔ محبت واُلفت کے چراغ روشن ہو گئے۔ سیاہ اور تاریک سینے منوّر اور تابناک ہو گئے ؎

نفس نفس پہ رحمتیں قدم قدم پہ برکتیں — جدھر جدھر کو وہ شفیع عاصیاں گزر گیا
جدھر نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک — وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گیا

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیمات پر اسلامی معاشرہ کی تشکیل کی گئی اور اسی معاشرہ سے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے کہ :

"مسلمانوں کی مثال ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ایک دوسرے پر رحمت وشفقت کرنے میں ایک جسم کے مانند ہے جسم کا کوئی عضو اگر بیمار ہو تو سارا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے اور رات جاگتے ہوئے گزر جاتی ہے۔"

یہی وہ انقلابی تعلیمات تھیں جنھوں نے عرب کے لٹیروں اور قزاقوں اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسوں کو جسد واحد بنا دیا۔ آج ملّتِ اسلامیہ جس انتشار کا شکار ہے اور جس ابتری میں بُری طرح مبتلا ہے اور اس کے جو خوفناک نتائج ہر باشعور انسان دیکھ رہا ہے اس کا فقط ایک ہی حل ہے کہ ہم اپنے آقا و مولیٰ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی تعلیمات کو خضرِ راہ بنائیں۔ دیکھیں پھر کس طرح محبت واُلفت کے جذبات دلوں میں بھڑکتے ہوئے آتشکدوں کو گلزارِ خلیل بناتے ہیں۔ میں ذیل میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی چند تعلیمات پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

۱۔ جس نے کسی مسلمان کا عیب چھپایا تو اللہ تعالیٰ اس کا عیب دنیا اور قیامت میں چھپائے گا۔ (بخاری و مسلم)

۲۔ جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی تو اللہ تعالیٰ اُس پر دنیا و آخرت میں آسانی کرے گا۔ (بخاری و مسلم)

۳۔ رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر مہربانی

Marfat.com

کرد، تم پر آسمان والا مہربانی کرے گا ——————، (ابو داؤد)

کرو مہربانی تم اہلِ زمین پر
خُدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

۴۔ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی بے عزتی اور ہتک کے وقت اس کی امداد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس بندے کی اس وقت امداد کرے گا جب اُس کو امداد کی ضرورت ہوگی ——————، (ابو داؤد)

۵۔ روٹی کا ایک نوالہ بطور خیرات دینے کی وجہ سے تین آدمی جنت میں بھیج دیئے جائیں گے۔

۱۔ حکم دینے والا
۲۔ کھانا پکانے والا
۳۔ خادم جس نے روٹی کا نوالہ مسکین کو جا کر دیا۔

روٹی کے ایک نوالہ بطور خیرات دینے کے صلہ میں تینوں بخش دیئے جاتے ہیں ——————، (حاکم طبرانی)

۶۔ قیامت کے دن لوگ جب تک حساب و کتاب میں مبتلا رہیں گے۔ خیرات دینے والے اپنی خیرات کے سایہ میں ہوں گے ——————، (احمد و ابن خزیمہ)

۷۔ خیرات دینے والے قبر کی آگ سے محفوظ ہوں گے۔ خیرات قبر کی آگ کو بجھاتی ہے ——————، (طبرانی)

۸۔ خیرات مسلمان کی عمر بڑھاتی ہے۔ بُری موت سے محفوظ رکھتی ہے اور خیرات دینے سے انسان میں غرور و فخر پیدا نہیں ہوتا ——————، (طبرانی)

۹۔ ایک عورت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کی کہ اکثر اوقات میرے دروازہ پر فقیر آتا ہے تو میرے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ فرمایا اگر کچھ

Marfat.com

نہ ہو تو صرف بکری کا جلا ہوا ایک کُھر ہو تو وہی دے دو ــــــــــــ،

(ابن خزیمہ، ترمذی)

مطلب: حقیر سے حقیر چیز بھی ہو تو وہی دے دو۔ سائل کو خالی لوٹانے سے یہ بہتر ہے کہ کچھ نہ کچھ دے دیا جائے۔

۱۰- جو شخص اس طرح چھپا کر خیرات دیتا ہے کہ سیدھے ہاتھ کی اُلٹے ہاتھ کو خبر نہیں ہوتی تو یہ شخص قیامت کے دن عرشِ الٰہی کے سایۂ میں ہو گا ــــــــــــ، (بخاری بطولہ)

۱۱- صلۂ رحمی کرنا عمر کو بڑھاتا ہے ــــــــــــ، (طبرانی)

مطلب: صلۂ رحمی کا مطلب ہے رشتہ داروں اور قرابت داروں سے اچھا سلوک کرنا۔

۱۲- مسکین پر خیرات کا ثواب ایک ہی گنا ہوتا ہے لیکن رشتہ دار کو دینے کا دہرا ثواب ہوتا ہے۔ ایک خیرات کا اور ایک صلۂ رحمی کا ــــــــــــ، (نسائی)

۱۳- مسکین کو کھانا کھلانا رحمت کو واجب کرتا ہے ــــــــــــ،

(حاکم)

۱۴- کسی نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ کسی نے یہ سُن کر کہا حیوانات کے ساتھ سلوک کرنے میں بھی اجر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر جاندار کے ساتھ سلوک کرنا اجر ہے ــــــــــــ، (بخاری، مسلم بطولہ)

۱۵- دینے والے کا ہاتھ مانگنے والے کے ہاتھ سے اچھا ہے ــــــــــــ،

(بخاری، مسلم بطولہ)

۱۶- تونگر ہونا کچھ مال پر موقوف نہیں بلکہ تونگری تو دل کی بات ہے ــــــــــــ،

(بخاری، مسلم)

Marfat.com

ع تونگری بہ دل است نہ کہ بہ مال

۱۷ - ہر قرض خیرات ہے ——————، (ترمذی)

۱۸ - ایک شخص سے مرتے وقت فرشتوں نے دریافت کیا تو نے کوئی نیک کام بھی کیا ہے ؟ اُس نے کہا مجھے یاد نہیں۔ پھر ملائکہ نے کہا یاد کر شاید کوئی اچھا کام کیا ہو۔ اُس نے کہا۔ میں لوگوں سے لین دین کیا کرتا تھا میں نے اپنے کارندوں کو حکم دے رکھا تھا کہ تنگ دست مقروض کو مہلت دینا اور مال دار مقروض سے سختی نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس بندے سے تم بھی نرمی کرو اور روح قبض کرنے میں سخت برتاؤ نہ کرو ——————، (بخاری، مسلم)

۱۹ - ایک شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! کونسا عمل افضل ہے ؟ فرمایا۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ سائل نے پوچھا اس عمل کے بعد کونسا عمل افضل ہے ؟ فرمایا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا ——————، (بخاری)

۲۰ - جنت تلواروں کے سایۂ میں ہے ——————، (مسلم)

۲۱ - جہاد میں روپیہ خرچ کرنے والوں کے ایک روپیہ کا ثواب سات سو روپوں کے برابر ہوتا ہے ——————، (ترمذی)

۲۲ - بہتر سے بہتر اور اچھے سے اچھا کھانا ایک انسان کے لئے یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھائے۔ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا کرتے تھے ——————، (بخاری)

۲۳ - ایک صادق اور امانت دار تاجر قیامت میں نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا ——————، (ترمذی)

۲۴ - تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں اچھا ہے ——————، (بخاری و مسلم)

Marfat.com

۲۵- ایک باپ کا اپنے بیٹے پر ادب سکھانے سے بڑھ کر اور کوئی احسان نہیں ہے ——— ، (ترمذی)

۲۶- جو خُدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیئے کہ مہمان کی تعظیم اور عزت کرے ——— ، (بخاری، مسلم)

۲۷- جس کھانے پر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا اس کو شیطان اپنے اوپر حلال کر لیتا ہے ——— ، (مسلم)

۲۸- اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ کسی نے عرض کیا مظلوم کی مدد تو ظاہر ہے لیکن ظالم کی مدد کا کیا مطلب ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ظالم کی مدد یہ ہے کہ اس کو ظلم سے روکا جائے ——— ، (بخاری)

۲۹- تم لوگوں کے قصور معاف کرو تاکہ تمہارے قصور معاف کئے جائیں ——— ، (ابو داؤد)

۳۰- تین باتیں جس شخص میں ہوں گی اللہ تعالیٰ اُس کو جنت میں داخل کر دیگا!

۱- کمزور پر نرمی کرنا۔

۲- ماں باپ سے شفقت کرنا۔

۳- غلام پر احسان کرنا۔ (ترمذی)

۳۱- جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں برکت ہو اور اس کی عمر زیادہ ہو تو اُسے چاہیئے کہ صلۂ رحمی کیا کرے ، (مسلم)

۳۲- ایک شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا کہ والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ وہ دونوں تیرے لئے جنت اور جہنم ہیں ——— ، (ابن ماجہ)

مطلب: یعنی ان کی اطاعت میں جنت اور نافرمانی میں دوزخ ہے۔

Marfat.com

۳۳- اللہ کی رضا ماں باپ کی رضا میں اور خُدا کا غصہ ماں باپ کے غصہ میں پوشیدہ ہے ——— (طبرانی)

۳۴- ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ماں باپ کے انتقال کے بعد بھی ان کی کوئی خدمت اولاد کے ذمہ ہے؟ ارشاد فرمایا ہاں نماز پڑھنا' ماں باپ کے لئے استغفار کرنا۔ اگر اُنہوں نے کوئی وعدہ کیا ہو تو اس کا پُورا کرنا۔ ماں باپ کے واسطہ سے جن لوگوں کی رشتہ داری ہو اُن لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ ماں باپ کے دوستوں کی عزت کرنا۔ یہ سب باتیں ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کی خدمت میں شامل ہیں ——— (طبرانی)

۳۵- کسی مسلمان کی ضرورت کا پُورا کرنا دس سال کے اعتکاف سے زیادہ ثواب رکھتا ہے ——— (طبرانی بطولہ)

۳۶- کسی ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا بہترین جہاد ہے ——— (ابوداؤد)

۳۷- حُسن خلق ایک بہترین نیکی ہے ——— (مسلم)

۳۸- اللہ تعالیٰ حلیم ہے حلم اور نرمی کو پسند کرتا ہے ——— (بخاری و مسلم)

۳۹- سچائی دل کا اطمینان ہے ——— (ترمذی بطولہ)

۴۰- سچ کو اختیار کرو۔ سچ بولنا نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے جو آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے وہ اللہ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے ——— (بخاری بطولہ)

۴۱- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! کیا تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جو نماز، روزہ بلکہ صدقہ کے ثواب سے بھی بہتر ہے۔ لوگوں نے عرض کیا فرمایئے یا رسول اللہ۔ حضور نے فرمایا مسلمانوں میں باہمی صُلح کرا دینے کا ثواب سب

Marfat.com

سے افضل ہے ——— ، (ابوداؤد ، ترمذی)

۴۲ - راستے میں پتھروں اور کانٹوں کو ہٹانا صدقہ ہے ——— ، (بیہقی)

۴۳ - جس نے راستے میں کسی تکلیف دہ چیز کو بھی ہٹا دیا - اُس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھی گئی اور جس کی ایک نیکی بھی قبول ہو گئی وہ جنتی ہے — ، (طبرانی)

۴۴ - قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے ابنِ آدم ! میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہ کی - بندہ عرض کرے گا میں تیری عیادت کس طرح کرتا تو پروردگارِ عالم ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے خبر نہیں وہ فلاں شخص بیمار تھا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے وہیں پاتا اسی طرح بھوکے اور پیاسے کے متعلق سوال ہو گا کہ فلاں پیاسا تھا اگر تو اُسے کھلاتا پلاتا تو مجھے وہیں پاتا ، (مسلم)

۴۵ - بیماروں کی عیادت کیا کرو - جنازے کے ساتھ جایا کرو - یہ باتیں تمہیں آخرت یاد دلایا کریں گی اور ان کاموں سے آخرت کا دھیان زیادہ رہے گا — ، (احمد ، ابن حبان)

۴۶ - جب کوئی تمہارے ساتھ احسان کرے تو تم بھی اُس کے بدلہ میں احسان کیا کرو اگر کچھ دینے کو نہ ہو تو اپنے محسن کے حق میں دعا ہی کرو اور یہ سمجھ لو کہ دعا اس احسان کا بدلہ ہو گیا ——— ، (نسائی)

۴۷ - جس نے غصہ کو روک لیا اللہ تعالیٰ اس سے اپنے عذاب کو روک لیتا ہے اور جو اپنی زبان کو قابو میں رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے عیبوں کو چھپا لیتا ہے ——— ، (طبرانی)

۴۸ - حسد سے بچو - حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ سوکھی لکڑیوں کو جلا دیتی ہے ——— ، (بیہقی)

۴۹ - جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے وہ دوزخ میں نہ جائے گا اور جس شخص کے دل میں رائی کے برابر بھی غرور ہے وہ جنت

Marfat.com

میں نہ پائے گا ــــــــــ، (مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

۵۰۔ جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی بات پیدا کی جو دین میں نہیں ہے وہ مردود ہے ــــــــــ، (بخاری، مسلم)

۵۱۔ جس نے علم اس لئے حاصل کیا کہ اُس کے ذریعے سرمایہ داروں تک رسائی ہو اور ان سے دنیا حاصل کی جائے تو قیامت کے روز ایسے شخص کے نہ فرض قبول ہوں گے اور نہ نفل ــــــــــ، (ابوداؤد)

۵۲۔ جس عالم سے علم کی کوئی بات دریافت کی گئی یا کوئی مسئلہ پوچھا گیا لیکن اُس نے دنیوی مصلحتوں کے پیش نظر اس کو چھپایا تو یہ عالم قیامت میں ایسی حالت میں آئے گا کہ اُس کے منہ میں آگ کی لگام پڑی ہوئی ہوگی ــــــــــ، (ابن ماجہ، ترمذی)

۵۲۔ قیامت میں سخت ترین عذاب عالم بے عمل کو ہوگا ــــــــــ، (طبرانی، بیہقی)

۵۴۔ تقدیر کے منکر میری اُمت کے مجوسی ہیں ــــــــــ، (مشکوٰۃ)

۵۵۔ جس نے میرے ولی (میرے دوست) سے دشمنی کی اُس نے مجھے اعلانِ جنگ دے دیا ــــــــــ، (زواجر)

۵۶۔ انصار کی محبت ایمان کی علامت ہے اور انصار سے دشمنی نفاق کی علامت ہے ــــــــــ، (بخاری)

۵۷۔ میرے اصحاب کو ہدف ملامت نہ بناؤ جس نے اُن کو تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ کو تکلیف دی قریب ہے کہ خُدا اُس سے مواخذہ کرے ــــــــــ، (ترمذی)

۵۸۔ کسی سایہ دار درخت کے نیچے (جہاں لوگ بیٹھ کر گرمی میں آرام حاصل کرتے ہوں) قضائے حاجت کرنے والا یا نجاست ڈالنے والا ملعون ہے، (احمد)

Marfat.com

۵۹ - جس نے نماز کو جان بوجھ کر قصداً ترک کیا وہ کافر ہوگیا ، (طبرانی)

۶۰ - جو لوگ اپنے مویشیوں کی زکوٰۃ نہیں دیتے قیامت کے دن اُن کے مویشی اُن کو کاٹیں اور روندیں گے ، (صحاح)

۶۱ - کنجوس جنت میں نہیں جائے گا ، (طبرانی)

۶۲ - اُس ذات کی قسم جس نے مجھے نبیٔ برحق بنا کر بھیجا ہے جو شخص اپنے مفلس قرابت داروں کو نہیں دیتا اللہ تعالیٰ ایسے بندہ کی کوئی خیرات بھی قبول نہیں کرے گا اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ایسے بندہ کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کرے گا ، (نسائی)

۶۳ - تین آدمیوں کی نہ فرض نماز قبول ہوتی ہے نہ نوافل قبول ہوتے ہیں ۱- ماں باپ کا نافرمان (۲) خیرات پر احسان جتانے والا (۳) تقدیر کا منکر ، (حاکم)

۶۴ - ایک انسان کے گنہگار ہونے کے لئے اتنی ہی بات کافی ہے کہ جس جانور کی غذا اور روزی اُس کے ذمے ہے اس کو روک رکھے یعنی نہ اُسے خود کھلائے اور نہ اُسے چھوڑے ، (اصحاب سنن)

۶۵ - جو شخص کسی جانور پر رحم نہیں کرتا خُدا بھی اُس پر رحم نہیں کرتا ، (صحاح)

۶۶ - قیامت کے دن میں خود تین آدمیوں کے مقابلہ میں مدعی بن کر پیش ہوں گا اور جس کے مقابلے میں مدعی بن گیا پھر اس کا جو حشر ہوگا ظاہر ہے۔ ایک وہ شخص جس نے کسی سے عہد کیا اور پھر عہد کے بعد غدر کیا اور عہد توڑ دیا۔ دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد انسان کو فروخت کیا۔ تیسرا وہ شخص جس نے کسی مزدور سے مزدوری کرائی اور جب اُس نے کام کو پورا کر دیا تو اس کو مزدوری نہ دی ، (بخاری)

Marfat.com

۶۷۔ لوگ لمبی لمبی دعائیں مانگتے ہیں حالانکہ ان کی حالت یہ ہے کہ ان کا کھانا حرام کا ہے اور لباس حرام کا ہے پھر ایسے لوگوں کی دعائیں کیوں کر قبول ہو سکتی ہیں ——— (مسلم، ترمذی)

۶۸۔ جس نے دس درہم کا لباس خریدا لیکن اس میں ایک درہم حرام کی کمائی کا تھا تو جب تک اُس کے بدن پر یہ لباس رہے گا تب تک اُس کی نماز قبول نہ ہوگی ——— (بزاز)

۶۹۔ ایک شخص نے سوکھے گیہوں اوپر رکھ دیئے تھے اور گیلے اندر کر دیئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ سے اُٹھا کر دیکھا اور فرمایا جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے ——— (مسلم، ابن ماجہ)

۷۰۔ تولنے اور ناپنے میں کمی کرنے والوں کو فرمایا کہ تم ایسا کام کر رہے ہو جس سے پہلی امتیں ہلاک ہو چکی ہیں ——— (ترمذی)

۷۱۔ جو شخص جھوٹی قسمیں کھا کر مال فروخت کرے گا قیامت میں اللہ تعالیٰ اُسے ایک نظر بھی نہ دیکھے گا ——— (بخاری)

۷۲۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم ہمیشہ کفر اور قرض سے پناہ مانگتے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا دونوں باتیں برابر ہیں فرمایا ہاں دونوں برابر ہیں ——— (حاکم، نسائی)

۷۳۔ جو شخص ادائیگی کی نیت سے قرض لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا قرض ادا کرا دیتا ہے اور قیامت میں اس کے قرض خواہ کو راضی کر لیتا ہے لیکن جو شخص قرض ادا کرنے کی نیت نہیں رکھتا تو قیامت کے دن اس کی نیکیاں اس کے قرض خواہ کو دلوائی جائیں گی ——— (طبرانی)

۷۴۔ اللہ تعالیٰ برحق ہے کہ وہ یتیم کے مال کے کھانے والے کو بہشت میں داخل نہ کرے ——— (حاکم)

۷۵۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے تین بار قسم کھا کر فرمایا کہ جس کی ایذا اور

Marfat.com

شر سے ہمسائے محفوظ نہیں ہیں وہ مومن نہیں ——— ، (احمد، بخاری)

۷۶ - جس کے پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہیں وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا ——— ، (مسلم)

۷۷ - جو شخص خود پیٹ بھر کر سویا لیکن اس کا پڑوسی بھوکا پڑا رہا وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا ——— ، (طبرانی)

۷۸ - جس نے کسی کی زمین ناحق دبالی اُسے قیامت کے دن حکم دیا جائے گا کہ اُس زمین کی مٹی میدانِ حشر میں جمع کرے ——— ، (احمد، طبرانی)

۷۹ - حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے جھوٹی گواہی کو شرک کے ساتھ شمار کیا ——— ، (بخاری، ترمذی)

۸۰ - سچی گواہی کا چھپانا بھی ایسا ہی گناہ ہے جیسے جھوٹی گواہی دینا ——— ، (طبرانی)

۸۱ - جس نے غیر نسب کا دعویٰ کیا اور اپنے نسب کو چھپایا تو اُس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا ——— ، (طبرانی)

۸۲ - خُدا کی بدترین مخلوق چغل خوری کرنے والا ہے ——— ، (احمد)

۸۳ - مسلمان کا خون، اس کی آبرو، اس کا مال دوسرے مسلمان پر حرام ہے، (مسلم، ترمذی)

۸۴ - بدترین طعام وہ طعام ولیمہ ہے جس میں اغنیاء اور مال دار بلائے جائیں اور غرباء و مساکین دھتکارے جائیں ——— ، (بخاری)

۸۵ - جس شخص کے نکاح میں دو عورتیں ہوں اور ان میں مساوات نہ کرے، عدل و انصاف سے جی چرائے تو وہ شخص قیامت کے دن اس حالت میں پیش ہوگا کہ اس کا نصف بدن مفلوج ہوگا ——— ، (ترمذی)

۸۶ - آدمی کے لئے یہ ہی گناہ کافی ہے کہ جن کی پرورش اور خبرگیری اس کے ذمہ ہے ان کی خبر نہ لے ——— ، (ابوداؤد، نسائی)

Marfat.com

۸۷۔ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان سے تین دن رات تک ناراض رہے۔ جب تک یہ دونوں علیحدہ رہیں گے حق ان سے جدا رہے گا ——— (احمد، طبرانی، ابویعلیٰ، ابن حبان)

۸۸۔ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ کسی کو اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے ——— (بخاری، مسلم بطولہ)

۸۹۔ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی راہ تک پہنچتی ہے مگر ماں باپ کا نافرمان ایسا بدنصیب ہے کہ وہ اس ہوا سے بھی محروم رہے گا ———، (طبرانی)

۹۰۔ جو شخص خدا کی مخلوق پر رحم نہیں کرتا تو خدا بھی اس پر رحم نہیں کرتا ——، (احمد)

۹۱۔ بدترین انسانوں میں سب سے بدتر وہ شخص ہے جو لوگوں کی خطاؤں سے درگزر نہیں کرتا۔ معذرت کو قبول نہیں کرتا اور کسی گنہگار کے گناہ معاف نہیں کرتا ——— (طبرانی بطولہ)

۹۲۔ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو ڈرائے یا خوف دلائے (ابوداؤد، ترمذی)

۹۳۔ قاتل کے فرض اور نفل کچھ بھی قبول نہیں ہوتے ———، (ابوداؤد)

۹۴۔ ایک مومن کے ناحق قتل کئے جانے سے خدا کے نزدیک ساری دنیا کو مٹا دینا زیادہ آسان ہے ———، (ابن ماجہ)

۹۵۔ ہر گناہ کے متعلق یہ امید کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے گا لیکن کفر پر مرنا اور کسی بے گناہ مسلمان کو قتل کر دینا یہ دونوں جرم ناقابل معافی ہیں ———، (نسائی)

۹۶۔ جس نے اپنی جان کو ہلاک کیا تو قیامت میں اُسے یہی عذاب دیا جائیگا کہ اپنی جان کو ہلاک کرتا رہے گا ———، (بخاری، مسلم)

Marfat.com

۹۷ - جہاں کوئی شخص ظلماً قتل کیا جائے تو وہاں اللہ تعالیٰ کی لعنت نازل ہوتی ہے اور پھر اگر کوئی شخص باوجود قدرت اور استطاعت کے مقتول کی مدد نہ کرے تو وہ بھی لعنت میں مبتلا ہو جاتا ہے ——— ، (طبرانی)

۹۸ - جو شخص کسی نجومی، کاہن اور فال دیکھنے والے کے پاس آیا اور اس نے اس کی بات کو سچا سمجھا تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی ——، (طبرانی)

۹۹ - جو شخص لوگوں پر والی ہو اور اس نے لوگوں کو اپنی جان کی طرح عزیز نہ رکھا تو اسے جنت کی خوشبو بھی نہ آئے گی ——— ، (طبرانی)

۱۰۰ - جو راعی اپنی رعایا کے حقوق میں خیانت کرتا ہے تو مرنے کے بعد اس پر جنت حرام کر دی جائے گی ——— ، (بخاری، مسلم)

۱۰۱ - جو حاکم اور راعی لوگوں کی حاجت، مصیبت اور فقر سے بے پرواہی کرے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت سے بے پرواہی کرے گا ——— ، (ابوداؤد)

۱۰۲ - جو حاکم ضرورت مند کے لئے اپنا دروازہ بند کر لیتا ہے اور رعایا کے دکھ درد میں شریک نہیں ہوتا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت کا دروازہ بند کر دے گا ——— ، (احمد)

۱۰۳ - جو شخص اس بات کی آرزو کرتا ہے کہ لوگ اس کے سامنے ہاتھ باندھے ہوئے کھڑے رہیں یا اُس کی تعظیم کریں تو وہ اپنی جگہ جہنم میں بناتا ہے ——، (ابوداؤد)

۱۰۴ - منافق کو سید نہ کہو اگر تم نے کسی منافق کو تعظیم کے الفاظ سے یاد کیا تو تم نے اپنے رب کو خفا کر دیا ——— ، (ابوداؤد)

۱۰۵ - مسلمان تو وہ ہے کہ جس کی زبان (اور ہاتھ کی ایذاؤں) سے مسلمان محفوظ رہیں ——— ، (بخاری)

Marfat.com

۱۰۶- رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے دونوں پر خُدا کی لعنت ہو ——— (ابن ماجہ)

۱۰۷- تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں ——— (ابن ماجہ)

۱۰۸- مزدور کو مزدوری اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو ——— (بخاری، مسلم)

۱۰۹- کسی نیکی کو حقیر نہ جانو۔ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا بھی نیکی ہے ——— (مسلم)

۱۱۰- جو شخص لوگوں (محسنوں) کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خُدا کا بھی شکر ادا نہیں کرتا ——— (ترمذی)

۱۱۱- خُدا کے نزدیک سب سے پیاری جگہیں مسجدیں ہیں اور سب سے مبغوض جگہیں اُس کے نزدیک بازار ہیں ——— (مسلم)

۱۱۲- لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کرو۔ تنگی نہ چاہو۔ انہیں مطمئن کرو اور نفرت پیدا نہ کرو ——— (بخاری)

۱۱۳- فتنہ (کی پریشانیوں) میں عبادت کرنا میری طرف (مدینہ میں) ہجرت کرنے کا مرتبہ رکھتی ہے ——— (مسلم)

۱۱۴- جس شخص نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں۔ قیامت کے دن (اس نیک سلوک کے سبب) میں اور وہ شخص اس طرح اکٹھے ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی انگلیوں کو ملا کر دکھایا ——— (مسلم)

۱۱۵- ہر مسلمان (مرد و عورت) پر علم طلب کرنا فرض ہے ——— (ابن ماجہ)

۱۱۶- خُدا کے نزدیک پیارا عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہو ——— (مسلم)

Marfat.com

۱۱۷- جس شخص نے عیب دار چیز فروخت کی اور گاہک کو اس کے عیب پر خبردار نہ کیا وہ ہمیشہ رہے گا خدا کے غضب میں ــــــ، (ابن ماجہ)

۱۱۸- نہیں ہوتا (پورا) مومن، طعن دینے والا، لعن کرنے والا، فحش بکنے والا اور زبان درازی کرنے والا ــــــــــ، (ترمذی)

۱۱۹- حلال کی کمائی طلب کرنا فرض ہے بعد فرائض پنجگانہ کے ــــــ، (شعیب الایمان)

۱۲۰- وہ شخص اہلِ ملت سے نہیں جو لوگوں کو عصبیت (حمایت باطل) کی طرف بلائے اور وہ شخص ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی وجہ سے لڑے اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں جو عصبیت پر مرے ــــــــ، (ابوداؤد)

۱۲۱- منافق کی تین نشانیاں ہیں جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے جب وہ وعدہ کرتا ہے تو پورا نہیں کرتا اور جب اسے (کسی امر میں) امین بنایا جاتا ہے تو خیانت کرتا ہے ــــــــــ، (بخاری)

۱۲۲- میری اُمت کے فساد (بگاڑ) کے وقت جس شخص نے میری سنت کو مضبوط پکڑا اُس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے ــــــ، (مشکوٰۃ)

۱۲۳- جو شخص ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور بڑوں کا ادب نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ــــــــــ، (ترمذی)

۱۲۴- میں نے تم میں (اے اُمّت) دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم ان دونوں کو مضبوط پکڑے رکھو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک اللہ کی کتاب (قرآن) اور دوسری اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے ــــــــــ، (موطا امام مالک)

۱۲۵- اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور عملوں کو نہیں دیکھتا (کہ کون حسین اور

Marfat.com

دکھاوے کے عمل کرتا ہے) بلکہ وہ تمہارے دلوں (کی نیکیوں) کو عملوں (کے خلوص) کو دیکھتا ہے ——— (مسلم)

۱۲۶- تم میں سے کوئی کامل نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے دل میں اس کے ماں باپ، اس کی اولاد اور سب لوگوں سے پیارا ہو جاؤں ——— (بخاری، مسلم)

۱۲۷- جو (رنج و غم میں) رخساروں کو پیٹے، گریبان کو پھاڑے اور جاہلیت کی طرح بین کرے وہ ہم (اہلِ ملّت) سے نہیں ہے ——— (بخاری)

۱۲۸- اپنے مُردوں کو بُرائی سے یاد نہ کرو کیونکہ وہ اپنے کیے کو پہنچ چکے ہیں ——— (بخاری)

۱۲۹- تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھ کر (اپنے عمل کے ساتھ) اوروں کو سکھایا ——— (بخاری)

۱۳۰- آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو (بغیر تحقیق کے) آگے پہنچا دے ——— (مسلم)

۱۳۱- سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو انہوں نے نہیں دیکھی۔ یعنی من گھڑت خواب بیان کرنا (بخاری)

۱۳۲- خُدا اس پر رحم کرے جو بیچتے، خریدتے اور قرض کا تقاضا کرتے وقت نرمی اختیار کرتا ہے ——— (بخاری)

۱۳۳- تین اشخاص کی دعا مستجاب ہے ایک باپ کی دعا اپنے بیٹے کے حق میں۔ دوسرے مظلوم کی دعا اور تیسرے مسافر کی دعا ——— (ابوداؤد)

۱۳۴- وہ مومن نہیں جو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا ہو ——— (طبرانی)

۱۳۵- پہلوان وہ نہیں ہے جو کسی کو پچھاڑ دے۔ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو اپنے قابو میں رکھے ——— (بخاری، مسلم)

Marfat.com

۱۳۶- مزدور کو اس کی اجرت طے کئے بغیر کام پر نہ لگا لیا جائے ——— ،
(بیہقی)

۱۳۷- اگر کسی بستی میں ایک شخص بھی اس حالت میں صبح کرے کہ وہ رات بھر بھوکا رہا ہو تو اس بستی کے رہنے والوں سے خدا کی حفاظت کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے ——— ، (مسند امام احمد)

۱۳۸- جو امین نہیں اُس کا ایمان نہیں جو وعدہ کا پکا نہیں اس کا دین نہیں ،
(مشکوٰۃ شریف)

۱۳۹- اُن کی طرف دیکھو جو تم سے کمتر ہیں اُن کی طرف نہ دیکھو جو برتر ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں ملی ہیں وہ حقیر نہ ہونے پائیں ——— ، (صحیح مسلم)

۱۴۰- اگر تجھ میں چار باتیں ہیں تو موت کے وقت کوئی خوف نہ ہوگا !

۱- امانت کی نگہبانی

۲- بات کی سچائی

۳- اخلاق کی خوبی

۴- کھانے میں احتیاط ——— ، (مشکوٰۃ شریف)

۱۴۱- ہر دین کا خاص خلق ہے اسلام کا خلق حیا ہے ——— ،
(سنن ابن ماجہ)

۱۴۲- خود کو حسد سے بچاؤ۔ بیشک حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جیسے لکڑی کو آگ کھا جاتی ہے ——— ، (ابو داؤد)

۱۴۳- میں بھیجا ہی اس لئے گیا ہوں کہ حُسنِ خلق کی تکمیل کروں ——— ،
موطا امام مالک)

۱۴۴- خلقت اللہ تعالیٰ کا عیال ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں خلقت میں سب سے پیارا وہ ہے جو اس کے عیال کے لئے بہت اچھا ہے ——— ،
شعب الایمان)

Marfat.com

۱۴۵- اگر پھل خریدو تو پڑوسی کے ہاں ہدیہ بھیجو نہ بھیج سکو تو چھپا کر لاؤ اور کوئی بچہ پھل لے کر باہر نہ نکلے مبادا پڑوسی کے بچے کا دل للچائے ——— ،
(کنز الاعمال)

۱۴۶- اولاد کی قدر کرو انہیں حُسنِ ادب سے سجاؤ ——— ،
(سُنن ابن ماجہ)

۱۴۷- وہ ہم میں سے نہیں جو چھوٹے پر رحم نہ کرے اور بڑے کی تعظیم نہ کرے اور نیکی کا حکم نہ دے اور بدی سے نہ روکے ——— ، (مشکوٰۃ شریف)

۱۴۸- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے لعنت فرمائی سُود لینے والے پر، سُود دینے والے پر، گواہ پر اور فرمایا سب برابر ہیں (گناہ میں) ——— ، (صحیحین)

۱۴۹- تین خصلتیں مومنانہ اخلاق ہیں۔ غصہ ہو تو غصہ میں ناجائز کام نہ کرے خوشی ہو تو خوشی میں حد سے نہ بڑھے قدرت ہو تو طاقت کے نشے میں غیر کی چیز نہ ہتھیائے ——— ، (مشکوٰۃ شریف)

۱۵۰- جنت میں انانیت پسند، تنگ دل، اجڈ اور بدخو شخص داخل نہ ہو سکے گا ——— ، (ابوداؤد)

۱۵۱- ظلم قیامت کے دن ظالم کے لئے سخت اندھیرا بنے گا ——— ،
(مشکوٰۃ)

۱۵۲- فحش بات کہنے والا اور فحش بات کی اشاعت کرنے والا یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں ——— ، (مشکوٰۃ)

۱۵۳- غیبت زنا سے سخت تر گناہ ہے ——— ، (مشکوٰۃ)

۱۵۴- چغل خور جنت میں نہ جائیں گے ——— ، (بخاری، مسلم)

۱۵۵- تم قیامت کے دِن بدترین آدمی اُس شخص کو پاؤ گے جو دنیا میں دو چہرے کے ساتھ ملتا تھا کچھ لوگوں سے ایک چہرے کے ساتھ اور دوسرے لوگوں سے دوسرے چہرے کے ساتھ (یعنی دورُخا ہوگا) ——— ،
(متفق علیہ)

Marfat.com

۱۵۶- منافق کی تین نشانیاں ہیں :

۱- جب بات کہے جھوٹ کہے۔

۲- وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے

۳- اُس کے پاس امانت رکھائی جائے تو خیانت کرے ــــ ،

(بخاری، مسلم)

۱۵۷- طاقتور درحقیقت وہ شخص نہیں جو کشتی میں دوسروں کو پچھاڑ دیتا ہے بلکہ طاقتور تو درحقیقت وہ ہے جو غصہ کے موقع پر اپنے اُوپر قابو رکھتا ہے یعنی غصہ میں آکر کوئی ایسی حرکت نہیں کرتا جو اللہ اور رسول کو ناپسند ہے ــــ ،

۱۵۸- جس شخص کو نرمی سے محروم کیا جاتا ہے گویا اُسے نیکی سے محروم کیا جاتا ہے ــــــــــــ ، (مشکوٰۃ)

۱۵۹- تم میں بہتر لوگ وہ ہیں جن کی عمریں دراز ہیں اور جن کے اخلاق اچھے ہیں ــــــــــــ ، (مشکوٰۃ)

۱۶۰- میں اُس شخص کے متعلق بتا دوں جس پر دوزخ کی آگ حرام ہے وہ وہ شخص ہے جو نرم مزاج، نرم طبیعت اور نرم خو ہو ــــــــــــ ، (مشکوٰۃ)

۱۶۱- بدخلق، بدخو اور سخت گو آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا ــــــــــــ ، (مشکوٰۃ)

۱۶۲- حیا ایمان کی ایک شاخ ہے ــــــــــــ ، (مشکوٰۃ)

۱۶۳- نیکی حُسن خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں خلش پیدا کرے اور تُو اس امر کو بُرا سمجھے کہ لوگ اس سے واقف ہو جائیں ــــ ، (مشکوٰۃ)

۱۶۴- میں حُسن اخلاق کو پورا کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں ــــــــــــ ، (مشکوٰۃ)

Marfat.com

۱۶۵- ہر دین اور مذہب میں ایک خلق ہے (یعنی ایک بہترین صفت ہے) اور اسلام کا وہ خلق (یعنی صفت) حیا ہے ——— ، (مشکوٰۃ)

۱۶۶- جس شخص کو نرمی سے حصّہ دیا گیا اُسے دنیا و آخرت کی بھلائی عطا کی گئی اور جس شخص کو نرمی سے محروم کیا گیا اُسے دنیا و آخرت کی بھلائی سے محروم کیا گیا، (مشکوٰۃ)

۱۶۷- تم میں سے مجھے وہ شخص بہت پیارا ہے جس کا اخلاق اچھا ہو ——— ، (مشکوٰۃ)

۱۶۸- جن گھر والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند کرے اسی کے ذریعے انہیں نفع پہنچاتا ہے اور جن گھر والوں کو نرمی سے محروم رکھے انہیں اسی کے سبب ضرر پہنچاتا ہے ——— ، (مشکوٰۃ)

۱۶۹- اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے ——— ، (مشکوٰۃ)

۱۷۰- جو شخص اپنے عمل کو شہرت دے یعنی لوگوں کو سنائے کہ اس نے یہ عمل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ریا کے عمل کو اپنی مخلوق کے کانوں تک پہنچائے گا (یعنی اُس کی ریاکاری کا اظہار کرے گا اور اُسے ذلیل و رُسوا کرے گا (مشکوٰۃ)

۱۷۱- جو چیزیں قیامت کے دن مومن کے (اعمال کے) ترازو میں رکھی جائیں گی ان میں سب سے وزنی چیز حسن خلق ہے اور اللہ تعالیٰ فحش بکنے والے بیہودہ گو کو اپنا دشمن سمجھتا ہے ——— ، (مشکوٰۃ)

۱۷۲- حیا اور ایمان کو ایک جگہ رکھا گیا ہے (یعنی وہ ایک دوسرے سے وابستہ ہیں) ان میں سے جب ایک کو اٹھایا جاتا ہے تو دوسرا بھی اُٹھا لیا جاتا ہے ——— ، (مشکوٰۃ)

۱۷۳- مومن اپنی خوش خلقی کے ذریعے رات کو عبادت کرنے والے اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھنے والے شخص کا درجہ حاصل کر لیتا ہے ——— ، (مشکوٰۃ)

Marfat.com

۱۷۴۔ انسان کی برائی کے لئے اتنا کافی ہے کہ دین اور دنیا میں اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جائے مگر وہ شخص جسے اللہ محفوظ رکھے ——— ، (مشکوٰۃ)

۱۷۵۔ اگر کوئی شخص کسی ایسے پتھر میں کوئی عمل کرے جس میں نہ کوئی دروازہ ہو نہ روشن دان، اُس کے عمل کی خبر لوگوں کو ہو جائے گی خواہ وہ عمل کسی قسم کا ہو (مقصد یہ کہ اعمال خیر کو چھپاؤ دکھاتے نہ پھرو ——— ، (مشکوٰۃ)

۱۷۶۔ جس شخص نے دکھانے کو نماز پڑھی اُس نے شرک کیا جس نے دکھانے کو روزہ رکھا اُس نے شرک کیا جس نے دکھانے کے لئے خیرات کی اس نے شرک کیا ——— ، (مشکوٰۃ)

۱۷۷۔ جو شخص قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارے اُس کے لئے خُدا نے دوزخ کو واجب کر دیا اور جنت اُس پر حرام کر دی ——— ، (مشکوٰۃ)

۱۷۸۔ میں تم کو بہترین گواہوں کا پتہ بتا دوں۔ بہترین وہ لوگ ہیں جو دریافت کرنے سے پہلے گواہی دیں اور حق بات کہیں ——— ، (مشکوٰۃ)

۱۷۹۔ گواہ مدعی کے ذمہ ہے اور قسم مدعا علیہ پر ——— ، (مشکوٰۃ)

۱۸۰۔ جو شخص میرے اس منبر کے پاس جھوٹی قسم کھاتا ہے اگرچہ وہ ایک سبز مسواک کے لئے ہی ہو وہ دوزخ کی آگ میں اپنی جگہ تیار کرتا ہے ——— ، (مشکوٰۃ)

۱۸۱۔ جو شخص کسی ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں اُسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں ڈھونڈے ——— ، (مشکوٰۃ)

۱۸۲۔ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ یہ ہیں۔ خُدا کے سوا کسی کو شریک کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ جھوٹی قسم کھانا اور جس شخص نے مقید ہو کر خدا کی قسم کھائی اور اس میں مچھر کے پر کے برابر بھی جھوٹ بولا تو اس کے دل میں قیامت تک کے لئے ایک داغ لگا دیا جاتا ہے ——— ، (مشکوٰۃ)

Marfat.com

۱۸۳- اگر تم خدا پر بھروسہ کرو ایسا بھروسہ جیسا کہ اُس کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو روزی دیتا ہے وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے آتے ہیں ——— ، (مشکوٰۃ)

۱۸۴- میری اُمّت میں سے ستر ہزار بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ منتر کرنے والے ہوں گے نہ شگونِ بد لیتے ہوں گے اور صرف اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہوں گے ——— ، (مشکوٰۃ)

۱۸۵- تمہارا رب بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں اُن پر رات کو مینہ برساؤں جبکہ وہ سوئے ہوں اور دن کو آفتاب نکالوں اور بادل کے گرجنے کی آواز انہیں نہ سناؤں ——— ، (مشکوٰۃ)

۱۸۶- مومن کی شان عجیب ہے اس کے تمام کام نیکی کے ہیں اور یہ شان صرف مومن کے ساتھ مخصوص ہے اگر اسے خوشی حاصل ہے خُدا کا شکر ادا کرے پس یہ شکر اُس کے لئے نیکی ہے اور جب کوئی مصیبت پہنچے تو صبر کرے یہ صبر بھی اُس کے لئے نیکی ہے ——— ، (مشکوٰۃ)

۱۸۷- انسان کی نیک بختی یہ ہے کہ جو کچھ خُدا نے اس کے لئے مقرر کر دیا ہے اُس پر راضی رہے اور انسان کی بدبختی یہ ہے کہ جو کچھ اس کے مقدر میں لکھا ہے وہ اس سے غضب ناک اور ناخوش نہ ہو ——— ، (مشکوٰۃ)

۱۸۸- اگر آدمی کے پاس مال سے بھرے ہوئے دو جنگل ہوں تب بھی وہ تیسرے جنگل کی تلاش کرے گا اور آدمی کے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھرتی مگر (قبر کی) مٹی (یعنی اس کی حرص قبر تک باقی رہتی ہے) اور اللہ تعالیٰ (حرصِ مذموم سے) جس بندے کی توبہ کو چاہے قبول کر لیتا ہے ——— ،

(مشکوٰۃ)

Marfat.com

۱۸۹- (ابن عمر رضی اللہ عنہ کے جسم کے کسی حصہ کو پکڑ کر فرمایا) تُو دنیا میں اس طرح رہ گویا تو مسافر ہے اور اپنے آپ کو ان مُردوں میں سے شمار کر جو قبروں کے اندر ہیں ——— (مشکوٰۃ)

۱۹۰- یہ آدمی ہے اور یہ اُس کی موت (یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ گدی کے قریب رکھا) ——— (مشکوٰۃ)

۱۹۱- لوگوں میں ایک زمانہ آئے گا کہ مال میں جو چیز آدمی کو ملے گی وہ اس کی پرواہ نہ کرے گا کہ یہ حلال ہے یا حرام ——— (مشکوٰۃ)

۱۹۲ جو چیز تم کھاتے ہو اس میں سب سے بہتر وہ ہے جو تم اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاؤ اور تمہاری اولاد بھی تمہارے کسب میں سے ہے (یعنی اولاد کی کمائی کھانا بھی تمہارے لئے جائز ہے) ———، (مشکوٰۃ)

۱۹۳- وہ گوشت جس نے حرام سے پرورش پائی ہے جنت میں داخل نہ ہوگا۔ جس گوشت نے حرام (مال) سے نشوونما حاصل کی ہے وہ دوزخ ہی کے لائق ہے ———، (مشکوٰۃ)

۱۹۴- جو چیز تجھے شک میں ڈالے اُسے چھوڑ دے اُس چیز کی جانب توجہ کر جو تجھے شک میں نہ ڈالے اس لئے کہ حق اور سچائی دل کے لئے اطمینان بخش چیز ہے اور باطل شک و تردّد کا نتیجہ ———، (مشکوٰۃ)

۱۹۵- سوار سلام کرے پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا سلام کرے بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے آدمی سلام کریں بہت آدمیوں کو ———، (مشکوٰۃ)

۱۹۶- اللہ کے نزدیک تر وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرے ———، (مشکوٰۃ)

۱۹۷- مصافحہ کیا کرو کہ اس سے کینہ دُور ہو جاتا ہے اور ہدیہ و تحفہ بھیج دیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے اور دُشمنی جاتی رہتی ہے ———، (مشکوٰۃ)

Marfat.com

۱۹۸- جس شخص کو یہ پسند آئے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں وہ اپنی جگہ دوزخ میں بنالے ——— ، (مشکوٰۃ)

۱۹۹- دو بیٹھے ہوئے آدمیوں کے درمیان جدائی ڈالنا (یعنی اُن کے درمیان گھُس کر بیٹھ جانا) جائز نہیں مگر جب کہ وہ اجازت دیں ——— ، (مشکوٰۃ)

۲۰۰- جو شخص (کسی مجلس میں) اپنی جگہ سے اُٹھ کر کہیں چلا جائے اور پھر واپس آئے تو اپنی جگہ کا مستحق وہی شخص ہے ——— ، (مشکوٰۃ)

۲۰۱- ہر چیز میں میانہ روی نبیوں کی خصلت ہے ——— ، (ترمذی)

۲۰۲- جو غصّے کے وقت اپنے نفس کا مالک ہو وہ اصل پہلوان ہے ——— ، (بخاری، مسلم)

۲۰۳- غصّہ، ایمان کو اس طرح خراب کرتا ہے جیسے شہد کو ایلوا ——— ، (مشکوٰۃ)

۲۰۴- جو فروتنی کرتا ہے اللہ اُسے بلند کرتا ہے ——— ، مشکوٰۃ

۲۰۵- لوگوں کے پوشیدہ عیبوں کو نہ ٹٹولو ——— ، (مسلم، بخاری)

۲۰۶- دھوکا دہی کے لئے کسی چیز کی قیمت بڑھا کر اُسے غصب نہ کرو ——— ، (مسلم، بخاری)

۲۰۷- جو برائی کسی میں پائی جائے اُسے اُس کی عدم موجودگی میں کہنا غیبت ہے اور جو نہ ہو اس کا کہنا بہتان ہے ——— ، (مسلم)

۲۰۸- بدبخت آدمی کے علاوہ اور کسی کے دل سے رحمت و شفقت سلب نہیں کی جاتی ——— ، (ترمذی)

۲۰۹- جو امانت دار نہیں۔ دین دار نہیں ——— ، (مشکوٰۃ)

۲۱۰- جسے پاس عہد نہیں اُس کا دین نہیں ——— ، (مشکوٰۃ)

۲۱۱- جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوگا دوزخ میں نہیں جائے گا ——— ، (مسلم)

Marfat.com

۲۱۲ - جس کے دِل میں رائی کے دانے کے برابر تکبّر ہو گا اُسے جنت میں جانا نصیب نہیں ہو گا ——— ، (مسلم)

۲۱۳ - سب اولادِ آدم علیہ السلام ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے ——— ، (ابوداؤد)

۲۱۴ - سخی خُدا سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے ——— ، (ترمذی)

۲۱۵ - بخیل خُدا سے دُور ہے، جنت سے دُور ہے، لوگوں سے دُور ہے ——— ، (ترمذی)

Marfat.com

باب نہم

اعترافِ عظمتِ مصطفیٰ

غیر مسلموں کی زبان و قلم سے

Marfat.com

Marfat.com

اعترافِ عظمتِ مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم

فضیلت اس صداقت کے لئے جس کی شہادت غیروں کی طرف سے ہو۔

(حدیث نبوی۔ روایت عبادہ بن صامت)

اپنوں کے دل تو عشق و عقیدت سے لبریز ہوتے ہیں اس لئے انہیں محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے مگر غیروں کی نگاہِ تنقید میں کھرا قرار پانا بہت بڑی فضیلت ہے کیونکہ یہ نگاہ بہت کم جانبدار ہوتی ہے اور اکثر اوقات وہ نگاہ تنقیص بن جاتی ہے تاریخ میں ایسی پُرعظمت ہستیاں نادر و نایاب ہیں جن کی سیرت کے ہر گوشے کو اغیار باریک چھلنیوں میں چھانیں اور پھر نقص و عیب سے منزہ قرار دیں۔ پھر یہ ہے کہ ہر شخص کا معیارِ تنقید الگ ہوتا ہے اور ہر شخص دوسرے کو اسی معیار پر پرکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس طرح کون ہے جو ہر ایک معیار پر پورا اتر سکے۔ پوری تاریخ میں صرف ایک ہی ذات ایسی نظر آتی ہے۔ جس کی سیرت اپنوں اور غیروں سے ہمیشہ خراجِ عقیدت وصول کرتی رہی ہے وہ ذاتِ گرامی ہے جناب رسول مقبول احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات، ان کی شخصیت اور تعلیمات پر ہر زبان اور ہر ملک میں کتابیں لکھی جا چکی ہیں مگر ان کی سیرت کے بہت سے گوشے ابھی تک سامنے نہیں لائے گئے یہ ایک ایسا چمن ہے جس کی پتی پتی اپنی بوقلمونیوں کا شاہکار بن کر دیکھنے والوں کو روک لیتی ہے اور "کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست" جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر غیر مسلموں نے جس انداز میں نظر ڈالی ہے اور جس طرح اعترافِ عظمت و افتخار

Marfat.com

کیا ہے اُس کی تفصیل کے لئے دفتر بے پایاں درکار ہے۔ یہاں صرف نمونہ کے طور پر چند شہ پارے ہدیۂ قارئین کیے جاتے ہیں۔

پروفیسر باسورتھ اسمتھ رقمطراز ہے:

"بلاشک حضرت محمد خدا کے رسول ہیں۔ اگر پوچھا جائے کہ افریقہ (بلکہ کل دنیا) کو مسیحی مذہب نے زیادہ فائدہ پہنچایا یا اسلام نے؟ تو جواب میں اسلام ہی کہنا پڑے گا۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قریش ہجرت سے پہلے خدانخواستہ شہید کر ڈالتے تو مشرق و مغرب دونوں ناقص و ناکارہ رہ جاتے۔ اگر آپ نہ آتے تو دنیا کا ظلم بڑھتے بڑھتے اس کو تباہ کر دیتا۔ اگر آپ نہ ہوتے تو یورپ کے تاریک زمانے دوچند بلکہ سہ چند تاریک تر ہو جاتے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو انسان ریگستانوں میں پڑے بھٹکتے پھرتے جب میں آپ کی جملہ صفات اور تمام کارناموں پر بحیثیت مجموعی نظر ڈالتا ہوں کہ آپ کیا تھے اور کیا ہو گئے اور آپ کے تابعدار غلاموں نے جن میں آپ نے زندگی کی روح پھونک دی تھی کیا کیا کارنامے دکھائے تو آپ مجھے سب سے بزرگ تر سب سے برتر اور اپنی نظیر آپ ہی دکھائی دیتے ہیں۔"

تھامس کارلائل ہیرو اینڈ ہیرو ورشپ میں لکھتا ہے:

"عرب کے گمنام چرواہے اپنی طرف آنے والے ایک رسول پر ایمان لاتے ہی ایک ممتاز اور اعلیٰ قوم بن گئے۔ انہوں نے ایک عظیم الشان ملت کا روپ دھار لیا۔ سو سال کے عرصہ میں اُن کی ہیبت غرناطہ سے لے کر دہلی تک بیٹھ گئی اور سینکڑوں برس گزرنے کے باوجود بھی مسلمان دنیا کے بہت بڑے حصہ پر قابض ہیں۔ ایمان ایک نہایت ہی بلند و برتر چیز ہے۔ زندگی بخش چیز جونہی کسی قوم کے قلوب میں ایمان کی روشنی نمودار ہوتی ہے اُس کے کارناموں میں

Marfat.com

نتائج اور روح میں پاکیزگی و لطافت جنم لیتے ہیں۔ یہ انقلاب ایسا ہی تھا جیسے ریت کے ایک سیاہ اور ویران تودے پر برقی شعلہ آگرے اور وہ تو دیکھتی آنکھوں آگ کے ایک بہت بڑے الاؤ میں تبدیل ہو کر یوں بھک سے اڑ جائے کہ دنیا دُور دُور تک اُس کی لپیٹ میں آجائے۔ تمام انسان بھی اسی شعلے کی تلاش میں تھے۔ وہ مردِ جلیل و عظیم بجلی کے شرارے کی صورت میں آسمان سے نازل ہوا اور بنی نوع انسان کو شعلہ صفت بنا گیا۔"

سر ولیم میور کے نزدیک

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے دور میں معاشرتی اصلاحات بھی کچھ کم نہیں ہوئیں۔ تمام مسلمانوں میں برادرانہ محبّت و اخوّت یتامیٰ کی پرورش کا انتظام، غلاموں سے حسنِ سلوک، شراب کی حُرمت، تمام صفات نمودار ہو گئی تھیں۔ شراب پر پابندی کے سلسلے میں اسلام نے جو نصرت حاصل کی وہ کسی دوسرے مذہب کے حصّے میں نہیں آئی۔"

نپولین بوناپارٹ کے قلم سے حق کا اظہار یوں ہوا:

"موسیٰ (علیہ السّلام) نے وجودِ خدا کا اعلان بنی اسرائیل کے سامنے کیا تھا۔ مسیح نے رومی دنیا کے سامنے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) نے دنیا کے قدیم ترین براعظم یعنی ایشیا کے سامنے محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) نے اس دنیا کو ابراہیم، اسمٰعیل، موسیٰ اور عیسیٰ کے خدا کی پرستش کی طرف بلایا جسے آریاؤں اور چند دیگر مذہبی اقوام نے بت پرست بنا دیا تھا۔ وہ وقت دُور نہیں جب میں دنیا کے تمام تعلیمیافتہ، دانا اور مہذب انسانوں کو قرآن کی صداقتوں پر دوبارہ جمع کر دوں گا۔ قرآن وہ واحد کتاب ہے جس کی تعلیمات میں صداقت ہے اور جو دنیا کو مسرت سے ہمکنار کر سکتی ہے۔"

Marfat.com

جارج برنارڈ شاہ لکھتا ہے :

"میں نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے دین کو ہمیشہ عزّت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ یہ الزام قطعی بے بنیاد ہے کہ آپ عیسائیوں کے دشمن تھے میں نے اس حیرت انگیز شخصیّت کی سوانح حیات کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ میری رائے میں آپ پورے بنی نوع انسان کے محافظ تھے۔"

ایک اور موقع پر برنارڈ شاہ نے کہا ہے :

"آنے والے سو سال میں ہماری دنیا کا مذہب اسلام ہوگا مگر یہ موجودہ زمانے کا اسلام نہ ہوگا بلکہ وہ اسلام ہوگا جو محمد رسول اللہ کے زمانے میں دلوں، دماغوں اور روحوں میں جاگزیں تھا۔"

ہسٹری آف سولائزیشن (تاریخ تہذیب) کا مصنف رقمطراز ہے :

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی بعثت سے پہلے معلوم ہوتا تھا کہ تہذیب کا وہ عظیم الشان محل جس کی تعمیر میں چار ہزار سال کا عرصہ لگا ڈھے جانے کو تیار کھڑا تھا اور وہ اندر سے حد درجہ بوسیدہ اور کھوکھلا ہو چکا تھا۔ پرانی رسموں کے بندھنوں نے معاشرے کو جکڑ رکھا تھا۔ ان حالات میں ایک ایسا کلچر پیش کرنا جو بنی آدم کو ایک نقطہ متفقہ پر کھڑا کرے اور تہذیب کے اس درخت کو گرنے سے بچا لے ممکن نظر نہیں آتا تھا کیونکہ نئے کلچر کو پرانی رسوم سے قطعاً کوئی علاقہ بھی نہیں رکھنا چاہیئے تھا لیکن ایسے آئین اور قانون کو مرتب کرنے کے لئے بھی صدیوں کی مدت درکار تھی۔"

مسٹر لیمرٹائن لکھتا ہے :

"پیروانِ اسلام نے صرف ایک صدی میں ایران، عراق، شام، فلسطین، مصر، مراکش، سپین اور سندھ فتح کر لیا تھا۔ اگر نصب العین کی بلندی اور تاریخ کی درخشندگی، کمالِ قیادت کا معیار بن سکتی ہے۔

Marfat.com

تو پھر محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے مقابلہ میں کسی اور رہنما کو قطعاً پیش نہیں کیا جا سکتا۔ آپ ایک عظیم مفکر، بلند پایہ خطیب اور بے نظیر مقنن تھے۔ آپ نے شہروں اور قلعوں کے ساتھ ساتھ کروڑوں دلوں کو بھی فتح کیا اور قریباً بیس ممالک میں آسمانی بادشاہت قائم کی۔ لاؤ اُن تمام معیاروں اور پیمانوں کو جن سے انسانی عظمت کو ناپا جا سکتا ہے اور پھر اس سوال کا جواب دو کہ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) سے بڑا کوئی انسان ہو سکتا ہے؟"

مسٹر نکولس لکھتا ہے:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) ایک عرصہ تک یکہ و تنہا ناقابل تسخیر دشمنوں کے سامنے بلند خیال ہو کر صداقت و راستی کی تلقین کرتے رہے۔ تمام خطرات کا مقابلہ انہوں نے نہایت عزم و استقلال کے ساتھ کیا اور اپنے دشمنوں سے یہ کہہ دیا "جو کچھ ان کے امکان میں ہو کر گزریں۔" محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی زندگی کا یہ شاندار واقعہ ایسا عجیب و غریب منظر پیش کرتا ہے کہ ہم اُن کے ساتھ عقیدت رکھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ صرف بیس سال کے زمانہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) نے ہر قسم کی ترقی کی تخم ریزی کر دی اور یہی زمانہ مابعد میں عربوں کی سیاسی ترقی کی بنیاد ثابت ہوئی۔ دنیا میں جتنے بھی انسان پیدا ہوئے ہیں اُن میں سب سے زیادہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) نے ہی اپنی قوم کی قسمت کو سدھارا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) نہ ریاکار تھے اور نہ ہی جھوٹے بلکہ وہ بہت بے ریا، نہایت سچے اور پُرجوش مصلح تھے اور اُن پر بھی ویسی ہی سچی وحی آتی تھی جیسی عہد عتیق کے پیغمبروں کے پاس آتی رہی ہے۔"

مسٹر سٹیفنن تاریخ عرب میں لکھتا ہے:

"اس مسلمہ امر کا اعتراف کئے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) نے اپنی قوم پر بہت احسان کئے۔ اُن کے ملک میں اُن سے پہلے

Marfat.com

پاک وصاف عقائد، اچھے اخلاق اور سیاسی تنظیم نام کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی تھی لیکن ان کی بدولت اُسے یہ تینوں چیزیں مل گئیں۔ انہوں نے مختلف قبیلوں کو ایک لڑی میں پرو دیا۔ متعدد دیوتاؤں کے سامنے سر جھکانے کی بجائے ایک اعلیٰ و برتر خُدا کا تصوّر دیا۔ معیوب اور غیر اخلاقی رسموں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ اسلام جوں ہی عرب سے باہر نکلا کئی وحشی قومیں اسلام کی نعمتوں کی وارث بن گئیں۔ اسلام بنی آدم کے لئے برکتوں کا سبب بنا اور انہیں تاریکی سے اُجالے اور شیطان سے رحمٰن کی طرف لے گیا۔"

مسٹر گبن لکھتا ہے:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی نرم دلی نہ تو صرف قبیلہ قریش تک محدود تھی اور نہ مکہ کی چار دیواری تک، مقدس رسومات کے موقع پر آپ اکثر خانہ کعبہ میں جایا کرتے تھے۔ جہاں ہر قبیلہ کے لوگوں سے آپ ملاقات کرتے تھے اور ان سے انفرادی طور پر بھی گفتگو فرماتے تھے اور انہیں ایک خدا کی پرستش کی تلقین کرتے تھے۔ آپ ہر شخص کو اس کے ضمیر کی آزادی دیتے تھے۔ کسی سے درشتی یا زیادتی کا برتاؤ نہ کرتے تھے البتہ قوم عاد و ثمود کے واقعات سے انہیں عبرت کا سبق دیتے تھے۔

مذہبی اور رسمی مواقع پر آپ نے اپنے احباب (صحابۂ کبار) کو نہایت فیاضی اور کشادہ دلی سے ضیافتیں دیا کرتے تھے اور گھر میں بہتر سے بہتر جو کچھ کھانے کو ہوتا تھا اُسے پیش کرنے میں کبھی دریغ نہ فرماتے تھے لیکن اس کے مقابلے میں آپ کی خانگی زندگی کے کتنے ہفتے ایسے گزرے ہوں گے کہ آپ کے گھر میں چولہے میں آگ جلنے کی نوبت نہیں آئی۔"

جارج سیل لکھتا ہے:

Marfat.com

"میں نے اپنی تحقیقات میں کوئی ثبوت ایسا نہیں پایا جس سے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دعویٰ رسالت میں شبہ ہو سکے یا آپ کی مقدس ذات پر (نعوذ باللہ) مکر و فریب کا الزام لگایا جا سکے۔"

فلپ ہٹی لکھتا ہے:

"تاریخ عرب میں پہلی بار نسل کے بجائے مذہب کے نام پر اتحاد قائم کیا گیا اور ایک ایسی حکومت کی تشکیل ہوئی جس کا سربراہِ اعلیٰ خود خالقِ کائنات (اللہ) تھا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس کے نائب اور فرمان بجا لانے والے وہ روحانی فرائض کے ساتھ ساتھ تمام دنیاوی کام بھی سرانجام دیتے تھے۔ اُن کی ملت میں سب باشندے پرانے جھگڑوں اور نسلی تعصبات ختم کر کے اصولی طور پر بھائی بھائی بن گئے تھے۔"

جیمز جرڑ ایموی لکھتا ہے۔

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) عظیم و جلیل مذہب کے پیغمبر ہونے کے علاوہ ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کے بانی بھی تھے۔ تاریخ میں جس کی مثال ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی۔"

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت سے متعلق مقالہ میں حضور کے مقامِ بلند کا اعتراف ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

"تمام انبیا اور مذہبی شخصیات میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کامیاب ترین شخصیت ہیں۔"

رامنڈ لارج لکھتا ہے:

"اس عربی النسل پیغمبر نے ایسا معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب برپا کیا جس کی نظیر پیش کرنے سے تاریخ کے صفحات عاجز ہیں وہ ایک

Marfat.com

ایسی حکومت کے بانی تھے جسے تمام دنیا پر چھانا تھا جس میں صرف انصاف اور نیکی کی عملداری قائم ہونا تھی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات ہی بنی نوع انسان کی برابری، باہمی اخوت و تعاون اور عالمگیر برادری کے احساس پر مبنی تھی۔"

اسفاڈک برگرویخ اسلام کی صداقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"اسلام کے خلاف جو کچھ بیان کیا گیا ہے یا جو الزام اس پر لگائے گئے ہیں انہیں یورپ نے بہت شوق سے سنا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہمارے آبا و اجداد نے جو تصویر دین اسلام کی پیش کی ہے وہ حقیقت کے خلاف ہے اس لئے اس زمانے میں اسلام کی خوبیوں کا اعتراف کیا جانے لگا ہے۔ ابی سرسنی بہت سے یہودیوں اور عیسائیوں کے قبول اسلام کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں بتلا سکا کہ فی الحقیقت اسلام میں وہ صداقت موجود ہے جو عیسائیت سے سبقت لے گئی اور جو بالکل فطرت کے مطابق ہے۔ فی الحقیقت مسلمان اپنے اخلاق و صفات سے بسا اوقات ہم کو شرمندہ کر دیتے ہیں اور اسلام کے متعلق صحیح حالات معلوم کرنے کے بعد ہمارا تکبر و فخر خاک میں مل جاتا ہے۔"

اسلام کس طرح عیسائیوں کے لئے دین رحمت ثابت ہوا اسکا جواب مشہور مصنف ہیرو شا سے سنیئے:

"ازمنہ وسطیٰ کے بعد جو کچھ بھی ترقی ہوئی وہ عربوں ہی کے اثر کا نتیجہ تھی عیسائیت کو صلیبی جنگوں کے دوران مسلمانوں کی قربت حاصل ہوئی جس طرح بلعم بنی اسرائیل کے لئے لعنت بھیجنے آیا تھا مگر رحمت کا سبب بن گیا۔ ایسے ہی عیسائی صلیبی جنگیں لڑنے کے لئے آئے لیکن تحصیل علم کے لئے مسلمانوں کے قدموں میں بیٹھ گئے۔

Marfat.com

صلیب کے علمبردار جنگی سپاہیوں نے جب مسلمانوں کی تہذیب کو دیکھا تو انہیں اپنی تہذیب سے اعلیٰ و برتر پایا۔ مذہبی طور پر اگرچہ وہ مسلمانوں کو لائق گردن زدنی سمجھتے رہے لیکن اسلامی تہذیب اور ثقافت نے جو اثرات مرتب کئے وہ مسیحی دنیا کو ازمنہ وسطیٰ کی تاریکیوں سے نکال کر آفتاب کے اُجالے میں لے آئے۔"

لیفٹیننٹ کرنل سائلس لکھتا ہے:

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے خیالات و زندگی پر نظر ڈالنے کے بعد کوئی انصاف پسند شخص اُن کی اولوالعزمی، اخلاقی جرأت، خلوصِ نیت، سادگی اور رحم و کرم کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا پھر اُن ہی صفات کے ساتھ استقلال و عزم اور حق پسندی و معاملہ فہمی کی قابلیت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور یہ یقینی بات ہے کہ آپ نے اپنی سادگی، لُطف و کرم اور اخلاق کو بلا خیال و مرتبہ قائم رکھا ہے۔"

کاؤنٹ ٹالسٹائی لکھتا ہے۔ :

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کا طرزِ عمل اخلاقِ انسانی کا حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ ہم یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی تبلیغ و ہدایت خاص سچائی پر مبنی تھی۔"

ڈاکٹر برمنگھم لکھتا ہے:

"مجھ کو کسی وقت بھی یہ خیال نہ ہوا کہ اسلام کی ترقی تلوار کی مرہونِ منت ہے نہیں بلکہ اسلام کی کامیابی محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی سادہ و بے لوث زندگی، ایفائے وعدہ اپنے پیروؤں (اصحاب) کی غیر معمولی حمایت، توکّلِ خدا اور ذاتی جرأت و استقلال سے وابستہ ہے۔"

مشہور صحافی اور مصنف مسٹر اسکاٹ لکھتا ہے:

"اللہ اکبر اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) اللہ تعالیٰ کے رسول برحق نہ تھے

Marfat.com

تو اب تک پھر کوئی رسول دنیا میں آیا ہی نہیں ۔"

میجر لیونارڈ لکھتا ہے :

"جہاں تک خُدا اور مذہب کا تعلق ہے آپ انتہائی سخت تھے اور جہاں تک انسانوں کا اور بالخصوص عورتوں اور بچوں کا تعلق ہے آپ نہایت رحم دل اور نرم تھے۔ آپ اپنے چچا ابو طالب کے نہایت فرمانبردار اور مطیع تھے کیونکہ اُن کا سایہ بطور والد کے تھا ۔ آپ اپنے خدا کے بندے تھے۔ ایک اچھے آقا تھے۔ آپ میں غریبوں کمزوروں اور بے کسوں کے لئے ہمدردی موجود تھی اور وہ ہمدردی بے نظیر اور لاثانی تھی۔ آپ کی زندگی ہر لحاظ سے سادہ تھی ۔"

مشہور مورخ اسٹینلے لین پول رقمطراز ہے :

"آپ نہایت پُرجوش آدمی تھے لیکن آپ کا یہ جوش نہایت شریفانہ تھا اور ایک پاک مقصد کے لئے تھا آپ کی ذات اُن چند افراد میں سے ہے جنہوں نے ایک عظیم الشان پیغام کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) خدائے واحد کے پیغمبر تھے ۔"

ایڈمنڈ برک لکھتا ہے :

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا لایا ہوا قانون صاحب تاج بادشاہوں کے لئے اتنا ہی ضروری ہے۔ جتنا غریب و بے سہارا انسانوں کے لئے ۔ ان قوانین کو بہت سنجیدہ انداز، مفکرانہ ذہن، عالمانہ رنگ اور عملی سہولتوں کی خوبیوں کے ساتھ ساری دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے ۔"

ڈاکٹر اے فری مین لکھتا ہے :

Marfat.com

"کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) بڑے پکے راست باز اور سچے ریفارمر تھے۔"

ڈاکٹر ڈاڈسن لکھتا ہے :

"کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) پیغمبر تھے؟ بیشک اُن میں نبوّت کی دو بڑی نشانیاں موجود تھیں۔ انہوں نے خُدا کو پالیا تھا جو عام انسانوں کو نہیں ملتا اور ان میں اس سچائی کے پھیلانے کی بھی ایک غیر معمولی اندرونی قوت موجود تھی۔"

مسٹر لیونارڈ لکھتا ہے :

"جسمانی صفائی اور اخلاقی طہارت کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) ہر حیثیت سے پیکرِ خوشبو ہیں۔"

جوزف جے نوتن لکھتا ہے :

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کا لایا ہوا مذہب مطلق انسان روس کے لئے بھی اتنا ہی موزوں ہے جتنا جمہوریت پسند امریکہ کے لئے مناسب و مفید ہے اسلام ایک عالمگیر حکومت کی طرف نشان دہی کرتا ہے۔"

پروفیسر ایڈورڈ مونٹے لکھتا ہے :

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کا پورا مذہب اسلام ایسے اصولوں کا مجموعہ ہے جو تمام تر معقولیت پر مبنی ہے۔ آپ کی تعلیم کی سادگی اور صفائی درحقیقت وہ زبردست قوتیں ہیں جو اسلام کی ترقی اور تبلیغ میں برابر عمل کر رہی ہیں۔"

بشپ بوڈ کارپینٹر لکھتا ہے :

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کو اکثر مؤرخین نے اس دھندلکے میں دیکھا ہے جبکہ چاروں طرف خوف اور جہالت پھیلی ہوئی تھی۔ ایسے مؤرخین حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے متعلق کوئی بھی غلط بات بیان کر سکتے ہیں

Marfat.com

لیکن اب تعصب اور جہالت کا کہر افق سے ہٹ چکا ہے اور ہم اب بانی اسلام حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پوری روشنی اور تابناکی میں دیکھ سکتے ہیں اور اُن کے لائے ہوئے مذہب کی معقولیت کا اعتراف کر سکتے ہیں۔"

کانڈی ہسٹری آف دی عربس اِن سپین جلد اوّل میں لکھا ہے :

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی تعلیم کی صداقت سے اپنے مقصد میں ہمیشہ کامیاب رہے اگر کسی شخص کو شک ہے کہ آپ میں شجاعانہ خصائل، روحانی خصوصیات اس قدر موجود نہیں تھیں کہ جن کی بنیاد پر آپ دوسروں میں ممتاز تھے تو وہ جائے اور حنین، بدر اور اُحد کے میدانوں کو دیکھے۔"

جے ڈبلیو لوگراف لکھتا ہے :

"قرآن وہ واحد کتاب ہے جس کے الہامی ہونے پر بے شمار تاریخی دلائل موجود ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ واحد رسول ہیں جن کی زندگی کا کوئی حصہ ہم سے مخفی نہیں۔ اسلام ایسا فطری اور سادہ مذہب ہے جو اوہام و خرافات سے پاک ہے۔ قرآن نے اس مذہب کی تفصیل پیش کی اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس پر عمل کر کے دکھایا۔ قول و عمل کا یہ حسین امتزاج کہیں اور نظر نہیں آتا۔"

ریوانڈ آرمیکوئل لکھتا ہے :

"اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم پر انصاف اور ایمانداری سے تنقیدی نظر ڈالی جائے تو یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ وہ مرسل اور مامون اللہ تھے۔"

مسز اینی بیسنٹ نے لکھا ہے :

"وہ نام کیا تھا کہ جس سے مکہ کے تمام مرد، عورت اور بچے آپ

Marfat.com

کو شناخت کرتے تھے؟ وہ نام "امین" تھا جس کے معنی اعتماد کے لائق اور بھروسہ کے قابل انسان کے ہیں۔ کسی انسان کے لئے "امین" سے زیادہ معزز اور شریف لقب نظر نہیں آتا۔"

مہاتما گاندھی نے لکھا ہے :

"میں پیغمبر اسلام کی زندگی کا مطالعہ کر رہا تھا جب میں نے کتاب کی دوسری جلد بھی ختم کر لی تو مجھے افسوس ہوا کہ اس عظیم الشان زندگی کا مطالعہ کرنے کے لئے اب میرے پاس کوئی اور کتاب باقی نہیں۔ اب مجھے پہلے سے بھی زیادہ یقین ہو گیا ہے کہ یہ تلوار کی قوت نہ تھی جس نے اسلام کے لئے دنیا کا میدان فتح کیا بلکہ یہ پیغمبر اسلام کی انتہائی سادگی، آپ کی بے نفسی، وعدہ وفائی اور بے خوفی تھی۔ یہ آپ کا اپنے دوستوں اور پیروؤں سے محبت کرنا اور خدا پر بھروسہ رکھنا تھا۔ یہ تلوار کی قوت نہ تھی بلکہ یہ اوصاف اور خوبیاں تھیں جن سے تمام رکاوٹیں بہ گئیں اور آپ تمام مشکلات پر غالب آئے۔"

لالہ لاجپت رائے لکھتا ہے :

"میں مذہب اسلام سے اُنس رکھتا ہوں۔ اس کی تعلیم کو عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور اسلام کے پیغمبر کو مہا پرشوں میں سمجھتا ہوں۔"

مشہور کانگریسی لیڈر سی۔ آر داس لکھتا ہے :

"شری رام چندر جی مہاراج، بھگوان کرشن، گورو نانک دیو جی، حضرت موسیٰ (علیہ السلام) یہ سب روحانی بادشاہ ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ اِن میں ایک روحانی شہنشاہ بھی ہے۔ جس کا مقدس نام حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہر ریفارمر نے آکر دنیا میں بہت کچھ کیا ہے مگر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

لے دنیا پر اس قدر احسان کیے ہیں جن کی مثال نہیں مل سکتی میں خوش ہوں کہ ہماری قوم میں بہت سے ایسے لوگ ہیں جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مشن کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور آپ کی تعلیم کے اثر کو محسوس کرتے ہیں۔ اگرچہ ہر مذہب کے لوگوں نے آپ کے متعلق اچھی رائے دی ہے مگر چند ایک ہندوؤں کے نام کا اظہار کرتا ہوں جو حضرت محمد صاحب کے مشن کی خوبیوں کو خوب اچھی طرح جانتے اور سمجھتے ہیں جیسے سروجنی نائیڈو، لالہ لاجپت رائے، مہاتما گاندھی، مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی اور پنڈت موتی لعل نہرو وغیرہ۔"

سرپی سی راما سوامی آئر مدراس لکھتا ہے:

"پیغمبر اسلام ایک باعمل انسان اور بہت بڑے شہری تھے اُن کی سچائی کی پیاس کو سوائے وحی الٰہی کے اور کوئی چیز نہ بجھا سکتی تھی۔ انہوں نے اپنی قوم کو اپنی زندگی میں مہمل فلسفہ کی کبھی تعلیم نہیں دی بلکہ مصیبت اور دکھوں میں سینہ سپر رہنے کا اصول اُن کی زندگی کا جزو بنا دیا۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیشہ رواداری کی تعلیم و تلقین کی وہ ہمیشہ عالمگیر اتحاد کے حامی رہے۔"

بدھ مت کے عظیم راہنما مانگ تونگ لکھتے ہیں:

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ظہور بنی نوع انسان پر خدا کی ایک رحمت تھا لوگ کتنا ہی انکار کریں مگر آپ کی عظیم الشان اصلاحات سے چشم پوشی ممکن نہیں ہے۔ ہم بدھ دھرم کے ماننے والے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بے حد محبت رکھتے ہیں اور آپ کا انتہائی احترام کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے برما میں ہمارے تعلقات مسلمانوں سے بہت زیادہ بہتر ہیں۔"

مسٹر کے ایم منشی گورنر یوپی لکھتے ہیں:

Marfat.com

"نسل، رنگ، قومیت اور مذہب کے ہاتھوں مختلف ٹکڑوں میں بٹی ہوئی دنیا کو آج بھی رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی تعلیم کی ضرورت ہے۔ تمام انسانوں کو برابری کے حقوق اور مواقع حاصل ہونا چاہئیں۔ رسول کریم کے اس پیغام کو ہمارے ملک کے دستور اساسی میں جگہ دی جائے۔"

پنڈت گووند بلبھ پنت سابق وزیر حکومت ہند لکھتے ہیں :

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی تعلیم کسی ایک ملک یا قوم کے لئے نہیں تھی بلکہ آپ کا پیغام ساری دنیا کے لئے تھا۔ آپ نے اتحاد، بھائی چارہ اور انسانی ہمدردی کے اصولوں پر زور دیا۔ میں اس مہم بالشان ہستی کو ہدیۂ عقیدت پیش کرتا ہوں۔"

ٹھاکر حکم سنگھ وزیر صنعت و حرمت یوپی لکھتے ہیں :

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) نے بنی نوع انسان کو ایمانداری، امن، اتحاد اور رواداری کا پیغام دیا۔ آج جبکہ تمام دنیا نفاق اور فسادات سے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے دکھائے ہوئے راستہ پر چلنا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔"

پروفیسر رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری لکھتے ہیں :

"میرا اٹل ایمان ہے کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی ہستی بنی نوع انساں کے لئے باعث رحمت تھی۔ پیغمبر اسلام نے تاریخ و تمدن، تہذیب و اخلاق کو وہ کچھ دیا ہے جو شاید ہی کوئی بڑی ہستی دے سکی ہو۔"

لالہ رام لال ورما ایڈیٹر تیج لکھتے ہیں :

"جمہوریت، اخوت، مساوات یہ وہ عطیات ہیں جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) نے بنی نوع انسان کو عنایت کئے اور حقیقت میں

Marfat.com

یہی وہ اصول ہیں جن کی ہر زمانہ اور ہر دور کے معلموں نے اشاعت کی ہے۔"

سوامی آر ایس ٹھاکر مدیر انصاف امرتسر لکھتے ہیں :

"میں منصف مزاج غیر مسلموں سے ضرور عرض کروں گا کہ وہ تعصّب کو بالائے طاق رکھ کر ایک دفعہ عرب کی اُس وقت کی تاریخ کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ عرب قوم کس طرح دنیا بھر کی بُرائیوں میں مبتلا تھے۔ نہ اُن کا دھرم تھا نہ ایمان نہ اخلاق تھا نہ کیریکٹر۔ آپ ایسی حالت میں اپنے آپ کو اُن کی اصلاح کے لیئے تیار کریں اور پھر اندازہ کریں کہ آپ کے سامنے کس قدر مشکل کام ہے اور اس کے لئے آپ کو کتنا وقت درکار ہوگا ؟ یہ سب کچھ اچھی طرح ذہن نشین کر لینے کے بعد آپ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے کام پر نظر ڈالیں کہ انہوں نے کس طرح اور کتنے تھوڑے عرصے میں اس قوم کی کایا پلٹ دی۔ آپ نے کس قدر دکھ اُٹھائے ؟ اور مصیبتیں جھیلیں اور سخت سے سخت تکلیف کا سامنا کیا اور پھر یہ سب کچھ کس لیے ؟ عزت کے لیے یا کسی ذاتی غرض کے لیے ؟ آپ اس کا جواب بھی تاریخ سے تلاش کریں اور خاص طور پر اس زمانہ پر نظر ڈالیں جبکہ تمام عرب میں اسلام کا جھنڈا لہرا رہا تھا اور آپ مسلمہ طور پر رسول اللہ تسلیم کر لئے گئے تھے۔ تاریخ کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ اتنا بڑا درجہ اور اتنی بڑی کامیابی حاصل کر کے بھی دنیاوی نقطۂ نظر سے بھی آپ نے کوئی ذاتی فائدہ نہیں اُٹھایا۔ عیش و عشرت کے وسائل بہ سہولت مہیا ہو سکنے کے باوجود بھی آپ کا خانگی ساز و سامان ایک معمولی انسان کے ساز و سامان سے بڑھ کر نہ تھا۔ جب آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلّم) فوت ہوئے ہیں تو آپ کی بیوی حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی شہادت ہے کہ چند صاع جو کے

Marfat.com

بدلے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی زرہ رہن تھی۔ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی شہادت ہے کہ مہینے گزر جاتے اور ہمارے گھر میں آگ نہ جلتی تھی اور جب تک آپ زندہ رہے ہیں گندم کی روٹی بہت کم نصیب ہوئی جب میں ایسی باتیں پڑھتا ہوں تو میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑتے ہیں اور دل تھرّا اٹھتا ہے۔ خلق خدا کی بہتری کے لئے اس سے زیادہ قربانیاں اور کیا ہو سکتی ہیں؟۔"

مسٹر پالٹا اسونا دہم راؤ لکھتے ہیں:

"جب کفار نے مکہ کے مسلمانوں پر زیادہ ظلم شروع کر دیا جس سے مسلمان تنگ آکر مدینہ چلے گئے۔ تھوڑا عرصہ بعد خود آنحضرت بھی وہیں چلے گئے اس واقعہ کو ہجرت کہتے ہیں اور سن ہجری بھی اسی واقعہ سے شروع ہوا ہے لیکن مکہ والوں نے یہاں بھی مسلمانوں کو چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ وہ سالہا سال تک ہزار ہا آدمیوں کے ساتھ مسلمانوں پر حملے کرتے رہے اور خون بہاتے رہے آخر سچائی کو فتح ہوئی اور مسلمانوں نے مکہ فتح کر لیا۔ جب مکہ فتح ہوا تو ہزاروں قیدی پکڑے گئے جن میں ایسے سخت دشمن بھی تھے جنہوں نے آپ کے چچا امیر حمزہ (رضی اللہ عنہ) کا خون بہایا تھا۔ آپ اگر چاہتے تو اُن کو قتل کر دیتے خون کے بدلے میں مکہ کی زمین لال کر دیتے مگر آپ نے سب کو بخش دیا ایسی مثال تاریخ میں نہیں مل سکتی۔"

سوامی بھوانی دیال سنیاسی لکھتے ہیں:

"دوستو! محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلّم) کے سوانح حیات سب کے لئے نمونہ ہیں اور اُن کی تعلیمات سے ہر دھرم اور ہر قوم کے لوگ خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلّم) نے اخوت اور مساوات کی بے بہا تعلیم دے کر دنیا پر

Marfat.com

ایک بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اسلام میں سب سے زیادہ قابلِ تعریف اور خوبی کی بات یہی "برابری اور بھائی چارہ" ہے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو اپنے برابر اور بھائی سمجھتا ہے خواہ اس کی کوئی پوزیشن یا رنگ یا قومیت ہو۔ کالے گورے، امیر غریب ایشیائی افریقی کی اسلام میں کوئی تفریق نہیں۔ میں نے جنوبی افریقہ میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ایک حبشی مسلمان ایک عرب مسلمان کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانا کھا رہا تھا۔ ایسی اخوت اور ایسی مساوات کی مثال کسی اور مذہب میں ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی۔ عیسائی دھرم کا دعویٰ ہے کہ وہ عالمگیر برادری کا علمبردار ہے لیکن یہ بھی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ افریقہ میں گورے عیسائیوں کے گرجے میں کالے عیسائیوں کا داخل ہونا ممنوع قرار دیا گیا ہے اور دونوں کے گرجے علیحدہ علیحدہ ہیں صرف یہی نہیں بلکہ گورے عیسائی اپنی میز پر کالے عیسائیوں کو کھانا کھانے کے روادار نہیں۔"

مسٹر بی ایس کشالیہ لکھتے ہیں :

"بیشک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک سچے پیغمبر تھے۔ سچے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق میرے دل میں جس قدر بدگمانیاں تھیں۔ میں روحِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اُن کی معافی مانگتا ہوں اور علی الاعلان کہتا ہوں کہ آج دنیا میں ایک شخص کی بھی مجال نہیں ہے کہ وہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کیریکٹر پر ایک بھی سیاہ داغ لگا سکے۔ میری درخواست ہے کہ جن بھائیوں نے اسلام کا لٹریچر نہیں پڑھا وہ اسے ضرور پڑھیں کیونکہ وہ زمانہ قریب آگیا ہے جبکہ تم سب کو اسلام کا لٹریچر تلاش کرنا پڑے گا۔"

مسٹر بلڈیو سہا لکھتے ہیں :

Marfat.com

"ہم کو موجودہ زمانے میں چند ایسے خطرات نظر آتے ہیں جن کو اگر آنحضرت کی تعلیمات سے مٹانا چاہیں تو وہ فوراً نیست و نابود ہو سکتے ہیں۔ دنیا کو اس وقت امن و امان کی جس قدر ضرورت ہے گذشتہ زمانے میں نہ تھی۔ آج اگر یورپین طاقتیں گذشتہ جنگوں کا مزہ چکھ نہ چکی ہوتیں تو پھر سے لڑنے مارنے پر تیار ہو جاتیں اور ہر طرف خون ہی خون کی روانیاں نظر آتیں۔ جمیعۃ الاقوام کی بنیاد اس غرض سے قائم کی گئی تھی کہ آئندہ کے لئے دنیا میں امن و امان کی حفاظت کی جائے۔ کوئی طاقتور کسی کمزور کو نہ ستائے۔ ہر ملک اپنی رعایا کی ترقی و بہبودی میں اپنی طاقت صرف کرے اور دوسری قوم کو زندہ رہنے میں مدد دے اور جنگ کا نام مٹ جائے لیکن عملی حالت یہ ہے کہ یورپ کی طاقتیں ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کر غراتی ہیں۔ اپنی بحری و بری طاقتوں کے بڑھانے میں مصروف ہیں۔ اپنی رعایا کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ رہی ہیں۔ اگر ان اقوام کو قرآن کی تعلیمات سے واقفیت ہوتی اور پیغمبر اسلام کی پاک زندگی کا نمونہ اُن کے سامنے ہوتا تو وہ کبھی اس طرح دست و گریباں نہ ہوتیں اسلام جس کے معنی امن کے ہیں اپنے پیروؤں کو حکم دیتا ہے کہ خود بھی امن سے رہو اور دوسروں کو بھی چین سے رہنے دو۔ اگر کسی مذہب نے امن کو اپنا فرض قرار دیا ہے اور اس کے قیام میں اپنی پوری قوت صرف کی ہے تو وہ مذہب صرف اسلام ہے۔"

بابو مکٹ دھاری پرشاد لکھتے ہیں :

"بے شک اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے لیکن اس کی تلوار لوہے کی نہ تھی بلکہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اخلاق و عفو اور پاکیزہ عادات و خصائل کی تلوار تھی۔ ان بے بہا اوصاف

Marfat.com

اور قیامت تک نہ مٹنے والی سبق آموز تعلیمات کی تلوار نے
گردنیں کاٹیں بلکہ دلوں کو جوڑا اور ایک رشتے میں پرویا۔"

راجہ رادھا پرشاد سنہا لکھتے ہیں :

"ہادیٔ عالم (صلی اللہ علیہ وسلّم) کا ہر قول اور ہر فعل استقامت اور سچائی کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلّم) کی زندگی کا ہر واقعہ انسانی قوت سے باہر معلوم ہوتا ہے۔ اگر حضور رحمۃ للعالمین اور نمونۂ خلق نہ ہوتے تو آج دنیا توحید پرستوں سے خالی نظر آتی وہ کامل و اکمل کتاب جو اپنی تعریف و توصیف میں لاریب فیہ کا زبردست استدلال رکھتی ہے اس عدیم النظیر اور فقید المثال ہستی کے اخلاقی محامد پر انک لعلی خلق عظیم کی مہر تصدیق ثبت کر رہی ہے۔"

مسٹر ٹی آر سنہا (برما) لکھتے ہیں :

"اسلام کا سب سے بڑا تحفہ ایک خدا کی پرستش ہے، کلمۂ توحید، حج، زکوٰۃ، نماز، روزہ اسلام کی وہ خوبیاں ہیں جن سے اسلام تمام دنیا میں پھیل گیا۔"

Marfat.com

باب دہم

ختمِ نبوّت

Marfat.com

Marfat.com

ختمِ نبوّت

مسئلہ ختمِ نبوّت کی اہمیّت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس مسئلہ کا شمار اسلام کے بنیادی واساسی عقائد میں ہوتا ہے جن کا اقرار کئے بغیر کوئی شخص دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا۔ یہ ایسا طے شدہ مسئلہ ہے کہ خود عہدِ رسالت میں مسیلمہ کذاب نے جب نبوّت کا دعویٰ کیا تو حضور کی نبوّت کی تصدیق بھی کی اس کے کاذب ہونے میں ذرا بھی تامّل نہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ شاگردانِ نبوّت یعنی صحابہ کبار رضی اللہ عنہم نے جہاد کرکے اُس اور اُس کے ساتھیوں کو کیفرِ کردار تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد بھی جب اور جہاں اس قسم کے دعوے دار کھڑے ہوئے نہ صرف یہ کہ متفقہ طور پر اُمّت کے نزدیک کاذب قرار پائے بلکہ ہمیشہ ان کا قلع قمع کیا گیا۔

یہ موضوع گرچہ بہت وسیع ہے لیکن بخوفِ طوالت اس کو نہایت مختصر اور جامع طور پر پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی تاکہ اس مسئلہ کے بنیادی پہلو واضح ہوجائیں۔

ارسالِ انبیاء کی حکمت

لفظ نبی کے تین[1] ماخذ ہیں :

۱۔ نباءٌ اس کے معنی خبر دینے کے ہیں یعنی النبی یخبر عن اللہ (نبی اللہ تعالیٰ سے خبر دیتا ہے)

---

[1] شرح مواقف

Marfat.com

۲ - نبوٌ اس کے معنی ہیں رفیع یعنی النبی رفیع عن الناس (نبی کا مقام لوگوں سے بلند ہوتا ہے۔)

۳ - نبیٌ اس کے معنی ہیں طریق، راستہ یعنی النبی طریق الوصول الی اللہ (نبی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ ہے۔)

شرعی اصطلاح میں:

النبی من قال اللہ ارسلنک الیٰ قوم کذا او الی الخلق کافۃ [1]

(نبی وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ فرمائے کہ ہم نے تجھے فلاں قوم یا تمام مخلوق کی طرف بھیجا ہے)

نبی کے اُن ماخذ اور قرآن حکیم کی توضیحات کو مدنظر رکھا جائے تو یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ نبوّت کسبی چیز نہیں کہ ایک انسان ایمان، عبادت اور عملِ صالح میں ترقی کرتے کرتے اس مقام پر پہنچ جائے کہ خدائے قدوس اسے انعام کے طور پر نبوّت سے سرفراز فرما دے اگر ایسا ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر اور بالخصوص خلفائے راشدین اور عشرہ مبشرہ سے بڑھ کر کون اس کا اہل ہو سکتا تھا۔ نبوّت ایک منصب ہے جو سراسر وہبی ہے۔ خُدا خود ہی کسی کو اس منصب کے لئے منتخب فرما لیتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ماں کی گود میں کہہ رہے ہیں کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ اسی طرح تمام انبیاء پر نظر ڈالیئے اللہ جسے نبی بناتا ہے پہلے سے اُس کا انتخاب کر لیتا ہے اور پھر اُس کے بچپن سے لے کر اُس کے اعلانِ نبوّت تک اپنی خاص نگرانی میں اُس کی پرورش کراتا ہے۔ اس منصب پر بھی کسی خاص ضرورت کے تحت کسی کو فائز فرمایا جاتا ہے۔ یونہی تفریح کے طور پر انبیاء نہیں مقرر کئے جاتے۔ جب بھی مخصوص ضرورت مقتضی ہوئی خدا نے انبیاء بھیجے۔ قرآنِ حکیم سے واضح ہوتا ہے کہ صرف ایسی [۴] حالتیں تھیں جن میں انبیاء کو مبعوث فرمایا گیا:

۱ - کسی ایسی قوم میں نبی بھیجا گیا جس میں پہلے کبھی نبی نہیں آیا تھا اور نہ ہی اُسے کسی نبی کی ہدایت پہنچی تھی۔

---

[1] شرح جامی

Marfat.com

۲ - نبی بھیجنے کی ضرورت اُس وقت بھی ہوئی جب گزرے ہوئے نبی کی تعلیم فراموش کر دی یا اُس میں اس قدر لفظی و معنوی تحریفات راہ پا گئیں کہ اصل تعلیم پر عمل کرنا ناممکن ہو گیا۔

۳ - جب گزرے ہوئے نبی کی ہدایت تمام لوگوں کو نہ پہنچی تو تکمیل دین کی خاطر نئے نبی کی ضرورت محسوس کی گئی۔

۴ - بعض اوقات ایک نبی کے ساتھ اُس کی مدد کے لئے دوسرے نبی کی ضرورت پیش آ گئی۔

مندرجہ بالا صورتوں سے قطع نظر کہیں بھی ایسی مثال نہیں ملے گی کہ بلاضرورت نبی بھیج دیا ہو۔ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان یہ تھا کہ :

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا (الاعراف-۱۵۸)

ترجمہ : اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت عالمگیر تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کی رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا گیا تھا اور دنیا کی تمدّنی تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت سے ہر دور میں مسلسل ایسے حالات موجود رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات تمام قوموں کو پہنچتی رہیں اور ہر وقت پہنچ سکتی ہیں۔ اسی لئے الگ الگ قوموں میں انبیاء بھیجنے کی ضرورت منقطع ہو گئی۔ قرآن حکیم اور اُس کے ساتھ حدیث و سیرت کا ذخیرہ اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اپنی اصلی صورت میں آج بھی محفوظ ہیں ان میں مسخ و تحریف ممکن ہی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی کتابِ ہدایت میں ایک لفظ، ایک حرف، ایک نقطہ تک کی کمی بیشی نہیں ہوئی اور نہ قیامت تک ہو سکتی ہے۔ اس کی حفاظت اُس ذات نے اپنے ذمہ لی ہے جس سے بڑا کوئی محافظ نہیں :

Marfat.com

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجر-۹)

ترجمہ: بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

اس عالمگیر کتابِ ہدایت کی حفاظت کا اتنا اہتمام کیا گیا کہ اوراق کے ساتھ ساتھ لاکھوں مسلمانوں کے سینوں میں بھی اسے محفوظ کر دیا گیا۔ اس طرح تحریف لفظی تو دور کی بات ہے، زبر زیر تک کے تغیّر کا بھی احتمال نہیں رہتا۔ اس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قول و عمل سے جو ہدایت دی وہ بھی اس طرح محفوظ ہے کہ ہر زمانہ میں ہر مسلمان یہ محسوس کر سکتا ہے جیسے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات آج بھی اُس کے سامنے موجود ہے۔ ان حالات میں کسی نئے نبی کی آمد کی ضرورت کہاں باقی رہتی ہے۔ پھر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور تعلیمات پر ہی تکمیلِ دین کا اعلان فرما دیا گیا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط المائدہ-۳

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

تکمیل دین کے اس واضح اعلان کے بعد نئی نبوّت کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ مدد اور تعاون کے لئے اگر نبی بھیجنے کی ضرورت ہوتی تو اپنی سنت ثابتہ کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں آپ کے ساتھ کوئی نبی، خدا مقرر کر دیتا مگر ایسا نہیں کیا گیا اور نہ ہی ایسا کرنے کی ضرورت تھی۔

یہی وجہ ہے کہ پوری اُمّت کا سلف سے خلف تک یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ختمی المرتبت ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا، پھر یہ عقیدہ یونہی استنباطات پر قائم نہیں۔ قرآن کریم کی نصوص صریحہ اور احادیث صحیحہ کی بے میل

Marfat.com

اور غیر مبہم وضاحتیں اس کی بنیاد ہیں۔

قرآن حکیم اور عقیدۂ ختم نبوّت

سلسلۂ ایمان کی مختلف کڑیوں کی وضاحت کرتے ہوئے یہ فرمایا گیا:

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ ج (البقرۃ - ۴)

ترجمہ: اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور تم سے پہلے اُترا۔

ایک اور مقام پر ہے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ (النسآء - ۱۶۲)

ترجمہ: اور ایمان والے ہیں وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور تم سے پہلے اترا۔

ایمان کا مطالبہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ط (النسآء - ۱۳۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! ایمان رکھو اللہ اور اللہ کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اپنے ان رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو پہلے اتاری۔

ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے:

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ ج (الزمر - ۶۵)

ترجمہ: اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف۔

یہ چند آیات مقدسہ بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کی گئی ہیں وگرنہ بہت سے مقامات پر کم و بیش انہی الفاظ کو دہرایا گیا ہے۔ ان آیات میں آپ پر اور آپ

Marfat.com

سے پہلے انبیاء پر نزولِ وحی کا ذکر ہے۔ مگر کہیں آپ کے بعد آنے والوں پر نزولِ وحی کا اشارہ تک نہیں کیا گیا۔ مقصود یہی منوانا تھا کہ انبیاء اپنی طرف سے بات گھڑ کر اللہ سے منسوب نہیں کر دیتے تھے بلکہ ان کا خدا سے رابطہ تھا اور خدا کی نازل کردہ رہنمائی لوگوں تک پہنچاتے تھے اگر یہ رہنمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی جاری رہنا تھی تو آخر کیا ہے کہ کہیں اس کا معمولی سا اشارہ بھی نہیں کیا گیا۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو من قبلك کے بعد من بعدك کہہ دینے سے آخر کونسا امر مانع تھا بلکہ انبیائے سابق کی نسبت انبیائے لاحق کا ذکر زیادہ شد و مد سے کیا جانا چاہیئے تھا کیونکہ انبیائے سابق پر ایمان مجمل کفایت کرتا ہے۔ اس کے برعکس لاحق کے متعلق ایمان کا معاملہ ابھی درپیش تھا اس لئے پیش رسی کے طور پر اس کا ذکر زیادہ ضروری تھا۔ انبیائے سابق بھی تو آخر ایک آنے والے کی خبر دیتے رہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی آنے والے کا امکان ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اس کا ذکر ضرور کرایا جاتا۔ قرآن اعمال میں تو فروعات مثلاً غسلِ جنابت اور تیمم وغیرہ کے مسائل بڑی وضاحت سے بیان کرتا ہے پھر وہ ایمان کے سلسلہ میں کیسے اُس چیز کو نظر انداز کر سکتا ہے جو عمل کی موقوف علیہ ہے اور ایمان کا اہم ترین جزء ہے۔ یہ قرآن کے اُس دعویٰ کے سراسر منافی ہے کہ یہ کتاب ہادی، رحمۃ، تبیان کل شئ اور تفصیلاً کل شئ ہے۔

خاتم النّبیّنؐ خدائے قدوس کا ارشاد ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ الاحزاب ۴

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

شانِ نزول حضرت زید حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے غلام تھے انہوں نے اس غلام لڑکے کو حضور کے حوالے کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا

Marfat.com

اور جب انہوں نے بتایا کہ ان کا کوئی اور ٹھکانہ نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے قدموں میں رہنا چاہتے ہیں تو آپ نے انہیں منہ بولا بیٹا بنا لیا۔ پھر اُن پر نوازشات و اکرام کی مزید بارش یہ کی کہ اپنی پھوپھی زاد بہن زینب رضی اللہ عنہا سے ان کا نکاح کر دیا۔ سوئے اتفاق سے شادی کامیاب نہ ہو سکی اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے خانگی حالات سے مجبور ہو کر طلاق دے دی۔ اس کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کر لیا۔ عرب میں یہ غلط عقیدہ عام تھا کہ منہ بولے بیٹے کو اصل بیٹے کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔ منافقین کو اس اعتقاد کے سہارے یہ پروپیگنڈہ کرنے کا موقع مل گیا کہ حضور نے معاذ اللہ اپنی بہو سے شادی کر لی ہے اور اس طرح خود اپنے ان احکام کی خلاف ورزی کی ہے جن میں بتایا گیا تھا کہ اپنے بیٹوں کی بیویوں سے شادی حرام ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور اس سلسلہ میں اس غلط عقیدہ کی تردید کی گئی کہ منہ بولا بیٹا بھی اصلی اور صلبی بیٹے کی حیثیت رکھتا ہے۔

سیاق وسباق

یہ آیت سورۂ احزاب کے پانچویں رکوع میں ہے۔ سلسلۂ کلام منافقین کے اسی اعتراض سے شروع ہوا ہے۔ جواب میں خدا فرماتا ہے کہ نبی پر جو کام اللہ تعالیٰ فرض کر دے اس کی ادائیگی سے اُسے دُنیا کی کوئی قوت نہیں روک سکتی۔ نبی لوگوں سے نہیں ڈرتے صرف خدائے واحد سے ڈرتے ہیں اور ہمیشہ ان کا یہی عمل رہا ہے کہ وہ خدا کا پیغام بلا خوف لومتہ لائم انسانوں تک پہنچا دیں اور اس کے احکام پر ہر صورت میں پہلے خود عمل کر دکھائیں گویا یہ نکاح نبی کی ذاتی خواہش کا نتیجہ نہیں بلکہ خدا کے حکم کی بجا آوری ہے اس کے بعد آیت محولہ بالا درج ہے۔

آیت کے مختلف اجزاء کی وضاحت

منافقین کا پہلا اعتراض یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بہو سے شادی کر لی ہے حالانکہ خود آپ کی شریعت میں بیٹے کی منکوحہ باپ پر حرام ہے۔ اس کا جواب دیتے ہوئے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ (الاحزاب - ۴۰)

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔

ایک ضمنی بحث

کسی ذہن میں یہ خدشہ پیدا ہو سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد نرینہ تھی پھر یہ کیوں کہا گیا؟ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ رجل مرد بالغ کو کہتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد نرینہ کا بچپن میں انتقال ہو گیا تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ آپ کی عترت ہیں اولاد نہیں۔ دوسرے جس وقت یہ آیت نازل ہوئی حضرت قاسم، حضرت طیب اور حضرت طاہر رضی اللہ عنہم انتقال فرما چکے تھے۔ حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے بعد میں پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

خیر یہ تو ایک ضمنی بحث تھی اصل بات یہ تھی کہ منافقین کے اعتراض کا خدا نے جواب دیا کہ بتاؤ تو بھلا جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کس مرد کے باپ ہیں؟ جب ان کا کوئی بیٹا ہی نہیں تو پھر اعتراض ہی کہاں رہ جاتا ہے یعنی جس شخص کی مطلقہ سے نکاح کیا گیا وہ بیٹا ہی کہاں کہ اس کی مطلقہ سے نکاح حرام ہوتا۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں یہ اعتراض بھی تھا کہ چلو منہ بولے بیٹے کو صلبی بیٹے کا درجہ حاصل نہ سہی مگر اس کی مطلقہ سے نکاح زیادہ سے زیادہ جائز کہا جا سکتا ہے کوئی فرض تو نہیں کہ آپ نے اس کی ادائیگی ضروری سمجھی۔ اس کا جواب بھی یہ کہہ کر دے دیا گیا۔

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ

ترجمہ: ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے

لٰكِنْ کی وضاحت

لفظ لکن استدراک کے لئے آتا ہے اس کے ماقبل اور مابعد میں مناسبت ضروری ہے۔ جیسے کہا جائے زید نہیں آیا لیکن بکر آیا ہے یہ جملہ درست ہے کیونکہ زید اور بکر میں صریح مناسبت ہے۔ اس آیت میں لکن کے ماقبل میں باپ ہونے کی نفی کی گئی

Marfat.com

ہے اور بعد میں رسالت کا ثبوت پیش کیا گیا ہے۔ بظاہر ابوت اور رسالت میں کوئی مناسبت نہیں مگر باریک بینی سے دیکھا جائے تو ایک طرح کی مناسبت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے جسمانی باپ نہیں روحانی باپ ہیں اور یہ ابوت قیامت تک باقی رہے گی۔ قرآن حکیم کی یہ آیت اسی کی تائید میں ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ (الاحزاب - ۶)

ترجمہ: یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔

صاف ظاہر ہے کہ جب حضور کی ازواج مسلمانوں کی مائیں ہیں تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم لامحالہ روحانی باپ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین کے دوسرے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہا گیا ہے ولٰکن رّسول اللہ (ہاں اللہ کے رسول ہیں)

خاتم النبیین پھر فرمایا گیا وہ خاتم النبیین ہیں چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اس لئے یہ بہت ضروری تھا کہ جاہلیت کی یہ رسم بد آپ خود ہی ختم کر کے جاتے، اس کے بعد فرمایا:

وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۧ

ترجمہ: اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

یعنی اللہ نے نبی کو یہ حکم دیا تو وہ جانتا تھا کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اس رسم کا خاتمہ کیوں ضروری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک تو کوئی نبی نہیں آئے گا۔ دوسرے کوئی شخصیت ایسے تقدس کی حامل نہیں ہوگی کہ لوگ اُس کے فعل کو اسوۂ حسنہ اور سنت مقدسہ سمجھ کر اس پر عمل کریں۔

یہ آیت ختمِ نبوّت کے معاملہ میں نصِ قطعی ہے اور رکیک تاویلات کے

Marfat.com

ذریعہ اس کی قطعیت ختم کرنے کی کوشش ناکام اور ناپاک جسارت ہے۔

لفظ خاتم، لغت کی روشنی میں

آیئے اب ذرا لفظ خاتم کے معنی لغت میں دیکھ لیں:

۱۔ اَلْخَاتَمُ وَ الْخَاتِمُ عَاقِبَهُ کُلّ شَیْءٍ (اَلْمُنْجِد)
(ہر چیز کے آخر کو خاتم و خاتِم کہتے ہیں)

۲۔ خَاتِم ـــــ مُہر، انگوٹھی، پایان کار
خَاتَم ـــــ آخر ہر چیز، پایاں آں و آخرِ قوم (منتھی الارب)

مفردات القرآن، صراح، قاموس، تہذیب (ازہری)، لسان العرب، تاج العروس، مجمع البحار، صحاح العربیہ اور کلیات ابی البقا میں خَاتِم و خَاتَم کے معانی تقریباً ایک جیسے دیئے گئے ہیں۔ ان تصریحات کی رُو سے آیت زیرِ بحث میں خاتم النبیّن کے معنی آخر النبیّن کے ہیں۔

ختمِ نبوّت اور احادیث

قرآن اور لغت کی وضاحتوں کے بعد حاملِ قرآن سے خاتم النبیّن کا مفہوم پوچھیئے۔ اس سلسلہ میں سینکڑوں احادیث وارد ہوئی ہیں۔ بخوفِ طوالت صرف چند احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کرتے تھے ایک نبی کی وفات پر دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا بلکہ خلفاء ہوں گے[1]

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث شفاعت میں منقول ہے کہ جب لوگ تمام انبیاء کے پاس سے ٹھوکریں کھاتے پریشان حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ نے آپ

---

[1] بخاری کتاب المناقب

Marfat.com

کے اگلے پچھلے تمام ذنوب کو معاف کر دیا ہے[1]

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسے ہے جیسے ایک شخص نے بڑی ہی خوبصورت عمارت بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی تھی لوگ اس کے گرد پھر کر اسے دیکھتے اور تعمیر کی خوبی دیکھ کر دنگ رہ جاتے مگر کہتے تھے اس جگہ اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔[2]

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت بخشی گئی۔ مجھے مختصر اور جامع بات کہنے کی صلاحیت ودیعت کی گئی، مجھے رعب و دبدبہ سے نصرت دی گئی۔ میرے لئے غنیمت میں ہاتھ آنے والے مال حلال کئے گئے۔ میرے لئے پوری زمین کو مسجد بنایا گیا اور پاکیزگی حاصل کرنے کا وسیلہ بھی۔ مجھے تمام لوگوں کے لئے رسول بنایا گیا اور مجھ پر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا[3]

۵۔ اس چیز کی مزید وضاحت ان الفاظ میں کی گئی:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ نبی[4]

۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں۔ میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعے کفر محو کیا جائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ میرے بعد لوگ حشر میں جمع کئے جائیں گے۔ میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو[5]"

۷۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو (مگر ان کے زمانے میں دجال نے خروج نہ کیا۔) اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمّت ہو اس لیے لازماً اُسے تمہارے

[1] بخاری، ترمذی [2] بخاری [3] مسلم، ترمذی [4] ترمذی، مسند احمد [5] ترمذی، مؤطا امام مالک، مستدرک للحاکم

Marfat.com

اندر ہی خروج کرنا ہے[1]"

۸۔ حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سنا حضرت عبداللہ بن عمرو عاص رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکل کر ہمارے پاس اس انداز میں تشریف لائے گویا آپ رخصت ہونے والے ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا میں محمد نبی امی ہوں پھر فرمایا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں[2]"

۹۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے امکان تک کو رد کرتے ہوئے فرمایا:
اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا[3]"

۱۰۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا "میرے ساتھ تمہاری نسبت اس طرح ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کی تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں[4]"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی علم تھا کہ آپ کے بعد مدعیان نبوّت آئیں گے اس لئے آپ نے اُن کے فتنہ سے بچنے کی اُمت کے سامنے بار بار وضاحت فرمائی۔

۱۱۔ ثوبان سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا میرے بعد نبوّت کے تیس جھوٹے دعویدار ہوں گے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں[5]

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ قرآن، حدیث، لغت، تفسیر، اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اور اجماع اُمت کی رُو سے نبوّت ختم ہو چکی ہے اور حضور کے بعد کسی نبی کے آنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ جو شخص ظلّی بروزی کے گورکھ دھندوں کی نقاب پہن کر نبوّت کا دروازہ کھولنا چاہتا ہے وہ دجال اور کذاب ہے۔

عقل کی عدالت میں

اب ہم سارا معاملہ عقل کی عدالت میں پیش کرتے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر کے انبیاء مخصوص قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور ان کی نبوّت

---

[1] ابن ماجہ [2] مسند احمد [3] ترمذی [4] بخاری و مسلم [5] ابوداؤد

Marfat.com

وقتی ہوتی تھی اس لئے ہر جانے والا نبی کسی آنے والے کی بشارت سنا کر جاتا تھا۔ چونکہ انکی نبوّت ایک مخصوص وقت تک کے لئے ہدایت ہوتی تھی اس لئے ان انبیاء کی کتب کو محفوظ نہیں کیا گیا اس لئے وہ انسانی ہاتھوں کی دست برد سے نہ بچ سکیں اور ان میں بے شمار تحریفات ہوگئیں ان کے برعکس حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پوری نسل انسانی کے لئے جامع، کامل اور اکمل ہدایت لے کر آئے اور اس ہدایت کو قیامت تک کے لئے محفوظ کیا گیا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری خدائے قدوس نے اپنے ذمہ لے لی۔ کتاب کے ساتھ ساتھ کتاب پر عمل کے لئے سنت بھی محفوظ کر لی گئی پھر آخر کس بات کے لئے نئے نبی کی ضرورت ہوتی۔ اعمال خلق کی اصلاح کے لئے مصلحین تو آسکتے ہیں اور آتے رہیں گے مگر نبوت کی ہدایت مکمل صورت میں موجود ہے۔ اس لئے کسی نبی کی ضرورت قطعی طور پر خلاف عقل ہے۔

کتاب ہدایت میں واضح طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النّبیّن کہا گیا۔ حضور نے خود اس کی بار بار تصریح کی کہ آپ پر نبوّت ختم ہوگئی ہے اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ سلف سے خلف تک تمام اُمّت کا اس پر اجماع رہا۔ عقل تصوّر ہی نہیں کر سکتی کہ یہ سب لوگ آیت کا غلط مطلب سمجھتے رہے اور پھر یہ غلطی ایسی تھی کہ مختلف مقامات پر بسنے والے اور مختلف زبانوں میں پیدا ہونے والے ان تمام نیک نفس لوگوں نے اس کا مرتکب ہونے پر ایکا کر لیا (نعوذ باللہ) غور کیجئے تو یہ بات سراسر خلاف عقل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ اعلانِ نبوّت سے قیامِ قیامت تک سب لوگ اُمّت دعوت کہلاتے ہیں۔

۲۔ اعلانِ نبوّت سے قیامِ قیامت تک سب ایسے لوگ جو آپ کی دعوت قبول کر کے اسلام کے دامنِ رحمت میں آگئے اُمّت اجابت میں شامل ہیں۔

Marfat.com

قیامِ قیامت سے پہلے وہ وقت بھی آئے گا کہ شریعت محمدی ساری دُنیا میں نافذ ہوگی اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام ادیانِ عالم پر غالب آجائے گا۔ اس طرح ساری دنیا اُمّت اجابت میں شامل ہوجائے گی اور اگر کچھ لوگ اس سے باہر ہوئے تو بھی وہ اسلام سے مغلوب ہوں گے اور ذمی ہوکر جزیہ ادا کریں گے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے پڑے برا مانیں مشرک۔

آیت محولہ بالا کی تفسیر ترجمان القرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں یہ ہے:

بالهدی بالتوحید ویقال بالقرآن شهادہ ان لا الہ الا اللہ لیظهرہٗ علی الدین کلہٖ علی الادیان کلها فلاتقوم الساعۃ حتّٰی لایبقیٰ احد لادخل فی الاسلام او ادنیٰ الیهم الجزیۃ[1]

(بالہدی سے مراد بالتوحید ہے اور قرآن سے توحید کی گواہی، لیظہرہٗ علی الدین کلہٖ کا مطلب ہے کہ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک دین اسلام تمام ادیانِ عالم پر غالب نہ آجائے حتیٰ کہ کوئی ایک بھی ایسا نہیں رہے گا جس نے اسلام قبول نہ کیا ہو یا جو ذمّی بن کر جزیہ ادا نہ کرے۔)

اس سے ثابت ہے کہ اُمّتِ محمدیہ قیام قیامت تک باقی رہے گی پھر نیا نبی کس اُمّت کی طرف مبعوث ہوگا۔ نبی یونہی دنیا کی سیر و سیاحت کی غرض سے

---

[1] تفسیر ابن عباس

Marfat.com

تو نہیں آجاتا وہ تو قوم کی طرف اللہ کی طرف سے ہدایت لے کر آتا ہے مگر جب قیامت تک اُمت محمدیہ موجود رہے گی پھر نیا نبی کیا کرے گا۔

غرضیکہ عقلی و نقلی دلائل سے ختم نبوّت ایک مسلّمہ کی طرح ثابت ہے اور یہ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے اس میں تاویل کر کے اپنی یا کسی اور کی گنجائش نکالنے والا کسی صورت میں بھی مسلمان نہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

باب یازدہم

محبّتِ مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے

Marfat.com

Marfat.com

محبتِ مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اونرسیدی تمام بولہبی است! (اقبالؔ)

جناب سرورِ کائنات، خلاصۂ موجودات، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دین اور ایمان کی بنیاد ہے۔ اسلام کی صحیح تعلیم، خدا کا صحیح تصوّر اور قرآن کی صحیح دعوت، صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ہم تک پہنچی ہے اور خُدائے لم یزل ولایزال پر ایمان لانے والے رہتی دنیا تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس احسان عظیم سے سبکدوش نہیں ہو سکتے کہ آپ نے اپنے خالق سے انہیں روشناس کرایا۔ آپ نے ہمیں وہ طریق زندگی دیا جس کی اتباع میں پوری انسانیت کی فلاح مضمر ہے۔ آپ کے ظہور نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔ خُدا کے نافرمان خاسر و نامراد ہوتے اور اللہ کے بندوں کو سکون و اطمینان نصیب ہوا۔ ظلم و عدوان اور عصیان و طغیان کی ظلمتیں مٹ گئیں۔ خُدا اور اس کے بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ پھر سے استوار ہوگیا اس احسان کا زیادہ سے زیادہ بدلہ ہم یہی ادا کر سکتے ہیں کہ محبوبِ خُدا سے محبت کریں۔ اپنی تمام تمنائیں اور آرزوئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے عشق پر نچھاور کر دیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا آپ کو خدا زیادہ پیارا ہے یا

Marfat.com

محبوبِ خُدا ؟ آپ نے فرمایا۔ محبوبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ کیونکہ ہم نے خُدا کو اُنہی کے ذریعے پایا ہے وہ آئے تو خُدا ملا ورنہ وہ ازل سے موجود تھا۔
علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے ؎

معنی حرفِ کنی تحقیق اگر
بنگری با دیدۂ صدیق اگر
قوتِ قلب و جگر گردد نبی
از خُدا محبوب تر گردد نبی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا احسان بنی نوعِ آدم پر اس درجہ ہے اور آپ کا مقام ایسا رفیع و وقیع ہے کہ ایک انسان خدا کا انکار کر سکے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں کر سکتا ؎

می توانی منکرِ یزداں شدن
منکر از شانِ نبی نتواں شدن

تمام کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے نُور سے قیمت پاتی ہے اگر آپ کا وجود نہ ہوتا تو یہ کائنات ہیچ اور ناکارہ ہوتی ؎

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو
آنکہ از خاکش بروید آرزو
یاز نُورِ مصطفٰے اورا بہا است
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفٰے است

عشق و محبت کی دنیائے کیف و سرور میں محبوبِ حقیقی تو خُدائے وحدہٗ لاشریک ہی کی ذات ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس حسنِ ازل کے مجرد تصور سے محبت کیونکر کی جا سکتی ہے۔ انسانی ذہن لاکھ فکری کاوشوں کے باوجود بھی یہ سمجھنے سے عاری رہا ؎

خوگرِ پیکر محسوس تھی انسان کی نظر
مانتا پھر کوئی ان دیکھے خُدا کو کیونکر

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ اگر اس کی ذات سے محبت کے طلبگار ہو تو اس پیکرِ حسن و جمال کے عشق میں ڈوب جاؤ جس کے وجودِ اقدس کی چلمن سے خود حُسنِ ازل جھانک رہا ہے اس کی ذات خُدا کی ذات کی مظہر ہے کیونکہ :

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ج (الانفال-۱۷)

ترجمہ: "اور اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔"

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ط يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ج (الفتح-۱۰)

ترجمہ: "وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔"

ان آیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کو اللہ نے اپنی ذات سے منسوب کر کے اس حقیقت سے پردہ اٹھا دیا کہ اگر مجھ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میرے محبوب سے محبت کرو۔ حضور علیہ السلام نے انہی آیات کی وضاحت ان الفاظ میں فرما دی :

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ

ترجمہ: "جس نے مجھے دیکھا اُس نے خُدا کو دیکھ لیا۔"

لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِيَّةَ

ترجمہ: "اے محمد! اگر تم نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔"

قرآن حکیم میں جا بجا وضاحت کی گئی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ کی اطاعت، محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اللہ سے محبت۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی اللہ کی مرضی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی اللہ کی خوشی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی اللہ کی ناراضی۔ بلکہ دُنیا والوں کو یہ آداب تک سکھائے گئے کہ اس

Marfat.com

پیکرِ مجسمہ محبوبیت کی بارگاہِ اقدس واعظم میں حاضر ہوتے ہو تو جان لو کہ :

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَاتَشْعُرُوْنَ ۝

(الحجرات - ۲)

ترجمہ: "اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔"

اِن آیاتِ خداوندی پر ذرا ایک مرتبہ پھر نظر ڈالیئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آپ کی آواز سے اپنی آواز بلند کرنے والے کو یہ وعید سنائی گئی کہ ایسا کرنے سے تمہارے زندگی بھر کے اعمالِ حسنہ ضائع ہو جائیں گے۔ اِن آیات کریمہ کے نزول کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ "اے اللہ کے رسول! قسم ہے مرتے دم تک آپ سے اس طرح بات کروں گا جیسے کوئی سرگوشی کرتا ہے۔ جناب ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ بلند آواز سے بات کرنے کے عادی تھے۔ مگر انہوں نے اپنی آواز بالکل پست کر دی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس قدر پست اور آہستہ بولنے لگے کہ بعض اوقات دوبارہ پوچھنے کی نوبت آتی اس عظمت مآب کی حقیقی عظمت کے متعلق اندازہ کرنا ہو تو ذرا اس آیت پر نظر ڈالیے :

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ (الاحزاب - ۵۶)

ترجمہ: "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔"

Marfat.com

دیکھئے اس آیت سے حبیبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و منزلت کس طرح اُبھر کر سامنے آرہی ہے۔ کائنات میں آپ کی ذات کو ایسی مرکزیت دی گئی ہے کہ تمام ملائکہ بلکہ خود خدا کی ذات، فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہی ہے اور مسلمانوں سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ بھی آپ کی ذات پر درود بھیجیں اور کیوں نہ ہو وہ ہے جو سراپا رحمت اور مجسم شفقت!

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (الانبیاء - ۱۰۷)

ترجمہ: "ہم نے تجھے ہر دو جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔"

کون ہے جو ایسے محبوب محب نواز پر جان قربان کرنے کے لئے تیار نہ ہو؟

سوچنا یہ ہے کہ اس عشق کے تقاضے کیا ہیں؟ کیا یہ محبت محض زبانی اقرار تک ہی کافی ہے یا وہ کچھ اور مقتضیات بھی رکھتی ہے؟ آپ جانتے ہیں کہ عشق کا اوّلین تقاضا اپنی ذات کو محبوب کے حوالے کر دینا ہے محبت مکمل خود سپردگی مانگتی ہے۔ محبوب کے رنگ میں رنگ جانا ہی عشقِ حقیقی کا ثبوت ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے!

وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

(الحشر - ۷)

ترجمہ: "اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمادیں وہ لو اور جس سے منع فرمادیں باز رہو۔"

اس آیت مقدسہ میں تو مسلمانوں سے یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنی مرضی کو رسول کی مرضی کے تابع بنا دیں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے!

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (آل عمران - ۳۱)

ترجمہ: اے محبوب! تم فرماؤ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ۔ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا

Marfat.com

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

ان آیات سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ محبت اسی کی مقبول ہے جس نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا طوق اپنی گردن میں ڈال رکھا ہو ؎

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خُدا کے دامن

پھر غور کیجئے کہ خُدا نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا کتنا عظیم صلہ مقرر فرمایا ہے کہ وہ مطیعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی محبت سے نواز دے گا۔ اس سے بڑا انعام اور کیا ہو سکتا ہے؟ یہ وہ مقام بلند ہے جسے دُنیا کی تمام عظمتیں للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتی ہیں۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا مکمل اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ (النّآء ـ ٦٥)

ترجمہ: تو اے محبوب! تیرے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑوں میں تمہیں حکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرماؤ اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔"

اِس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک مسلمان اور یہودی کا کوئی جھگڑا تھا۔ مقدمہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضور علیہ السلام نے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ مگر مسلمان نے باہر آکر کہا کہ یہ فیصلہ ٹھیک سہی لیکن جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی پوچھ لیتے ہیں۔ یہودی رضا مند ہو گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا پہلے بھی یہ مقدمہ پیش کیا ہے؟ انہیں بتایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ سنایا ہے مگر مسلمان نے آپ سے

Marfat.com

بھی پوچھنا ضروری سمجھا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو فرمایا۔ میں ابھی اپنا فیصلہ سنائے دیتا ہوں۔ آپ نے فوراً اپنی تلوار کو حرکت دی اور منکر کا سر قلم کر دیا۔ یہ خبر دربارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچی۔ صحابہ میں سے بعض نے کہا۔ عمر رضی اللہ عنہ اپنے جلال کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات مقدسہ نازل فرمائیں اور وضاحت فرما دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے سامنے جو مسلمان سرِ تسلیم خم نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں اُس نے کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ ایمان اس وقت مکمل ہو سکتا ہے جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے معاملات میں حَکم تسلیم کیا جائے اور ان کے ہر حکم کی تعمیل کی جائے۔ داعیانِ عشقِ رسولؐ کے لئے لازم ہے کہ وہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اتباع کریں تبھی ان کے دعویٰ عشق کو سچا کہا جا سکتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک حدیث کے راوی ہیں جس سے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت کا اندازہ ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ؛

"اُس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھ کو اپنے مال، اولاد اور جان سے زیادہ عزیز نہ رکھے۔" (بخاری)

مسلمانوں نے اس ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کہاں تک عمل کیا اس کا جواب تاریخ اسلام سے پوچھیے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا جو عملی ثبوت دنیا کے سامنے پیش کیا پوری دنیا کی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ دُنیا میں انسان کے لئے سب سے زیادہ عزیز جان، مال اور اولاد ہوا کرتی ہے لیکن صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ان چیزوں کو جس طرح ٹھکرایا اس پر عقل بھی حیران ہے اور تاریخ بھی انگشت بدنداں ہے۔ شمع نبوت کے یہ پروانے موت سے کھیل گئے۔ تیر و تفنگ سے لڑ گئے۔ گھر بار لٹا دیئے لیکن محبوب کے نام اور اس کے نظام پر آنچ نہ آنے دی۔ وطن چھوٹ گئے۔ اولاد کے رشتے ٹوٹ گئے۔

Marfat.com

مال و منال جاتے رہے جان پر بن گئی لیکن نسبتِ محبت بڑھتی گئی ان کی محبت ہر مصیبت پر ایسی غالب آگئی کہ راہ محبت کی ہر ابتلاء راحت اور ہر خزاں بہار بن گئی۔ حُسنِ یار میں ایسے کھوئے گئے کہ خود حُسن بن گئے۔ محبوب کی ایسی اطاعت کی کہ اپنی شخصیت ہی بدل دی۔ رضائے یار کا ایسا اہتمام کیا کہ یار سے اپنی رضا کا انعام لیا۔ آیئے اِن پیکرانِ عشق و وفا اور کشتگانِ تسلیم و رضا کی وارفتگیٔ محبت کے کچھ اندازِ محبت دیکھتے چلیں کہ اس تکمیلِ عشق کی داستانِ جمیل سے جہاں حسن و جمالِ مصطفوی کا کچھ اندازہ ہوتا ہے وہاں دیکھنے اور سُننے والوں کے جذباتِ محبت بھی اُبھرتے ہیں۔

ابتدائے اسلام میں جب کہ پرستارانِ توحید کی تعداد صرف اُنتالیس ۳۹ تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسلام کے اعلان و اظہار کی درخواست کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت فرمائی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو لے کر خانہ کعبہ تشریف لے گئے اور تبلیغی خطبہ شروع کیا۔ خطبہ شروع ہونا تھا کہ چاروں اطراف سے مسلمانوں پر کفار ٹوٹ پڑے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اجلال و احترام کے باوجود ان کو اتنا زدوکوب کیا کہ وہ لہولہان ہو کر بے ہوش ہو گئے۔ یہ حملہ اس قدر خوفناک تھا کہ خطرہ تھا کہ اسی اذیت میں آپ جاں بحق نہ ہو جائیں جس روز یہ حادثہ پیش آیا اس روز شام تک آپ پر بے ہوشی طاری رہی۔ شام کو بار بار آوازیں دینے پر کچھ ہوش آیا تو سب سے پہلے جو کلمہ آپ کی زبان سے نکلا وہ یہ تھا کہ:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟"

آپ کی والدہ ام خیر رضی اللہ عنہا جب کھانے کے لیے کچھ لے کر آئیں تب بھی آپ نے یہی فرمایا۔

"حضور صلی اللہ علیہ کا کیا حال ہے؟"

انہوں نے جواب دیا۔ "مجھے ان کی اطلاع نہیں" آپ نے اسی تکلیف کے عالم

Marfat.com

ہیں فرمایا۔ اُمِّ جمیل رضی اللہ عنہا (فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بہن) سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کرو۔ والدہ چونکہ پریشان تھیں فوراً اُمِّ جمیل کو ساتھ لے کر آئیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت فرمایا اور زیارت کے شوق کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"قسم ہے خُدا کی میں جب تک زیارت نہ کرلوں گا کچھ نہ کھاؤں گا۔"

غرض آپ کی والدہ رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لپٹ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی غایت محبت کے ساتھ آپ سے معانقہ فرمایا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اس حالتِ زار کو دیکھ کر آبدیدہ ہوگئے۔

غزوہ اُحد کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت فرمایا۔ ایک صاحب تلاش کے لئے نکلے۔ دیکھا کہ شہدا کے درمیان ایک طرف زخمی پڑے ہیں اور جاں بلب ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسی عالمِ کرب میں انتہائی والہانہ انداز میں فرمایا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا سلام کہنا اور عرض کرنا کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہتر سے بہتر اجر عطا فرمائے اور میری جانب سے مسلمانوں کو یہ پیغام سنانا کہ اگر تمہاری چمکتی ہوئی آنکھوں اور دھڑکتے ہوئے دلوں کی موجودگی میں کفار حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ کے حضور تمہارا کوئی عذر نہیں سُنا جائے گا۔"

یہ کہہ کر راہی خلد ہوگئے۔ رضی اللہ عنہ

غزوۂ احد میں ایک مسلمان خاتون کا بھائی، باپ اور شوہر شہید ہوگئے اُس نے پُوچھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو سلامت ہیں؟ جواب ملا۔ ہاں الحمد للہ بخیر ہیں۔ وہ بے تابانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کو بڑھی اور زیارت کرکے بولی ؎

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا اے شہ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

Marfat.com

سنہ ۶ھ میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے ارادے سے مکہ معظمہ کے لیے روانہ ہوئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بڑی جماعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھی کفارِ مکہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو مشورہ کے بعد طے کیا کہ مسلمانوں کو یہاں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حالات کی تصدیق ہو جانے کے بعد کفار مکہ کو کہلایا کہ یہاں آنے کا مقصد جنگ کرنا نہیں صرف عمرہ کرنا ہے اگر کوئی صورت صلح اور باہمی مفاہمت کی ممکن ہو تو میں اس کے لئے بالکل تیار ہوں۔ بصورت دیگر ہم اس وقت تک لڑیں گے جب تک اسلام غالب آجائے یا ہماری گردنیں سروں سے جدا ہو جائیں۔ غرض مقام حدیبیہ پر پہنچ کر بات چیت کا سلسلہ شروع ہوا۔ بدیں ابن ورقہ پہلے آئے۔ اُنہوں نے گفتگو کی اس کے بعد عروہ بن مسعود ثقفی (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) کفار مکہ کے نمائندہ کی حیثیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دورانِ گفتگو یہ جملہ کہا کہ:

"اگر کفار تم پر غالب آگئے تو یاد رکھو میں تمہارے ساتھ اشراف کی جماعت نہیں دیکھتا۔ یہ اطراف کے کم ظرف لوگ تمہارے ساتھ ہیں۔ مصیبت پڑنے پر سب بھاگ جائیں گے۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ جملہ سنا تو غصہ سے بے تاب ہو گئے اور انتہائی سخت لہجہ میں جواب دیا۔ عروہ جواب الجواب کی بجائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے باتوں میں مشغول ہو گیا اور عرب کے دستور کے مطابق گفتگو میں بطور خوشامد اپنا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کی طرف لے جاتا تھا۔ صحابہ کو یہ امر ناگوار گزرا۔ اسی عروہ کے بھتیجے حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ ہتھیار لگائے پاس کھڑے تھے انہوں نے تلوار کا قبضہ زور سے عروہ کے ہاتھ پر مارتے ہوئے کہا:

"ہاتھ پرے رکھو یہ کیا بدتہذیبی ہے۔"

عروہ جھنجھلا گیا اور گفتگو سے فارغ ہو کر جب واپس ہوا تو کفار سے کہا:

Marfat.com

"میں بڑے بڑے بادشاہوں کے یہاں گیا ہوں۔ قیصر و کسریٰ جیسے سلاطین کے جاہ و حشم کے مناظر میں نے دیکھے ہیں لیکن عقیدت و احترام تعظیم و تکریم کی جو کیفیت میں نے اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھی ہے وہ کہیں نظر سے نہیں گزری لوگ ان کے وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیتے ان کے سامنے بولتے ہیں تو نرم اور مؤدب لہجہ میں۔ ان کے سامنے بیٹھتے ہیں تو نگاہ نیچے کئے ہوئے ان کی داڑھی کا کوئی بال مل جائے تو اس کو جان سے عزیز تبرک سمجھ کر سنبھالت رکھتے ہیں۔ غرض ایسی جماعت جو اپنے آقا سے اس شان اور انداز کی محبت رکھتی ہو میں نے نہیں دیکھی۔" (صحیح بخاری)

اسی موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نمائندہ بنا کر قریش کے پاس بھیجا۔ اسی دوران جب یہ افواہ اڑی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ معظمہ میں شہید کر دیا گیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے موت کے لئے بیعت لی سب نے بصد مسرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ اُدھر کفار کو جب اس بیعت کا علم ہوا تو گھبرا گئے اور فوراً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رہا کر دیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ تعلق بالرسول بھی قابلِ دید ہے کہ جب کفارِ مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم آئے ہو تو خانۂ کعبہ کا طواف کرتے جاؤ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روک دیا جائے اور میں تنہا طواف کروں۔

ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اپنے جان۔ مال اور اولاد سب سے زیادہ عزیز ہے۔ میں جب گھر پر ہوتا ہوں اور آپ کا خیال آجاتا ہے تو اُس وقت تک صبر نہیں ہوتا جب تک حاضر ہو کر زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی نہ کر لوں۔ مجھے رہ رہ کے یہ خیال ستاتا ہے کہ موت جو سب کے لئے مقدر ہے وہ ایک روز بہر صورت آنی

Marfat.com

ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم برگزیدہ پیغمبر ہیں آپ کا مرتبہ حق تعالیٰ کے یہاں بلند ہے آپ بہشت میں بلند درجات پر فائز ہوں گے اور مجھے وہ درجہ نہ ملے گا اس لئے جنت میں آپ کے دیدار سے محرومی ہوگی۔" یہ سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت سنائی:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝ (النسآء - ۶۹-۷۰)

ترجمہ: "اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا۔ یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کافی ہے جاننے والا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت صحابی رضی اللہ عنہ کو سنا دی تب اُنہیں اطمینان ہوا۔ اسی طرح یہ اشکال دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پیش آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی یہ آیت سُنا کر مطمئن و مسرور فرمایا۔

غزوہِ اُحد میں کفار کی شدید یورش کے نتیجہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رخسار مبارک زخمی ہو گیا۔ خود کی کڑیا چہرۂ مبارک میں گڑ گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم لہولہان ہو گئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس جگر گداز منظر کو دیکھ کر دوڑے دوسری طرف سے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے با آواز بلند قسم دے کر فرمایا:

"تمہیں خُدا کی قسم اس سعادت کا موقع مجھے دینا۔"

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے دانتوں سے خود کے حلقے کھینچے جس سے اُن کا ایک دانت ٹوٹ گیا اس کے بعد دوسرا حلقہ نکالا جس سے دوسرا دانت ٹوٹ گیا لیکن حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی مطلق پرواہ نہ کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

چہرۂ مبارک سے خون بہنے لگا تو حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے منہ لگا کر تمام خون چوس لیا اور ایک قطرہ خون بھی زمین تک نہیں آنے دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ:

"جس کے خون میں میرا خون شامل ہو گیا اُس کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی۔"

حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں اپنی والدہ کے ساتھ ننھیال جا رہے تھے راستہ میں ان کے قافلہ کو قبیلہ بنو قیس نے لُوٹ لیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو مکہ کے بازار میں بیچا گیا۔ حکیم ابن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لئے ان کو خرید لیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جب ام المومنین بنیں تو آپ نے حضرت زید کو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کر دیا ان کے والد کو ان کے گم ہو جانے کا نہایت صدمہ تھا وہ شب و روز ان کے فراق میں بے چین اور پریشان رہتے تھے۔ جب اُنہوں نے سُنا کہ زید رضی اللہ عنہ مکہ میں ہیں تو وہ زرِ فدیہ لے کر مکہ معظمہ پہنچے اور دریافت کرتے دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے گزارش کی کہ "آپ عالی نسب اور حرم کے رہنے والے ہیں آپ قیدیوں کو رہا کرتے اور بھوکوں کو کھانا دیتے ہیں ہم اپنے بیٹے کے لئے حاضر ہوئے ہیں ہم پر رحم فرمایئے اور زرِ فدیہ قبول فرما کر زید کو ہمارے سپرد فرما دیجئے۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ "زید کو بلا کر پُوچھ لو اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ کے لے جا سکتے ہو۔" حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اُنہوں نے اپنے والد اور چچا کو پہچان لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ "یہ تمہارے والد اور چچا ہیں۔ جانا چاہو تو بخوشی جا سکتے ہو۔ اگر میرے پاس رہنا چاہو تو میرا حال تم پر عیاں ہے۔" حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ "میں آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے مقابلہ میں کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ آپ میرے باپ بھی ہیں اور چچا بھی۔" حضرت زید رضی اللہ عنہ کے والد اور چچا نے اُن کو سمجھایا۔ "غلامی کو آزادی کے مقابلہ پر پسند کرتے ہو۔" لیکن حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کھُلم کھُلا انکار کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے غایت شفقت و محبت سے حضرت

Marfat.com

زید رضی اللہ عنہ کو گود میں لے لیا اور اپنا بیٹا بنا لیا۔

مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وسلّم حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے وصال کے بعد مدینہ منورہ سے اس لئے باہر چلے گئے کہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی یاد جینے نہیں دے گی۔ اس لئے حجاز تشریف لے گئے۔ ایک مرتبہ رات کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت کی دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں!

"بلال یہ کیا ظلم ہے کہ ہمارے پاس کبھی نہیں آتے؟"

حضرت بلال رضی اللہ عنہ فوراً مدینہ میں حاضر ہوئے یہاں پہنچے تو حضرت حسنین شریفین رضی اللہ عنہم نے آذان کی فرمائش کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے نواسوں کی فرمائش ایسی نہ تھی کہ ٹالی جا سکتی۔ چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آذان پڑھی۔ آذان کا سُننا تھا۔ مدینہ بھر میں کہرام مچ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ کی آذان جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کے کانوں میں پڑی تو سب تڑپ اُٹھے اور روتے ہوئے نکل پڑے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا وصال ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہما پر قیامت ٹوٹ گئی۔ جس اندوہ ناک حالت اور کیفیت سے صحابہ کرام کو دوچار ہونا پڑا اس کی ترجمانی الفاظ میں ممکن نہیں۔ حد ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسا جری اور جگردار انسان اس حادثہ جانکاہ سے یکسر نڈھال ہو گیا۔ فرطِ الم میں تلوار ہاتھ میں لے کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ:

"خبردار کوئی شخص یہ نہ کہنے پائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا وصال ہو گیا ہے ورنہ اس کی گردن اُڑا دوں گا۔"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسے سکتہ میں آ گئے کہ اگلے روز تک قطعاً کچھ نہیں بولے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسے بے حس و حرکت ہو کر بیٹھ گئے کہ جیسے شدتِ غم کا تحمل نہ کر سکیں گے۔ عام صحابہ کی بھی یہی کیفیت تھی۔ ہر شخص اپنے طور پر غم و الم کی وہ کیفیت محسوس کر رہا تھا جس کا احاطہ الفاظ و معانی سے نہیں ہو سکتا۔ اس قیامت خیز حادثہ میں

Marfat.com

صرف ایک شخصیت تھی جو صبر و تحمل کے ساتھ صورت واقعہ کی تہ تک پہنچ رہی تھی وہ گرامی مراتبت اور مجمع مکارم ذات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تھی۔ جنہوں نے اس سراسیمگی کے عالم میں حواس قابو میں رکھتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کو اصل حقیقت سے آشنا فرمایا۔ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کے مجمع میں تشریف لاکر قرآن حکیم کی اس آیت کی تلاوت فرمائی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط الخ (آل عمران-۱۴۴)

ترجمہ: اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے۔"

حق تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی سُن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہما سنبھلے اور صحیح صورتحال کے تحمل کے لئے بادلِ نخواستہ اپنے آپ کو تیار کیا اور زندگی بھر جس صدمہ کا احساس تک کبھی دل سے نہ گزرا تھا حکم خداوندی کی تعمیل میں بالآخر اس کو برداشت کر لیا۔

واقعات کا احاطہ مقصود نہیں ہے سچ تو یہ ہے کہ صحابہ کرام کی پوری زندگی ہی عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے محور پر گھومتی ہوئی ملتی ہے بدر و حنین کی معرکہ گاہوں میں جن خوش نصیبوں نے علمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم کے تحت دادِ شجاعت دی تھی اُن میں سے اکثر وہ تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی محبوب شخصیت سے متاثر ہو کر آپ کے پیغام پر ایمان لائے تھے سابقون الاولون میں سے ایک مرد بھی ایسا نہ تھا جس نے دینِ حق کی تمام جزئیات میں جانے کی ضرورت محسوس کی ہو ان کے لئے اس چشمۂ صدق و صفا کا دعویٰ ہی کافی تھا۔ معراج کا واقعہ عقلِ انسانی کے احاطہ سے باہر نہیں تھا بلکہ عقل کی عین ضد تھی لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایسی چیز تھی جس نے اُنہیں اس واقعہ کی صداقت کا یقین دلایا اور یہ وہ جذبۂ محبت تھا جو اُن کے دل میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات سے وابستہ تھا۔

اہلِ عرب کا خیال تھا کہ اگر کسی کے پاؤں سُن ہو جائیں تو اپنے محبوب کو یاد کرنے سے یہ کیفیت دُور ہو جاتی ہے ایک مرتبہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کے پاؤں سُن ہو گئے تو اُنھوں نے پُکارا یا محمد! تو اُن کی تکلیف دور ہو گئی تمام دُنیا کی تاریخ میں صدیق، عمر، عثمان، علی، خالد، ابوذر اور بلال رضی اللہ عنہم ایسی ہستیاں کسی ملک اور کسی زمانے میں نظر نہیں آتیں۔ یہ انسانیت کے مکمل ترین نمونے تھے ان میں عالم تھے۔ فقیہ تھے سیاست دان تھے اور فاتح تھے لیکن وہ اس سے بھی زیادہ کچھ تھے وہ شمع رسالت پر پروانہ وار اپنی جانیں نچھاور کرنے کے متوالے تھے اُن میں سے ہر ایک کا سینہ حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کی روشنی سے منور تھا یہ محبت ہی ان کی زندگی کی سب سے بڑی رہنما قوت تھی اس محبت کا کرشمہ تھا کہ ان کے اندر ایک خاص جاذبیت تھی ان کی شخصیتوں میں ایک خاص کشش تھی اور ان کی طبیعتوں میں وہ ناقابل اظہار چیز جھلکتی تھی جسے "سوز یا روحانیت" سے تعبیر کیا جاتا ہے خدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے بے پناہ محبت کا اعجاز تھا کہ وہ لوگ جو خطبۂ نبوی سُن کر زار و قطار رویا کرتے تھے اُنھوں نے شام اور روم کی سلطنتوں کو زیر و بالا کر ڈالا تھا وہی آوازیں جو "صوت النبی" سے بلند ہونے کی جرأت نہیں رکھتی تھیں دُنیا کی فضائیں اُن کے نعرہائے تکبیر سے گونج رہی تھیں اور کفر کی سلطنتیں اُن کے نعروں سے تھرتھرا رہی تھیں اور جب تک مسلمانوں کے دل میں عشق کی چنگاریاں سلگتی رہیں وہ ہر میدان میں کامیاب و ظفریاب رہے۔

عہدِ صحابہ کے بعد مسلمانوں میں انحطاط رونما ہوا۔ اس کے متعدد اسباب میں سے بڑا سبب یہی تھا کہ ہمارے ایمان میں وہ حرارت نہ رہی جو خُدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم سے والہانہ وابستگی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ بنو امیّہ اور بنو عباس کے دَور میں اسلامی شعائر کی پابندی بھی کی جاتی تھی۔ مساجد بھی بارونق تھیں۔ حج و زکوٰۃ کا سلسلہ بھی جاری تھا لیکن پھر بھی دُنیائے اسلام ایک لاش تھی جس کے اندر سے روح پرواز کر گئی تھی۔ ایک گھُن تھا جو اندر اُسے کھوکھلا کر رہا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں نے دینِ حق کی شرطِ اوّل کو بھلا دیا تھا۔ آج انسانیت کے اس محسنِ اعظم کی محبت اور پیروی ہی ہمیں سوزِ یقین اور کمالِ جنوں کی لازوال دولت بخش سکتی

Marfat.com

ہے جس کی دنیا کو تلاش ہے۔

قابل مبارک باد ہیں وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے محبوب کو اپنے عشق و شیفتگی کا مرکز بنایا۔ پاک و مطہر ہیں وہ زبانیں جو سرکارِ دو جہاں، باعثِ تخلیق انس و جاں کی مدح و ثنا اور پیروی میں مصروف رہتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی یاد میں کٹنے والی گھڑیاں انسانیت کا حاصل ہیں اور آپ کی محبت میں بلند ہونے والی آہیں دل کی طہارت اور نگاہ کی پاکیزگی ہیں۔ اگر انسان کے پاس اس کی روح سے زیادہ پائیدار شے ہے تو وہ بھی نذرانۂ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے ناکافی ہے۔ بقول مولوی ظفر علی خان ؎

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

Marfat.com

Marfat.com

اصحابِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہم

Marfat.com

Marfat.com

اصحابِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک شخصیت عظمیٰ کا عظیم ترین پہلو یہ ہے کہ وہ شخصیت ساز بھی ہو۔ یہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا معجز نما پہلو ہے کہ آپ نے جو انسان تیار کئے وہ تاریخ کا مثالی سرمایہ ہیں اس لئے ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اصحابِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ناگزیر ہے خود خدا نے اسی اہمیت کے پیشِ نظر ارشاد فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ (الفتح۔۲۹)

قرآن کریم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی کہا ہے وہ ساتھی بھی ایسے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر تمام دنیا کی آسائشوں کو نظر انداز کر دیا۔ گھر بار چھوڑا۔ یگانوں اور بیگانوں سے جنگ مول لی ؎

اذیت، مصیبت، ملامت بلائیں تیرے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ کیا

یہ وابستگانِ دامنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے تھے کہ انہوں نے کسی مقام پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑا۔ سفر و حضر، اور غار و بدر میں ساتھ رہے۔ حتیٰ کہ قبر میں بھی ساتھ ہیں۔ گویا ان حضرات کی زندگیاں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی حیاتِ طیبہ کے اجزاء ہیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مکمل نہ ہوتی اگر قرآنِ حکیم میں صحابہ کے حالات بھی بالتفصیل نہ ملتے۔ اسی مناسبت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ جمیل کے سلسلہ میں زیرِ نظر باب کو ذکرِ صحابہ کے لئے مخصوص کرنا ضروری سمجھا گیا ہے۔

قرآنِ حکیم نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا منصب رسالت یہ بھی بتایا ہے کہ "یُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ" "وہ اپنے رفقاء کو کتاب و

Marfat.com

حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور اُن کی تربیتِ نفس کرتا ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی جو جماعت تیار کی۔ اس جماعت کو قرآن مجید نے " وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ " کہہ کر پکارا۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اور ان کی بنیادی خصوصیت یہ بتائی ہے کہ " اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ " وہ مخالفین کے مقابلہ میں چٹان کی طرح سخت تھے اور باہمد گر نہایت ہمدرد۔ ان ہی کو صحابۂ کبار کہا جاتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب تیرہ سال تک مکہ میں رہ کر نہایت پختہ ایمان والے مسلمانوں کی نہایت معقول جماعت تیار کر دی تھی اس جماعت کو قبولِ اسلام کی وجہ سے جو مصیبتیں اٹھانی پڑیں اُن کی تفصیل کے لئے یہ مقالہ کافی نہیں بس اتنا سمجھئے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنا معمولی قسم کے دلیر کا کام نہ تھا۔ یہ کلمہ وہی شخص زبان سے ادا کر سکتا تھا جس کو ماں باپ سے، بھائی سے، بیٹے سے، بی بی سے، پورے قبیلے سے کٹ جانے کی جرأت ہوتی۔ مال و متاع سے محروم ہونے کی ہمت ہوتی، موت قبول کرنا عرب کے لئے کوئی مشکل کام نہ تھا لیکن طرح طرح کی اذیتوں اور ذلتوں کو سہنے کے لئے تیار ہو کر ایک شخص یہ کلمہ زبان پر لا سکتا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی جو جماعت تیار کی قرآن کریم میں اُن کی تعریف ان لفظوں میں آئی ہے :

لَقَدْ تَّابَ اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَالْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ فِیْ سَاعَۃِ الْعُسْرَۃِ (التوبۃ — ۱۱۷)

ترجمہ : بیشک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں اُن غائب کی خبریں بتانے والے اور اُن مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں اُن کا ساتھ دیا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو جنہوں نے بھی ساتھ دیا اُنہیں قرآن کریم نے مہاجرین کہہ کر پکارا ہے اور مہاجرین میں سے بھی "سابقون الاولون" کا مقام بلند ہے۔ مدینہ کی جماعت کے افراد نے ان مہاجرین

Marfat.com

کو دل وجان سے خوش آمدید کہا اور (قرآن کے الفاظ میں) انہیں خود اپنے پر ترجیح دے کر انہیں مدینے میں بسایا۔ اُن کی اس نصرت اور حمایت کی بناء پر قرآن مجید نے انہیں انصار کے لفظ سے سرفراز فرمایا۔ ہجرت کا سلسلہ اس کے بعد بھی جاری رہا اور قرآن مجید نے ان مہاجرین کو متبعین باحسان (خلوص وصداقت سے اتباع کرنے والے) کہہ کر پکارا جن کا درجہ ہے کہ نہ صرف وہ بلکہ اُن کی پیروی کرنے والے بھی ایسے تھے جنہیں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ (اللہ اُن سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں) کہا گیا۔ دُنیا کا کوئی بڑے سے بڑا بزرگ کیسا ہی عابد وزاہد کیوں نہ ہو ان "سابقون الاولون" (مہاجرین وانصار) کی پیروی کے بغیر اللہ کی رضامندی کبھی حاصل نہیں کر سکتا۔ یہی اگلے مہاجرین وانصار اور پھر ان کے بعد جو لوگ ایمان لا کر صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں شامل ہونے لگے یہ سب بغیر کسی باہمی اختلافِ عقائد وعبادت کے ایک ہی طریقے، ایک ہی راستہ پر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ اسی راستے اور روش کا نام صراط مستقیم بتایا گیا ہے اور اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنّتی فرمایا اور اسی کو قرآن کریم نے سَبِیلِ الْمُؤْمِنِیْنَ کہا اور صاف کھل کر کہہ دیا:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ (النساء - ۱۱۵)

ترجمہ: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔

اللہ کی کتاب اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ۔ یہی تین ذریعے ہیں۔ ہدایت کے یہ تینوں ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتے اور نہ کوئی ان تینوں میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑ کر راہِ ہدایت پا سکتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ

Marfat.com

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی سیرت تاریخ کی کتابوں میں نہ دیکھیئے۔ یعنی ان کے متعلق تاریخی روایات پر اتنا تکیہ نہ کیجئے کیونکہ مؤرخین نے اپنے فرقہ وارانہ جذبات کے تحت بہت سی تہمتیں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر لگائی ہیں۔ صحابہ کی سیرت آپ قرآنِ کریم میں دیکھئے۔

خلفائے راشدین کے عہدِ سعادت مہد میں اسلام کا آفتاب صداقت نصف النہار پر پہنچ کر شباب نورانیت کی جولانیاں دکھانے لگا اور سپاہ اسلام کی ظفر مندیاں حدود ثغور سے ماوراء ہونے لگیں تو دشمنانِ اسلام سمجھ گئے کہ اب مسلمانوں کا براہِ راست مقابلہ ممکن نہیں۔ اُن کے لیے واحد چارۂ کار یہی تھا کہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں میں گھس جائیں اور مسلمانوں کی قوت کو اندر سے سبوتاژ کرنے کے لیے اُن کی صفوں میں افتراق اور انشقاق اور انتشار و خلفشار پیدا کریں اور اس طرح ان کا فولادی اتحاد پارہ پارہ کر دیں یہی وہ ناپاک سازش تھی جس کے تحت یمن میں صنعاء کے ایک بہت بڑے یہودی عالم عبداللہ بن سبا نے منافقانہ طور پر اسلام قبول کر لیا اور اسلامی قوت کو تار پیڈو کرنے کے لیے اپنے عزائم مشؤمہ کو ہمکنار عمل کرنے کا کام شروع کیا یہ شخص براہِ راست رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو نشانۂ دیدہ دہنی نہیں بنا سکتا تھا اُس نے صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم کے خلاف غلط اور گمراہ کن پروپیگنڈہ شروع کیا۔ اُس کی معاملہ فہمی نے اُسے سمجھا دیا تھا کہ اس کی ناپاک کوششوں سے اگر حضور کے اوّلین تربیت یافتہ اور صحبت یافتگان کا کردار لوگوں کو داغدار نظر آنے لگا تو اس مہتاب کی نورانیت بالواسطہ ظلمت آلود نظر آئے گی جس سے یہ نجوم متنیر ہو رہے تھے لوگوں کے ذہن خود ہی فیصلہ کر لیں گے کہ جس داعی کے اوّلین تربیت یافتگان ایسی سیرت کے حامل ہوں اُس کی اپنی ذات کیسے کردار کی حامل ہوگی۔ اس طرح اُس نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف مہم شروع کی اور بلاشبہ اُس نے بہت سے لوگوں کو ورغلا لیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی الم انگیز شہادت اسی مہم کا نتیجہ ہے۔ جمل، صفین اور نہروان کی جنگیں ان ہی فتنہ پردازوں کے شاخسانے ہیں اور یہ

Marfat.com

فتنہ ایک تحریک بن کر آج تک رواں ہے جو لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف زبانِ طعن و تشنیع دراز کرتے ہیں وہ اسی یہودی فتنہ گر کی صدائے بازگشت ہیں۔

خدائے علیم و خبیر کو پہلے سے ہی علم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پُرعظمت جاں نثاروں کی سیرت کو داغ دار ثابت کرنے کی ذلیل مہم شروع ہو جائے گی اور اس طرح اعدائے نبوت درپردہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کو بھیانک کر دکھانے میں اپنی تمام تر سعی بروئے کار لائیں گے یہی وجہ تھی کہ خدائے قدوس نے صحابہ کے ایمان اور اعمال مطہرہ کی شہادت قرآنِ حکیم کے اوراق میں محفوظ کر دینا ضروری سمجھا۔ غور کیجیے کہ اُن کی طہارتِ قلب و نظر اور پاکیزگیٔ فکر و عمل کی شہادت نہیں بلکہ قرآن مجید کی شہادت ہے۔ خود خدائے علام الغیوب کی شہادت ہے اور دنیا میں اس سے بڑی شہادت اور کوئی نہیں۔ تاریخ پر استناد و استشہاد کی ثقاہت کے کتنے ہی پردے تانے جائیں اگر وہ قرآن کے خلاف ہے تو اُسے دُشمنانِ اسلام کی دقیق ترین سازش سے زیادہ وقعت نہیں دی جا سکتی۔ اس طرح عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا انکار نص قرآنی کا انکار ہوگا۔

صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم اور قرآنِ کریم

آیئے دیکھیں کہ قرآن کریم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرتِ کردار کو کس رنگ میں پیش کیا ہے۔ قرآن کریم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بہترین مخلوق کہا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ ۝ جَزَآؤُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ط رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ط ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ ۝ (البینۃ ۷-۸)

ترجمہ: بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہی تمام مخلوق

Marfat.com

ہیں بہتر ہیں۔ اُن کا صلہ اُن کے رب کے پاس بسنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں ہیں۔ اُن میں ہمیشہ رہیں۔ اللہ اُن سے راضی اور وہ اُس سے راضی۔ یہ اُس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔ اس آیت میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو تمام مخلوق پر علی الاطلاق فضیلت دینے کے علاوہ، جنت اور رضاء الٰہی کی بشارت دی گئی ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان کی متعدد مقامات پر مدح کی گئی ہے۔ سورۂ بقر میں ہے:

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ

(البقرۃ۔۲۵۷)

ترجمہ: اللہ والی ہے مسلمانوں کا۔ انہیں اندھیریوں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

دوسرے مقام پر وارد ہوا ہے:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ (البقرۃ۔۲۸۵)

ترجمہ: رسول ایمان لایا اُس پر جو اُس کے رب کے پاس سے اُس پر اُترا۔ اور ایمان والے سب نے مانا اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں کو یہ کہتے ہوئے کہ ہم اُس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے اور عرض کی کہ ہم نے سُنا اور مانا۔ تیری معافی ہو اے رب ہمارے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔

Marfat.com

سورۂ احزاب میں ہے!

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۝ (الاحزاب-۴۷)

ترجمہ: اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ اُن کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔

سورۂ فتح میں ہے!

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ط (الفتح-۴)

ترجمہ: وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان اُتارا تاکہ اُنہیں یقین پر یقین بڑھے۔

سورۂ حجرات میں ہے!

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ لا فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (الحجرات-۷-۸)

ترجمہ: لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی۔ ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں۔ اللہ کا فضل اور احسان۔ اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

سورۂ تحریم میں ہے:

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ج اِنَّكَ

Marfat.com

ترجمہ: تو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اُن کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

سورۂ محمد میں ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّھُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ لا کَفَّرَ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَاَصْلَحَ بَالَھُمْ ۝ (محمد - ۲)

ترجمہ: اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر اُتارا گیا اور وہی اُن کے رب کے پاس سے حق ہے۔ اللہ نے اُن کی بُرائیاں اُتار دیں اور اُن کی حالتیں سنوار دیں۔

اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام کے جانی اور مالی جہاد کی قدر کرتے ہوئے فرمایا ہے!

لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجٰھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجٰھِدِیْنَ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ دَرَجَۃً ط وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی ط وَفَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجٰھِدِیْنَ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ دَرَجٰتٍ مِّنْہُ وَمَغْفِرَۃً وَّرَحْمَۃً ط وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ (النساء-۹۵-۹۶)

ترجمہ: برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد سے بیٹھ رہیں اور وہ کہ راہِ خُدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں اللہ نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کا درجہ بیٹھنے والوں سے بڑا کیا۔ اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور اللہ نے جہاد والوں کو بیٹھنے والوں پر بڑے ثواب سے فضیلت دی ہے۔ اُس کی طرف سے درجے اور بخشش اور رحمت۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

سورۂ توبہ میں ہے!

Marfat.com

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ (التحریم - ۸)

ترجمہ : جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو۔ اُن کا نُور دوڑتا ہوگا اُن کے داہنے۔ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارا نُور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے۔ بے شک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے اعمال صالحہ کا جا بجا اعتراف کیا ہے۔ سورۂ بقرہ میں ہے:

وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِیْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(البقرۃ - ۲۵)

ترجمہ : اور خوشخبری دے اُنہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ اُن کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں۔ جب اُنہیں ان باغوں سے کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا (صورت دیکھ کر) کہیں گے یہ تو وہی رزق ہے جو ہمیں پہلے ملا تھا اور وہ (صورت میں) ملتا جلتا انہیں دیا گیا۔ اور اُن کے لئے ان باغوں میں ستھری بیبیاں ہیں اور وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے۔

دوسرے مقام پر ہے:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (البقرۃ - ۸۲)

ترجمہ : اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ جنت والے ہیں۔ انہیں ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔

ایک اور جگہ ہے۔

بَلٰی ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪

Marfat.com

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (البقرۃ - ۱۱۲)

ترجمہ: ہاں کیوں نہیں جس نے اپنا مُنہ جھکایا اللہ کے لیئے اور وہ نکوکار ہے تو اُس کا اجر اُس کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم۔

ایک اور مقام میں وارد ہوا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

(البقرۃ - ۲۷۷)

ترجمہ: بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم۔

سورۂ النساء میں ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝ (النساء - ۱۲۲)

ترجمہ: اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے کچھ دیر جاتی ہے کہ ہم انہیں باغوں میں لے جائیں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں۔ اللہ کا سچا وعدہ اور اللہ سے زیادہ کسی کی بات سچی۔

اِس آیت میں جنت الخلد کا وعدہ کیا گیا ہے اور بعد کے فقرہ سے اس کی تاکید کر دی ہے۔

سورۂ الحج میں ہے!

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ (الحج - ۵۰)

Marfat.com

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ط وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

(التوبۃ - ۸۸ - ۸۹)

ترجمہ: لیکن رسول اور جو اُن کے ساتھ ایمان لائے اُنہوں نے اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا۔ اور اُنہیں کے لئے بھلائیاں ہیں اور یہی مراد کو پہنچے اللہ نے اُن کے لئے تیار کر رکھی ہیں بہشتیں۔ جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ ہمیشہ اُن میں رہیں گے۔ یہی بڑی مراد ملنی ہے۔

اسی سورۂ توبہ میں ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ط يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ق وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ط وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ط وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (التوبۃ - ۱۱۱ - ۱۱۲)

ترجمہ: بے شک اللہ نے مسلمانوں سے اُن کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ اُن کے لئے جنت ہے۔ اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں اور مریں۔ اس کے ذمہ کرم پر سچا وعدہ توریت اور انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ قول کا پورا کون۔ تو خوشیاں مناؤ اپنے سودے کی جو تم نے اُس سے کیا ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

Marfat.com

۱۲ توبہ والے۔ عبادت والے۔ سراہنے والے۔ روزے والے۔ رکوع والے۔ سجدہ والے۔ بھلائی کے بتانے والے اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدیں نگاہ میں رکھنے والے اور خوشی سناؤ مسلمانوں کو۔

اس میں جنت کے اجر کے علاوہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے چند اخلاق بھی بیان کئے گئے ہیں مثلاً وہ خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ عبادت گذار ہیں۔ سیاحت کرتے ہیں۔ رکوع کرتے ہیں۔ سجدہ کرتے ہیں اچھی چیزوں کا حکم دیتے ہیں۔ برائیوں سے روکتے ہیں۔ خدا کے حدود کی حفاظت کرتے ہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی عبادت اور خشوع وخضوع کو تفصیلاً بیان کیا ہے۔

سورۂ انعام میں ہے :۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (الانعام - ۵۲)

ترجمہ : اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح وشام اس کی رضا چاہتے تم پر ان کے حساب سے کچھ نہیں اور ان پر تمہارے حساب سے کچھ نہیں۔ پھر انہیں تم دور کرو تو یہ کام انصاف سے بعید ہے۔

سورۂ کہف میں ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ (الکہف ۲۸)

ترجمہ: اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں۔

Marfat.com

کیا تم دُنیا کی زندگی کا سنگار چاہو گے۔ اور اُس کا کہا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اُس کا کام حد سے گزر گیا۔

سورۂ مومنون میں ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۚ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۘ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (المؤمنون۔ ۱تا۱۱)

ترجمہ: بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے۔ اور زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں۔ اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اپنی بیبیوں یا شرعی باندیوں پر جو اُن کے ہاتھ کی ملک ہیں کہ اُن پر کوئی ملامت نہیں تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اِس میں خشوع کے علاوہ لغو سے اعراض کرنا، زکوٰۃ دینا، عفیف ہونا، امین ہونا، معاہدہ کی پابندی کرنا، نمازوں کی نگہداشت کرنا بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔

سورۂ احزاب میں ہے:۔

Marfat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ
بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ۝
تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ج وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا
كَرِيْمًا ۝ (الاحزاب - ۴۱-۴۲-۴۳-۴۴)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اُس کی پاکی بولو۔ وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اُس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیریوں سے اُجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔ اُن کے لئے ملتے وقت کی دُعا سلام ہے اور اُن کے لئے عزت کا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

سورۂ فتح میں ہے:-

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ
عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا
يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ز سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ
مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ج ص وَ
مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ق كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ
فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ
بِهِمُ الْكُفَّارَ ط وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (الفتح - ۲۹)

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔ تُو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے۔ سجدے میں گرتے۔ اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔ اُن کی علامت اُن کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے۔ یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور اُنکی صفت انجیل میں۔ جیسے ایک کھیتی اُس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اُسے طاقت دی پھر

Marfat.com

پھر تیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی ۔ کسانوں کو بھلی لگتی ہے تاکہ اُن سے کافروں کے دل جلیں ۔ اللہ نے وعدہ کیا اُن سے جو اُن میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا ۔ اِس میں صحابہ کی کفار پر شدت ، باہم نرمی اور خُدا کی رضا جوئی کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے ۔

سورۂ اٰل عمران میں صحابہ کے تقویٰ کا شاندار الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے :۔

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۚ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۚ الصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْمُنْفِقِيْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝ (آل عمران۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷)

ترجمہ :۔ تم فرماؤ ۔ کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز بتا دُوں ۔ پرہیزگاروں کے لئے ۔ اُن کے رب کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور ستھری بیبیاں اور اللہ کی خوشنودی ۔ اور اللہ بندوں کو دیکھتا ہے وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف کر ۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے ۔ صبر والے ۔ اور سچے اور ادب والے اور راہِ خُدا میں خرچ کرنے والے ۔ اور پچھلے پہر سے معافی مانگنے والے ۔

اس میں علاوہ تقویٰ کے صبر ، صداقت ، قنوت ، انفاق اور استغفار کے اوصاف بھی بیان کئے گئے ہیں اور جنت کے علاوہ رضاءِ الٰہی کا بھی مژدہ سنایا گیا ہے ۔

سورۂ حج میں ہے :

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ

Marfat.com

وَالصّٰبِرِیْنَ عَلٰی مَآ اَصَابَھُمْ وَالْمُقِیْمِی الصَّلٰوۃِ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝ (الحج - ۳۴-۳۵)

ترجمہ :- اور اے محبوب خوشی سُنا دو ان تواضع والوں کو کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے اُن کے دِل ڈرنے لگتے ہیں اور جو اُفتاد پڑے اُس کے سہنے والے اور نماز برپا رکھنے والے اور ہمارے دیئے سے خرچ کرتے ہیں۔

اِس میں صبر، اقامتِ نماز اور اتفاق کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی استقامت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ج وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (حٰمٓ السجدۃ- ۳۰-۳۱-۳۲-۳۳)

ترجمہ :- بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے۔ اُن پر فرشتے اُترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے ہے اس میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے اس میں جو مانگو۔ مہمانی بخشنے والے مہربان کی طرف سے اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں۔

اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم پر نزول ملائکہ، بشارتِ جنت اور ولایت الٰہی کا تذکرہ

Marfat.com

کیا گیا ہے۔

سورۂ احقاف میں ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ج جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ (الاحقاف-۱۳-۱۴)

ترجمہ: بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے نہ اُن پر خوف نہ اُن کو غم۔ وہ جنت والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اُن کے اعمال کا انعام۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان توکل کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے فرمایا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَھُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْھُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ۝ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْھُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰہِ ۭ وَاللّٰہُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ ۝ (آل عمران- ۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴)

ترجمہ: وہ جو اللہ اور رسول کے بُلانے پر حاضر ہوئے بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا۔ اُن کے نیکوکاروں اور پرہیزگاروں کے لئے بڑا ثواب ہے وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لئے جتھا جوڑا تو اُن سے ڈرو تو اُن کا ایمان اور زائد ہوا اور بولے اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز۔ تو پلٹے اللہ کے احسان اور فضل سے کہ اُنہیں کوئی بُرائی نہ پہنچی اور اللہ کی خوشی پر چلے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اِس میں دعوتِ الٰہی کی اجابت، احسان، تقویٰ، زیادتی ایمان اور نعمتِ خداوندی سے مالا مال ہونے کا بیان ہے۔

Marfat.com

سورۂ شوریٰ میں ہے :

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۚ (الشوریٰ - ۳۶)

ترجمہ : اور وہ جو اللہ کے پاس ہے بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا اُن کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

صحابہ کے خصائص میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا شمار کیا ہے اور یہی اُن کی علی الاطلاق فضیلت کی وجہ قرار دی ہے۔

سورۂ آل عمران میں ہے!

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ (آل عمران - ۱۱۰)

ترجمہ : تم بہتر ہو ان سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔ بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

سورۂ توبہ میں ہے :

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

(التوبة - ۷۱ - ۷۲)

ترجمہ : اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ بھلائی کا حکم دیں اور بُرائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں

Marfat.com

اور زکوٰۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں۔ یہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم کرے گا۔ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔ اللہ نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ مکانوں کا۔ بسنے کے باغوں میں اور اللہ کی رضا سب سے بڑی۔ یہی ہے بڑی مراد پانی۔

صحابہ کی نصرت و اعانت کو کافی سمجھا ہے اور اس کو تائید الٰہی کہا ہے۔

سورۂ انفال میں ہے:

هُوَ الَّذِیْ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

(الانفال - ۶۲ - ۶۳ - ۶۴)

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا۔ اور اُن کے دلوں میں میل کر دیا۔ اگر تم زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ کر دیتے ان کے دل نہ ملا سکتے۔ لیکن اللہ نے اُن کے دل ملا دیئے۔ بے شک وہی ہے غالب حکمت والا۔ اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے وفاء عہد کا اقرار کیا ہے۔

سورۂ احزاب میں ہے:

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ ۫ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ۝ (الاحزاب - ۲۳)

ترجمہ: مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے

Marfat.com

کیا تھا۔ تو اُن میں کوئی اپنی منت پُوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا نہ بدلے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی سلامت روی کی تعریف کی ہے۔

سورۂ فتح میں ہے:

حَمِيَّة

اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ (الفتح۔ ۲۶)

ترجمہ: جب کہ کافروں نے اپنے دلوں میں آڑ رکھی۔ وہی زمانۂ جاہلیت کی آڑ۔ تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اُتارا۔ اور پرہیزگاری کا کلمہ اُن پر لازم فرمایا اور وہ اُس کے زیادہ سزاوار اور اس کے اہل تھے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کو صاحبِ بصیرت قرار دیا ہے۔

سورۂ یوسف میں ہے:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ؕ (یوسف۔ ۱۰۸)

ترجمہ: تم فرماؤ۔ یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بُلاتا ہوں۔ میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کو برگزیدہ بنایا گیا ہے:۔

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚ

Marfat.com

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ
هُوَ مَوْلٰكُمْ ج فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝ (الحج-۷۸)

ترجمہ : اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا۔ اُس نے تمہیں پسند کیا اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔ تمہارے باپ ابراہیم کا دین۔ اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں تاکہ رسول تمہارا نگہبان و گواہ ہو۔ اور تم اور لوگوں پر گواہی دو۔ تو نماز برپا رکھو۔ اور زکوٰۃ دو۔ اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو۔ وہ تمہارا مولیٰ ہے تو کیا ہی اچھا مولی اور کیا ہی اچھا مددگار۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی بیعت کو نہایت اہم اور عظیم الشان تصور کیا ہے۔
سورۂ فتح میں ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ
اَيْدِيْهِمْ ج (الفتح-۱۰)

ترجمہ : وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی مذہبی حمیت کی تعریف کی ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ
مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ
اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ
قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ
حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (المجادلۃ - ۲۲)

ترجمہ : تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ

Marfat.com

دوستی کریں اُن سے جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول سے مخالفت کی۔ اگرچہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کُنبے والے ہوں۔ یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی مدد کی۔ اور انہیں باغوں میں لے جائے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہیں۔ اُن میں ہمیشہ رہیں۔ اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

اِس میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان، روح الٰہی سے تائید، بشارتِ جنت، رضائے خداوندی اور حزب اللہ کی شمولیت کا تذکرہ کیا گیا ہے اور فلاح کی خبر دی گئی ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کو دوہرے ثواب کا مژدہ سنایا گیا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَیَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (الحدید-۲۸)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہارے لئے نُور کر دے گا جس میں چلو اور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس میں نُور اور مغفرت کی بشارت بھی سنائی گئی ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم سے دنیا کی کامیابی اور تسلط کا وعدہ کیا گیا ہے:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْهِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ ؕ (آل عمران-۱۷۹)

ترجمہ: اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو۔ جب تک جُدا نہ کر دے گندے کو ستھرے سے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم پر خُدا نے انعام کیا اور اپنی نعمت تمام کی ہے:

Marfat.com

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ج وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (النساء - ۶۹)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے اُن کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا۔ یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

سورۂ مائدہ میں ہے!

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط (المائدۃ - ۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔ اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کو فوز و فلاح کی امید دلائی گئی ہے!

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ط فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ لا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (الاعراف - ۱۵۷)

ترجمہ: وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔ وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں اُن کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا اور اُن پر سے وہ بوجھ اور

Marfat.com

گلے کے پھندے جو اُن پر تھے اتارے گا تو وہ جو اُس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اُسے مدد دیں اور اُس نور کی پیروی کریں جو اُس کے ساتھ اُترا۔ وہی بامراد ہوئے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم اور احادیث

رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعدد فضائل بیان فرمائے ہیں اس قسم کی حدیثیں اگر صحاح سے یکجا کی جائیں تو ایک مستقل کتاب تیار ہو سکتی ہے لیکن ہم بخوفِ طوالت صرف چند احادیث نقل کریں گے۔

اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمت کو یہ حکم ہے!

۱:۔ اَکْرِمُوْا اَصْحَابِیْ (نسائی)

ترجمہ: تم میرے اصحاب کی عزت و حرمت کرو۔

۲:۔ اُوْصِیْکُمْ بِاَصْحَابِیْ (ترمذی)

ترجمہ: میں اپنے اصحاب کی عزت و حرمت کی تم کو وصیت کرتا ہوں۔

۳:۔ اَصْحَابِیْ اَمَنَةٌ لِاُمَّتِیْ (مسلم)

ترجمہ: میرے اصحاب (شر و فتن سے بچانے کے لئے) میری اُمت کے پشت و پناہ ہیں۔

۴:۔ لَاتَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ (صحیحین)

ترجمہ: میرے اصحاب کو بُرا نہ کہو۔

۵:۔ لَاتَسُبُّوْا اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِیْ (مسلم)

ترجمہ: میرے اصحاب میں سے کسی ایک صحابی کی بھی بدگوئی نہ کرو۔

۶:۔ مَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَهُمْ (ترمذی)

ترجمہ: جو صحابہ کو دوست رکھتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے دوست رکھتا ہے اور جو صحابہ سے بغض رکھتا ہے وہ میرے بغض کی وجہ سے بغض رکھتا ہے۔

Marfat.com

۷ :- اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ
(ترمذی)

ترجمہ: جب تم دیکھو کہ لوگ میرے اصحاب کو بُرا کہتے ہیں تو یہ کہو کہ تمہاری اس شرارت پر خُدا کی پھٹکار ہو۔

مہاجرین اور قرآن

مہاجرین وہ لوگ ہیں جو اسلام کے لئے اپنا گھر بار، اہل وعیال ومتاع سب کچھ چھوڑ کر مدینہ منورہ چلے آئے اور دامنِ نبوّت سے وابستہ ہو گئے۔ چونکہ یہ سب سے بڑا ایثار تھا اس لئے یہ گروہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے تمام گروہوں پر علی الاطلاق فضیلت رکھتا ہے اور قرآن کریم میں جس قدر اس گروہ کے مناقب بیان کیے گئے ہیں، کسی کے نہیں بیان کیے گئے۔ افضل الامت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی معیّت میں ہجرت کا جو شرف حاصل ہوا اُس کا ذکر قرآن کریم نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ج فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَاَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰی وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا ط وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ (التوبۃ - ۴۰)

ترجمہ: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے اُن کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے اُنہیں باہر تشریف لے جانا ہوا۔ صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے۔ جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا — بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اُتارا۔ اور اُن فوجوں سے اُس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں۔ اور کافروں کی بات نیچے ڈالی۔ اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

Marfat.com

قرآن کریم نے ہجرت کو ایمان کا معیار قرار دیا ہے چنانچہ منافقین کے متعلق سورۂ نساء میں ارشاد ہوا ہے!

فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط (النساء - ۸۹)

ترجمہ: تو اُن میں سے کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ جب تک وہ اللہ کی راہ میں گھر بار نہ چھوڑیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی ولایت اور چارہ سازی تمام تر ہجرت پر موقوف رکھی ہے۔ چنانچہ سورۂ انفال میں ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ج (الانفال - ۷۲)

ترجمہ: اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی تمہیں اُن کا ترکہ کچھ نہیں پہنچتا جب تک ہجرت نہ کریں۔

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر مہاجرین کو اعلانیہ فضیلت دی ہے۔ چنانچہ سورۂ توبہ میں ارشاد ہوا ہے!

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ لا اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝ لا خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ط اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (التوبۃ - ۲۰-۲۱-۲۲)

ترجمہ: وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال وجان سے اللہ کی راہ میں لڑے۔ اللہ کے یہاں اُن کا درجہ بڑا ہے اور وہی مراد کو پہنچے۔ اُن کا رب انہیں خوشی سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا کی اور اُن باغوں کی جن میں انہیں دائمی نعمت ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ اُن میں رہیں گے بے شک

Marfat.com

اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و رافت کو خاص طور پر مہاجرین سے وابستہ کیا ہے۔

سورۂ توبہ میں وارد ہوا ہے۔!

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ط اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (التوبۃ - ۱۱۷)

ترجمہ: بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں اُن غیب کی خبریں بتانے والے اور اُن مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں اُن کا ساتھ دیا۔ بعد اس کے قریب تھا کہ اُن میں کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں۔ پھر اُن پر رحمت سے متوجہ ہوا۔ بے شک وہ اُن پر نہایت مہربان رحم والا ہے۔

ایمان، خوف و رجاء کے بین بین ہوتا ہے۔ لیکن مہاجرین پر رجاء غالب تھی۔ اور اُن کو اللہ کے فضل اور رحمت پر بھروسا تھا۔

سورۂ بقرہ میں ہے!

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (البقرۃ - ۲۱۸)

ترجمہ: وہ جو ایمان لائے اور وہ جنہوں نے اللہ کے لئے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے وہ رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مہاجرین صادق الایمان تھے!

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ

Marfat.com

رَسُوْلَهٗ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ (الحشر-۸)

ترجمہ: ان فقیر، ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اُس کی رضا چاہتے اور اللہ و رسول کی مدد کرتے۔ وہی سچے ہیں۔

مہاجرین کے اعمال صالحہ کیا تھے؟ ان کو اس طرح بیان کیا گیا ہے!

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا ط وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ ۝ نِ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ط وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا ط وَ لَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ ط اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ط وَ لِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ ۝ (الحج- ۳۹-۴۰-۴۱)

ترجمہ: پروانگی عطا ہوئی اُنہیں جن سے کافر لڑتے ہیں۔ اس بناء پر کہ اُن پر ظلم ہوا۔ اور بے شک اللہ اُن کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے۔ وہ جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے صرف اتنی بات پر کہ اُنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے اور اللہ اگر آدمیوں میں ایک کو دوسرے سے دفع نہ فرماتا تو ضرور ڈھا دی جاتیں خانقاہیں اور گرجا اور کلیسے اور مسجدیں جن میں اللہ کا بکثرت نام لیا جاتا ہے اور بے شک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اُس کی جو اُس کے دین کی مدد کرے گا۔ بے شک ضرور اللہ قدرت والا غالب ہے اور وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں تو نماز برپا رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور بُرائی سے روکیں اور اللہ ہی کے لئے سب کاموں کا انجام۔

Marfat.com

اِس میں آخری آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تمام جماعت میں صرف مہاجرین ہی وہ لوگ تھے جن میں حکومت و خلافت کی صلاحیت موجود تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اور جماعتوں کے متعلق قرآنِ کریم میں یہ فقرے استعمال نہیں کئے گئے ہیں۔ مہاجرین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلافت کو جس بلند معیار پر قائم کیا وہ اس آیت کا عملی ثبوت تھا۔

متعدد سورتوں میں مہاجرین کو جنت اور اجرِ عظیم کی بشارت سنائی ہے اور مغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

سورۂ آل عمران میں ہے!

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝ (آل عمران-۱۹۵)

ترجمہ: تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے۔ اور لڑے اور مارے گئے۔ میں ضرور اُن کے سب گناہ اُتار دوں گا۔ اور ضرور اُنہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ اللہ کے پاس کا ثواب اور اللہ ہی کے پاس اچھا ثواب ہے۔

سورۂ حج میں ہے!

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ (الحج-۵۸-۵۹)

ترجمہ: اور وہ جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے پھر مارے گئے یا مر گئے تو اللہ ضرور انہیں اچھی روزی دے گا اور بے شک

Marfat.com

اللہ کی روزی سب سے بہتر ہے۔ضرور انہیں ایسی جگہ لے جائے گا جسے وہ پسند کریں گے اور بے شک اللہ علم اور حلم والا ہے۔

اجر کا وعدہ سورۂ نساء میں ہے!

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (النساء - ۱۰۰)

ترجمہ: اور وہ جو اپنے گھر سے نکلا اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کرتا۔ پھر اُسے موت نے آلیا تو اُس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہوگیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

سورۂ نحل میں مغفرت کا اعلان کیا گیا!

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (النحل - ۱۱۰)

ترجمہ: پھر بے شک تمہارا رب اُن کے لئے جنہوں نے اپنے گھر چھوڑے بعد اس کے کہ ستائے گئے پھر انہوں نے جہاد کیا اور صابر رہے۔ بے شک تمہارا رب اس کے بعد ضرور بخشنے والا ہے مہربان۔

لیکن یہ اجر، یہ رحمت، یہ مغفرت عالم عقبیٰ کے ساتھ مخصوص ہے دُنیا میں ان کو جو اجر عطا کیا گیا اُس کو بھی اسی سورۂ میں بیان کر دیا گیا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے!

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِى اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (النحل - ۴۱-۴۲)

Marfat.com

ترجمہ : اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنے گھر بار چھوڑے مظلوم ہو کر ضرور ہم انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے اور بے شک آخرت کا ثواب بہت بڑا ہے۔ کسی طرح لوگ جانتے۔ وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

یہ دنیا کا عمدہ ٹھکانا کیا تھا ؟ خلافت، یہ اور سورۂ حج کی آیت دونوں سے مہاجرین کی خلافت منصوص ہوتی ہے۔

مہاجرین اوّلین

مہاجرین میں بھی دو طبقے تھے۔ اُن میں جو مہاجرین اوّلین تھے اُن کے فضائل و مناقب قرآنِ کریم میں بطور خاص بیان کئے گئے ہیں کیونکہ وہ رتبہ میں عام مہاجرین سے افضل تھے۔ چنانچہ سورۂ انفال میں دونوں طبقوں کا علیحدہ علیحدہ ذکر آیا ہے !

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ (الانفال - ۷۴)

ترجمہ : اور وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں اُن کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

ان مہاجرین کی حقانیت ایمانی کو بیان کرنے کے بعد دوسرے طبقہ کا ذکر اس طرح ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ مِنْكُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (الانفال - ۷۵)

ترجمہ : اور جو بعد کو ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا وہ بھی تمہیں میں سے ہیں اور اور رشتے والے ایک دوسرے سے زیادہ

Marfat.com

نزدیک ہیں ۔ اللہ کی کتاب میں ۔ بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے ۔

اِس آیت میں اُن بزرگانِ دین کو قابل تقلید نمونۂ عمل کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے اور اُن کے اتباع کرنے والوں کو رضاء و خوشنودی کی بشارت دی گئی ہے۔

مقامِ مہاجرین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں

قرآن حکیم کی مندرجہ بالا آیات کی بناء پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مکتوب میں اپنی خلافت کو مہاجرین و انصار کی بیعت کے حوالے سے برحق ثابت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ مہاجرین و انصار کا منتخب کیا ہوا امام خدا کا پسندیدہ ہے۔ مہاجرین و انصار کے منتخب کردہ خلیفہ کی اطاعت کرنا سب مسلمانوں پر واجب ہے جو انکار کرے اُس کے خلاف جنگ کرنی واجب ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا متذکرہ مکتوب (بنام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ) ذیل میں نقل کیا جاتا ہے :-

"مجھ سے اُنہی لوگوں نے بیعت کی ہے جنہوں نے ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم سے بیعت کی تھی۔ لہٰذا نہ تو حاضر کے لئے حق باقی رہ گیا ہے کہ بیعت میں اختیار سے کام لے اور نہ غیر حاضر کو حق ہے کہ بیعت سے روگردانی کرے۔ شوریٰ تو صرف مہاجرین و انصار کے لئے ہے۔ اگر اُنہوں نے کسی آدمی کے انتخاب پر اتفاق کر لیا اور اُسے امام قرار دے دیا تو یہ اللہ کی اور پوری اُمت کی رضامندی کے لئے کافی ہے اب اگر اُمت کے اس اتفاق سے کوئی شخص اعراض یا بدعت کی بناء پر خروج کرتا ہے تو مسلمان اُسے حق کی طرف لوٹا دیں گے جس سے وہ خارج ہوا ہے۔ انکار کرے گا تو اُس سے جنگ کی جائے گی کیونکہ اُس نے مومنوں کی راہ سے کٹ کر الگ راہ اختیار کی ہے اور خُدا اُسے اُس کی گمراہی کے حوالے کر دے گا۔[1]"

خلاصہ کلام آنکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم معیارِ حق ہیں اور اسلام کے روشن مینار ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی مہر تصدیق کے ساتھ جو اسلام ہم تک پہنچا ہے وہی اسلام ہے اس مہر کے بغیر ہم کسی بات کو اسلام نہیں مانتے۔

---

[1] نہج البلاغۃ جلد دوم ترجمہ عبدالرزاق ملیح آبادی مطبوعہ لاہور صفحہ ۴۰

Marfat.com

ماخذ

	نام کتاب	مصنّف یا مؤلف
۱	القرآن الحکیم	اللہ جل شانہٗ
۲	کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن	اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی
۳	صحیح بخاری	ابوعبداللہ محمد ابن اسمٰعیل البخاری
۴	صحیح مسلم	ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری
۵	سنن ترمذی	محمد بن عیسیٰ ترمذی
۶	سنن ابی داؤد	ابو داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی
۷	سنن نسائیؒ	ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائیؒ
۸	سنن ابن ماجہ	ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی
۹	سنن بیہقی	ابوبکر احمد بن حسین بیہقی
۱۰	موطّا	امام مالک
۱۱	مشکوٰۃ المصابیح	شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب عمری
۱۲	سیرت ابن ہشام	ابن ہشام
۱۳	الشفاء	عیاض بن موسیٰ القاضی
۱۴	مواہب الدینہ	احمد بن محمد القسطلانی
۱۵	خصائص الکبریٰ	جلال الدین سیوطی
۱۶	مدارج النبوۃ	شیخ عبدالحق محدّث دہلوی
۱۷	معارج النبوۃ	مُلّا معین کاشفی
۱۸	توضیح البیان الخزائن العرفان	علامہ ابوالوفا غلام رسول سعیدی
۱۹	انوار الہدیٰ فی سیرت المصطفیٰ	علامہ حاجی فضل احمد
۲۰	سیرتِ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم	علامہ نور بخش توکلّی

Marfat.com

تاریخ و فضائل شہر نبی پر

بن بلوں کی پیش کش

فضائلِ مدینہ منوّرہ

ایک

مُصنّف

ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملاخاطر

مُترجمین

مولانا ملک محمد لوبستاں ◉ مولانا سید محمد اقبال گیلانی

مولانا محمد انور مگھالوی

صُفّہ پبلی کیشنز

اسماعیل سنٹر 109- چیٹرجی روڈ - اُردو بازار - لاہور فون: 7324210

Marfat.com

Marfat.com

عقائد و اعمال کی اصلاح کے لیے بہترین کتب

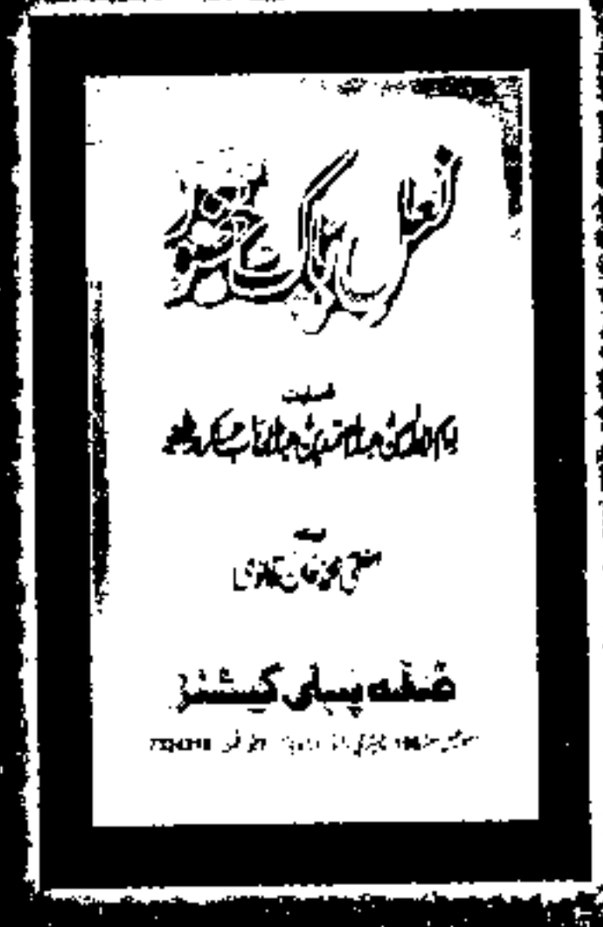

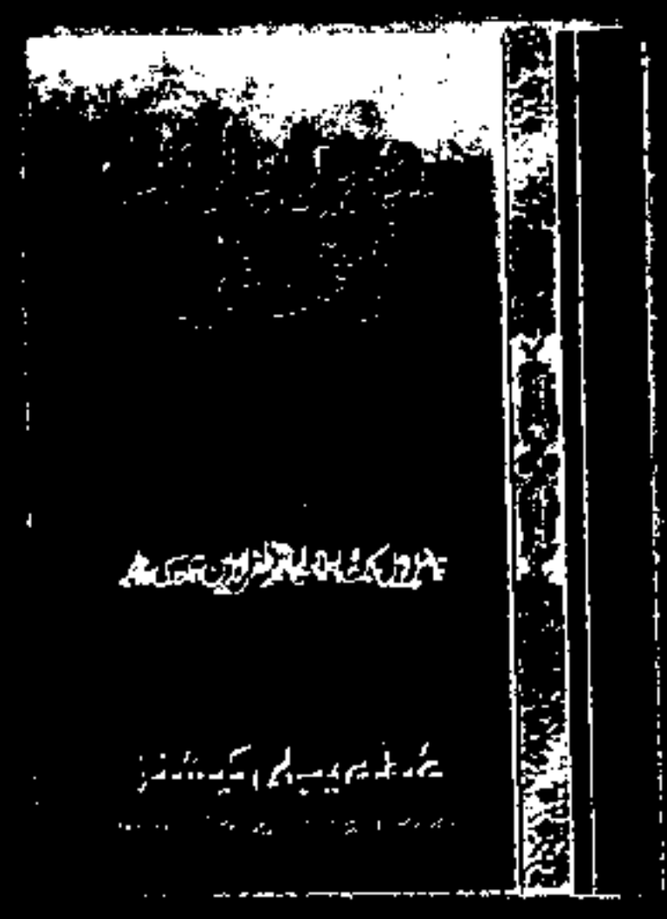

صفہ پبلی کیشنز

اسماعیل سنٹر109- چیٹرجی روڈ - اُردو بازار - لاہور فون :7324210

Marfat.com